انقلاب

اسلامی ایران

معرکۂ مشہد

اور

آیت اللہ شیرازی مدظلہ

سوانح و خطوط

یا صاحبُ الزمان ادرکنی

انقلابِ اسلامی ایران

معرکۂ مشہد
اور
آیت اللہ شیرازی مدظلہ

سیّد مرتضیٰ حسین صدرالافاضل

امامیہ پبلیکیشنز، امامیہ قرأت کالج موچی دروازہ، لاہور

دسویں پیشکش

نام کتاب ــــ انقلاب اسلامی ایران
مصنف ــــ سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل
بار اول ــــ جنوری ۱۹۸۱ء
تعداد ــــ ۱۱۰۰
ناشر ــــ امامیہ پبلیکیشنز، امامیہ قرأت کالج موچی دروازہ لاہور
مطبع ــــ حیدری پریس، لاہور
کتابت ــــ محمد حفیظ قریشی، لاہور
قیمت ــــ [redacted] روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد بک ڈپو
مقابل امام بارگاہ شاہ کربلا
رضویہ سوسائٹی کراچی


اللهم

فہرست

عرضِ ناشر

امامیہ پبلیکیشنز کی یہ گیارھویں پیش کش قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے ہمارے ادارے کا مقصد نئی نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ہے اور زیرِ نظر کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے کیونکہ حال ہی میں اسلام کے نام سے اٹھنے والی تحریک جس کی قیادت آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ خمینی الموسوی نے فرمائی اس دور کی سب سے بڑی کامیاب اسلامی تحریک ہے کہ جس نے ظلم و استبداد کی تمام تر باطل قوتوں کے باوجود حق و صداقت کی وہ شمع روشن کی جو رہتی دنیا تک درخشندہ رہے گی اور جسے انشاء اللہ العزیز باطل کی گھٹائیں ظلم و استبداد کی آندھیاں کبھی نہ مٹا سکیں گی۔ زیرِ نظر کتاب اسی اسلامی تحریک کی ابتدائی جھلک ہے جو کہ ایران کے ایک مقدس شہر مشہد کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہم اس کتاب کے مصنف سید مرتضیٰ الحسینی صدر الفاضل کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اسلامی حکومت کا تصور پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی مشہدی کی سوانح حیات اور ان کا اس اسلامی تحریک کا کردار پیش فرمایا ہے۔ ہم قارئین کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ ادارہ نئی نوجوان نسل کی بہتر سے بہتر خدمت کرنے کا شرف حاصل کر سکے۔

در قبول افتد زہے عز و شرف

آپ کا مخلص

امامیہ پبلیکیشنز

امامیہ قرأت کالج - موچی دروازہ - لاہور

۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

پیش لفظ

الحمد للّٰہ قاصم الجبارین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین وعلی الائمۃ المعصومین وعلی عباد اللّٰہ الصالحین ـ

دل چاہتا تھا کہ علماء ایران کو قابلِ توجہ اور یادگار ہدیہ دیا جائے۔ ان حضرات نے اس دور میں اسلام کو وہ بلندی بخشی کہ بڑے بڑوں نے گردنیں جھکا دی ہیں۔
سلام ہو ان اکابر علماء پر جو اسلام کی سربلندی کے لیے دار و رسن کی منزلوں سے گزرے اور بر سر دار "اسلام" "اسلام" کرتے رہے!
سلام ان شہیدوں پر جو اسلام کی زندگی کے لیے موت سے بغل گیر ہوئے اور اب وہ زندۂ جاوید ہیں۔
سلام ایران کے مسلمانوں پر!
مسلام، قم اور مشہد، ویزد و اصفہان و تبریز کے شہریوں پر جو اللّٰہ اکبر کہتے اور جامِ شہادت پیتے رہے!
سلام آیت اللّٰہ شیرازی، آیت اللّٰہ قمی، آیت اللّٰہ شریعت مدار، آیت اللّٰہ گلپائیگانی، آیت اللّٰہ مرعشی پر کہ ان کی محنت رنگ لائی!
سلام آیت اللّٰہ عبداللّٰہ شیرازی پر کہ انھوں نے مشہد سے فسق و فجور کو نکال کر اس شہرِ مقدس کے تقدس کو بحال کیا۔
سلام آیت اللّٰہ العظمیٰ رہبر عالی قدر، زعیم نہضت اسلامیہ السید روح اللّٰہ خمینی

پر جو صدیوں کے فاتح اور اسلام کے فرزند اور اسلام کے علمبردار ہیں، جن کی گرج دار آواز سے اسلام دشمن ایوانوں میں زلزلہ ہے!!

سلام، ولی عصر، حجۃ ابن حسن پر کہ ان کے وجود سے زمین آسمان قائم اور ان کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے!

زیر نظر کتاب انقلاب اسلامی ایران کی تاریخ کا ایک ورق ہے، جس کے مندرجات کا راوی براہ راست میں خود ہوں کہ یہ سب کچھ میں نے دیکھا اور میں نے پڑھا اور سنا ہے۔

اللہ تمام مسلمانوں کو اتحاد نصیب فرمائے ——— اللہ ہم سب کو اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ اللہ علمائے اعلام کو طول و عمر و حفظ و سلامتی فرمائے۔

ملتمس دعا:
سید مرتضیٰ حسین عفی عنہ
۱۵ رمضان سنہ ۱۴۰۰ھ

اسلامی حکومت کی اساس

مُلک اللہ کا ہے!

اسلام میں حکومت اعلیٰ کا تمام تر حق صرف اللہ کو ہے اور اللہ کی حکومت کے حکم قرآن اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ذریعہ عالم انسانیت کو پہنچے۔ تمام انسان اس کے مخاطب اور پوری دنیا کے لیے وہ قانون ہے۔ رنگ و نسل، جغرافیائی حدود کے بغیر سب کے واسطے مساوی دستور، مساوی سلوک، مساوی حقوق، فکر (اصول دین) و عمل (شریعت) و کردار (اخلاق) میں یکساں تعلیم۔ تاکہ تمام دنیا کے انسان ایک سطح پر سوچیں، ایک سیرت و کردار کے حامل بنیں۔ ایک قانون کے پابند رہیں۔ یوں حقیقی معنی میں "برادری" کا تصور، فرزند آدم ہونے کا عقیدہ اور انسانیت کی اعلیٰ قدروں کا عملی اعتراف کیا جائے۔

امیر و غریب، سید اور شیخ، عرب اور عجم، ہر معیار اور ہر سطح کے آدمی سے خطاب ہے: قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ــــ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو گئی ــــ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ــــ اور مرنا تو فقط مسلمان مرنا ــــ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام دین، راستہ، مسلک، دستورِ فکر و عمل اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے، اور اسلام کا حرف اوّل ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ایک بستی کے لوگ ایک درخت کی پوجا کرتے ہیں کہ اگر یہ درخت خوش رہا تو سارے درخت پھل دیں گے، سایہ دیں گے اور اپنی ہوا سے بیماریاں دور کریں گے۔ دوسرے شہر میں سانپ کو دودھ پلایا جاتا ہے کہ اسے یہ جتنے سے کیڑے مکوڑے دکھ نہ دیں گے، خوف بندر، گائے، بیل، جنگل بکرا، اور پھر پتھر کے بے ڈول ٹکڑے، اور مرمر کے ترشے ہوئے بت ایک بارش کا مالک، ایک پیداوار کا مختار، ایک خوش ہو تو جنگ نہ ہو، ایک وہ بت کہ بگڑ جائے تو آندھی وطوفان آجائے۔ ایک دیوی مرض پھیلاتی ہے اور ایک دیوتا دھن برساتا ہے ـــــ ان عقائد وافکار کے پرستار ھند وسندھ میں بھی ہیں اور لندن امریکہ میں بھی۔

پیپل کا درخت، ہمالیہ پہاڑ، راوی کا دریا، گنگا جمنا کا سنگم، بنارس کے بت اور سومنات کا دیوتا ماننے والے بہت پرانے کے لوگ تھے۔ آج کے مہذب افراد ـــــ برطانیہ، فرانس، امریکہ، روس اور چین جاپان جیسے ملک اور ان ملکوں کے سربراہ گزشتہ دور کے دیوی دیوتاؤں یا فرعون وہامان کا روپ دھار کر اٹھے۔ ایک نے کہا ہمیں بڑا مانو، ہماری بات سنو، ہمیں خوش رکھو گے تو ہم تمہیں روٹی، کپڑا، مکان دیں گے۔ نہیں تو فنا کر دیں گے ـــــ دوسرے نے کہا، ہمیں سلام کرو، ہمارا کلام سنو، ہم تمہیں گیہوں دیں گے، پرانے ہوائی جہاز دیں گے، نئے ھیلی کاپٹر دیں گے، توپ دیں گے بندوق دیں گے، ہمارے پاس گودام کم ہیں ہم تمہارا گھر بھر دیں گے، ہمیں مانو تو سہی ـــــ تیسرے کا دعویٰ ہے کہ جو ہمارا ساتھ دے گا ہم اس کا ساتھ دیں گے شرط یہ ہے کہ پہلے دوسرے سے نہ ملو ـــــ آج کے یہ دیوی دیوتا بولتے چالتے ہیں ـــــ سوچیے انھیں بڑی طاقت مانیں یا انھیں؟

اللہ نے یہی حکم دیا کہ سب دیوی دیوتاؤں کا انکار کرو اور میری توحید کا کلمہ پڑھو ــــ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ــــ لا الٰہ الا اللہ ــــ کہو گے فلاح و بہبود پاؤ گے۔ کوئی دیوی دیوتا، کسی کے سامنے جھکنے اور عاجزی کرنے کے ہم قائل نہیں۔ ہم صرف ایک معبود برحق کو مانتے ہیں ۔ وہی حاکم، وہی سلطان، وہی رحیم، وہی رحمان، وہی رزاق، وہی محی، وہی ممیت ہے۔ باقی رہے لکڑی پتھر یا انسان اور جانور، ہم نہ ان کو قوت و حاکمیت کا سرچشمہ جانتے ہیں نہ ان سے ڈرتے ہیں نہ ان کے محتاج ۔ یہ مطلب تھا ــــ لا الٰہ الا اللہ ــــ کا۔

خودی کا سرِ نہاں، لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں، لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں، لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زماں و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں، نہ مکاں، لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں، لا الٰہ الا اللہ

لا الٰہ الا اللہ ــــ اللہ کے سوا ہر قوت کے انکار کا درس ہے، لا الٰہ الا اللہ اسلام کی برتری کا اعلان ہے۔ یہی اللہ کے دین کی اساس اور یہی کلمہ مسلمان کی سربلندی کا راز ہے۔

قرآن مجید نے اللہ کے سوا ہر اس ذات کو "طاغوت" کہا ہے جو اللہ کے مقابلے میں اپنی بات، اپنی فکر، اپنا فلسفہ، اپنا نظام پیش کرے اور اپنی طرف لوگوں کو بلائے۔ اللہ کی ہدایت ہے اور قرآن کی بشارت :

والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشریٰ۔ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب (الزمر آیت ۱۷، ۱۸)

"اور جو لوگ طاغوت کی پوجا سے بچے رہے اور اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے رہے ان کو بشارتیں ہیں۔ میرے ان بندوں کو خوش خبری دے دیجئے، جو بات سنتے اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔ وہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی اور وہی وہ لوگ ہیں جو صاحبان عقل ہیں۔"

اچھی اور قابل پیروی بات قرآن نے صرف ایک بتائی ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۳)

"اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف بلائے اور عمل صالح کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔"

یہی اسلام ہے، یہی تعلیم تمام انبیاء لے کر آئے اور رسول آخر الزمان علیہ السلام اسی دین کو مکمل کرنے بھیجے گئے — ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق — اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، اس لیے نہیں کہ ہم سنیں اور مان لیں۔ نہیں دین اور رسول مقبول کے بھیجنے کی غرض یہ تھی کہ — لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون — لا الٰہ الا اللہ نہ ماننے والوں، اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک جاننے والوں کی خواہشات کے برخلاف، عوام کی اکثریت کے برعکس دین اسلام کا تمام ادیان و افکار پر غلبہ ہو — نظام اسلام کا قیام عمل میں آئے اور اللہ کا دین عملی دنیا میں اپنے کمال کی وجہ سے غلبہ حاصل کرلے۔

دین کو عالم گیر اور مؤثر تحریک اور با اقتدار نظام بنانے کی خاطر جو انداز ہمارے سامنے آیا وہ "تدریج" ہے۔ اس تدریج میں سب سے پہلے پڑھنے لکھنے، سوچنے اور فکر و نظر کو استعمال کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں اللہ اور اس کی توحید، رسول اور ان کی صداقت، جزا و سزا یعنی قیامت کی حقیقت کو منوایا گیا۔ اس کے بعد تعمیر سیرت و کردار، اصلاح احوال و اخلاق، انسانی اقدار کی توضیح، اور عبد و معبود کے رشتوں کی تشریح، عبادت و طہارت باطن، غیر اللہ سے دوری، شرک سے اجتناب،

خواہشات پر کنٹرول، تقویٰ اور للٰہیت پر زور، یاد خدا اور توجہ الی اللہ، صراط مستقیم اور تعلیمات اسلام پر مکمل عمل پیرا ہونے کی عزیمت اور خدا کے ہر حکم کو بجا لانے میں تسلسل کو خصوصی طور پر سامنے رکھنے کا طریقہ پسند کیا گیا۔

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن لوگوں سے سابقہ پڑا۔ وہ شراب، جوئے، قتل و خونریزی و بد اخلاقی کے عادی اور جامع قانون اور غیر شخصی نظام کے منکر تھے۔ سینکڑوں بت تھے اور بے شمار کاہن، الگ الگ لیڈر تھے اور جدا جدا سردار۔ ایسے بھیانک پس منظر میں آنحضرت نے رسالت اور وحی کی آمد کے اعلان سے پہلے اپنی ذات و صفات، اپنی سیرت و کردار کے وہ تمام پہلو سب کے سامنے رکھ دیئے جن کو دیکھ کر کوئی صاحب عقل و حواس آپ کی بات کو زبردستی رد کر دے تو اور بات ہے لیکن پیام حق سن کر دل پر اثر نہ لے اور دماغ پر وزن محسوس نہ کرے ممکن نہ تھا۔

آپ گھر سے نکلے تو حضرت ابو طالب اور اُن کے فرزند حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ نمازیں پڑھتے تھے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا آپ کے ساتھ ہو جاتی تھیں اور بس۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں مکے کے ہر اجتماع میں اسلام اور حضرت رسالت مآب کا تذکرہ ہونے لگا۔ لوگ اسلام لانے لگے اور دشمن کی طرف سے حملے شروع ہو گئے۔ ہر مسلمان کسی نہ کسی طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنا۔ خود آنحضرت پر کوئی سختی ایسی نہ تھی جو نہ گزری ہو، مگر آپ نے بے دین اور مشرکوں سے کسی طرح کی مفاہمت گوارا نہ کی۔ وہی کیا جو اللہ نے کہا اور وہی کہا جو وحی کا اشارہ ہوا۔ اس راہ میں آپ کے ساتھیوں کو ترک وطن پر مجبور ہونا پڑا تو آپ نے مرد و زن کا ایک چھوٹا سا قافلہ حبشہ روانہ کیا۔ اس قافلے کے سربراہ جناب جعفر بن ابی طالب تھے۔ جعفر نے حبشہ کے حکمران کو قرآن کی زبان اور آیات کے الفاظ میں اسلام کے عقائد و تعلیمات اور مسلمانوں کے اخلاق و کردار سے باخبر کیا جس کے نتیجے میں عیسائی حکمران اور اس کے درباری بے حد متاثر ہوئے اور ان مہاجروں کو دشمنوں کی دراز دستی کے خطرے سے چھٹکارا مل گیا۔ یوں انقلاب اسلامی کا پہلا شریفہ گروپ دین کی تبلیغ کا سینٹر بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان مہاجرین کے

طریقِ کار سے جو نتائجِ تربیت حاصل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) دین کے معاملات میں بے دین معاشرے اور عوام کے دباؤ سے ڈرنا کمالِ ایمان کے خلاف ہے۔

(۲) مسلمان علم قرآن اور ذاتی اخلاق و عزیمت میں اس قدر استوار ہو کہ اگر اسے عوام کے سامنے یا سرکار کے دربار میں جانا پڑے تو وہ اللہ کا پیغام بے جھجک بے پہنچا سکے۔

(۳) مسلمان کو پہلے مرحلے میں صبر و استقامت، جفاکشی اور آہستہ روی میں اتنا پختہ کار ہونا چاہیے کہ ظلم و ستم کیا موت بھی چیخ اٹھے۔ مگر وہ کسی منزل میں خوف، رنج و مایوسی سے دوچار نہ ہو۔

دس سال تک دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت، عبادت گزاری و جاں سپاری کے بعد پورے شہر اور شہر کے زعماء نے آنحضرتؐ کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ آپ کو گھر میں قید رکھا۔ ایک سال سے زیادہ شعب ابی طالب میں محصور رہنے اور ہر طرح کی سختیاں رفیقِ حیات کی خطرناک بیماری اور سربراہ و مربی ابوطالب کی جان لیوا علالت اور کمزوری کے باوجود آپ نے دشمنانِ دین سے مصالحت و مشاورت پسند نہیں کی آخر اللہ نے قدرت نمائی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہائی ملی۔ حتیٰ کہ حضورؐ نے مشرکوں کے سامنے جانے یا انھیں اپنے پاس بلانے اور باہمی فاصلوں کو کم کرنے کے بارے میں نہیں سوچا، آپ اپنی اسی روش پر برقرار رہے اور یہ سمجھایا کہ اللہ کا رسول، اشارۂ وحی کے علاوہ کسی کے مشورے اور کسی طاقت سے سمجھوتہ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو دستورِ زندگی دیا کہ —— لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار —— خبردار ظالموں (مشرکوں) کی طرف جھکاؤ پیدا نہ کرنا (ان پر بھروسہ نہ کرنا) ورنہ جہنم کی آگ تمہیں پکڑے گی۔

گیارہ سال کے بعد آپ کی بے لوچ روش اور سراپا انکسار و عاجزی کو ایک نئے مرکز کی تلاش ہوئی۔ مشرکینِ مکہ نے آپ کو آپ کا وطن اور شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آنحضرتؐ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آتے ہی مسلمانوں میں مواخات قائم کر کے

ساتھ ساتھ مقامی مدعیان دین سے معاہدے کرنا شروع کردیئے۔ ان معاہدوں کے بعد اپنے ساتھیوں کو مشرکوں اور بے دینوں سے جنگ کے لیے تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دستور و سیرت سے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اچھے یا برے طور پر اللہ کا نام لینے والوں سے مفاہمت ہو سکتی ہے مگر مشرکوں اور بے دینوں سے رشتہ استوار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی اساس پر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔ وہ دین جس کا پورا ڈھانچہ صرف اور صرف اللہ نے بنایا، رسول اللہ نے پہنچایا، اللہ نے فرمایا اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمل کر کے دکھایا۔ جب احکام و افکار کی علمی تبلیغ اور عملی تفہیم مکمل ہو گئی اور آخری بات سمجھا دی گئی تو اعلان ہوا —— اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا —— آج کے دن تم سب لوگوں کے لیے میں نے دین کو کامل کر دیا، اور تم سب لوگوں پر اپنی نعمت تمام کردی اور تم سب کے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسندیدہ قرار دیا —— اب مرکز اتحاد، اسلام ہے، نقطۂ پرکار اسلام ہے، قوت جاذبہ اسلام ہے۔ اب نہ کسی آسمانی کتاب کی ضرورت ہے نہ آئندہ کوئی رسول و نبی بھیجا جائے گا۔

اللہ کی ملوکیت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعے قائم ہو چکی، اللہ کے بعد محمد رسول اللہ اور جب اور جہاں آنحضرت کی بات پوچھنا اور عمل دیکھنا ہو وہاں امام سے رجوع کرنا۔

اسی بنا پر ہم کہتے ہیں —— **محمد رسول اللہ** ——

امامت

جس طرح اللہ کے احکام، اللہ کی رضا، کلام اللہ کے معانی و مطالب کے امین و پیام بر، شارح و مفسر، معلم و مبلغ حافظ و امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام و فرامین، عمل و تبلیغ کے شارح و مفسر، معلم و مبلغ و امین وہ ہے جسے رسول اللہ ؐ نے خود اپنی پسند کے مطابق پایا ہو، اللہ نے اسے اس خاص کام کے لیے بنایا ہو، وہ نبیؐ کا خلیفہ اور اللہ کی طرف سے رسول کا جانشین ہو۔ اسی جانشینی کو امامت اور جانشینِ معصوم، عالم و اکمل فرد کو امام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،

شرح باب حادی عشر میں امامت کی تعریف ہے:

"دین و دنیا کے امور و معاملات میں نیابت رسول ہی کی بنا پر کسی شخص کی ریاست عامہ"

صراط الحق جلد دوم صفحہ ۱۶۸ پر ہے:

"اقامتِ دین اور حفظ حوزۂ ملت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت، اس حیثیت سے کہ پوری امت پر اس کا اتباع واجب ہو۔"

اس منصب پر اللہ کے حکم اور رسول اللہ کی تصریح، نام اور صفات کے ساتھ ایک شخص کا تعین ہوتا ہے، یکے بعد دیگرے امام اللہ کی طرف سے نبی کے اعلان اور امام اوّل و سابق کے ذریعے معین ہوتا رہتا ہے، اسی کو خلافت بالنص کہا جاتا ہے ـــ جس شخص کے لیے نص ہو، اسے امام کہتے ہیں۔ امام اور خلیفۃ الرسول ؐ کا سب سے بڑا متقی، معصوم، اعلم امت جیسے اعلیٰ صفات کا حامل ہونا شرط ہے۔

ائمہ کا کردار امامت دراصل، انسانی نظام حیات، معاشرتی نظم و نسق، قانون

کے تحفظ و نفاذ، اور دین اسلام کی مکمل نگہداشت کا منصب ہے۔ تاکہ مشیت خدا، اور روح تعلیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت تک اپنی اصلی صورت میں محفوظ رہے اور قیامت تک مسلمانوں کو مخالفین و منکرین اسلام کے افکار و اعمال کی دریوزہ گری اور غیر اللہ کی غلامی نہ کرنا پڑے، فکری غلامی، ذہنی تقلید، اور عملی محکومیت سے آزادی کی ضمانت کا نام امامت ہے۔ اللہ نے فرمادیا ہے — اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اللہ کی اطاعت، رسول اللہ کی فرماں برداری اور اولی الامر کی پیروی غیر اللہ سے آزادی ہے، فقط ان کی اطاعت کرو جو "اولی الامر" ہوں، جن کا حکم رسول کا حکم ہو، جن کی تعلیم اللہ کی کتاب پر مبنی ہو اور بس۔

ائمہ کی تعلیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم خدا سے یکے بعد دیگرے بارہ امام معین کیے، بارہ پر نص ہوئی، حضرت علی علیہ السلام سے امام محمد بن حسن، یعنی بارھویں امام تک امامت کے منصب پر فائز ہونے والوں نے، شدید ترین مشکلات، سنگین حالات، مخالف ماحول میں حکومتوں کو روکا، ٹوکا، دانشوروں کو جھنجوڑا، لوگوں تک کلمۂ حق پہنچایا، اصل اسلام و تعلیماتِ کتاب و سنّت کو مسخ و فسخ ہونے سے بچایا، باطل کے مقابلے میں محاذ لگایا اور مسلسل جہاد کرتے رہے، ان میں سے کسی کے سامنے اقتدار و عدم اقتدار کا مسئلہ نہ تھا، مسئلہ تھا دین کی بالادستی کا، اس مہم میں قید و بند، کچہری عدالت، نظربندی و جلاوطنی سے لے کر تلوار و زہر تک ہر آزمائش سے گزرے، اور ہر موڑ پر یہی صدا دی:

اِنْ کَانَ دِیْنُ مُحَمَّدٍ لَّمْ یَسْتَقِمْ   اِلَّا بِقَتْلِیْ فَیَا سُیُوْفُ خُذِیْنِیْ

اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین میرے قتل کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اس کی حالت نہیں سدھر سکتی، تو شمشیر و بڑھو، تلوارو بڑھو میرا خون حاضر ہے۔

دو صدیوں میں دبستان آل محمد ہر طرح کے طوفانوں سے مقابلہ کرنے کے قابل ہوگیا۔ آئمہؑ نے طاقت ور حکومتوں کی جم کر مخالفت کی اور انھیں قدم قدم پر روک کر حق بات بتائی اور باطل سے ڈرایا۔ خلفاء نے ان کے خلاف حدیثیں گڑھوائیں، انھیں

مانع کیا، انھیں جیل میں رکھا، جلا وطن کیا، تلوار سے شہید کیا درجب دیکھا کہ یہ طریقہ حکومت کو نقصان پہنچاتا ہے تو زہر کے ذریعے زندگیوں کے خاتمے شروع کر دیئے۔

۳۲۹ھ تک امامت نے عقیدۂ توحید کی قوت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول علم وعمل کی پابندی کے فوائد، استقامت بر "لا الٰہ الا اللہ" کو طاقت ور دشمنوں سے بچنے کا عملی درس دے کر اپنا سب سے بڑا فریضہ ادا کر دیا، اس کے بعد اس نصب العین اور عقیدۂ وعمل کی روح کو قیامت تک محفوظ رکھنے اور پرورش دینے کے لیے تربیتی مرکز قائم کیے۔ رسولؐ وآل رسولؑ مکہ ومدینہ ہی میں رہے، ان کی تعلیم وتربیت کے بنیادی ادارے مدینے ہی میں رہے، حضرت علیؑ سے حضرت امام جعفر صادق وامام حسن عسکری علیہم السلام تک ائمہ کا مدرسہ چار چار ہزار طلبہ تک کو فیض یاب کرتا رہا اور جب انقلاب، دعوت، جہاد وامتحان آزمائش کے لیے ان میں سے کوئی مدینہ سے باہر نکلنے پر مجبور ہوا تو جہاں بھی ہوگیا اس نے وہاں کے لوگوں کو وہیں مکی ومدنی درس دینا شروع کر دیا، اس طرح مدرسۂ محمد وآل محمدؐ کی شاخیں کوفہ ونجف کربلا وبغداد وسامرہ وقم ومشہد تک پھیل گئیں۔ اس طرح شیعہ مسلمان مرکز سے رجوع کرنے کے عادی، اور آل محمدؐ سے روشنی حاصل کرنے کے حامی دانشورانِ اسلام ہمیشہ ایک چراغ، ایک رہنما اور ایک مرجع کو دیکھتے رہے۔

آخری امام علیہ السلام کے بعد نظام عمل

ائمہ علیہم السلام خود مرکز ومرجع اعلیٰ تھے، دور دراز علاقوں کے لیے وہی ثانوی مرجع اور ان کی ضرورتوں کے لیے ایک معیاری عالم دین بھیجتے تھے۔ ان کے وکلاء وسفرا شیعہ مسلمانوں کے مرکزی رہنما قرار پاتے تھے، یہ سلسلہ ۳۲۹ھ تک براہ راست امام کی نگرانی میں قائم رہا۔ آخری دور میں چار مراجع نے نظام تربیت کے اس دستور کو عملی طور پر کامیاب ثابت کر دیا۔ اجتہاد کا دروازہ کھلا اور کتاب وسنت کے احکام میں اعلم العلما سے رجوع کا حکم ہوا۔ غیبت صغریٰ کے لیے امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت حجت روحی لہ الفداء نے

کے بعد دیگرے چار شخص نامزد کیے، یہ حضرات مرجع کل تھے:

عثمان بن سعید العمری

محمد بن عثمان بن سعید

ابوالقاسم حسین بن روح

ابوالحسن علی بن محمد السمری

حوزۂ علمیہ، جامعہ رُوحانیت اجتہاد و اعلم کا مطلب

ان حضرات کے زمانے میں متعدد اکابر علما و اہل اجتہاد ابھرے مگر مرجعیت اعلیٰ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی کو ملی، یہ رے کے رہنے والے تھے، انھوں نے حدیث و سنت کا بڑا دفتر بیس[۲۰] برس کی محنت سے مرتب کیا۔ اس ذخیرۂ احکام و احادیث کا نام "الکافی" ہے۔ اس کے بعد اسلامی نظام کی حفاظت کے قلعے مستحکم ہو گئے۔ ان قلعوں میں سے ہر قلعے کو ــــ حَوزَہ ــــ اور ان حوزہ ہائے علمیہ سے وابستہ نظام کو جامعۂ روحانیت کہا جانے لگا، حَوزۂ علمیہ کے فارغ التحصیل کو مجتہد، اور مجتہدین میں کامل و اکمل کو اعلم کا اعزاز ملا۔

یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکنے والے، شریعت مقدسۂ اسلام کے سوا کسی قانون کی تصدیق نہ کرنے والے، اسلامی فلسفہ و حکمت، کے حامی اور مشرق و مغرب کے بے دین رجحان کے خلاف نبرد آزما ہونے والے، فقہ کے مجتہد، جن سیرت و کردار بے داغ، جن کی زندگی آئینۂ علم و عمل تھی، ان حضرات کے بارے میں مرجع اکبر شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی نے کتاب کمال الدین کے پینتالیسویں باب (باب ذکر التوقیعات) کی چوتھی حدیث میں حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"و اما الحوادث الواقعۃ فارجعوا فیہا الی رواۃ احادیثنا، فانہم حجتی علیکم و انا حجۃ اللہ علیہم۔"

نئے واقعات اور نئے تقاضوں میں ہمارے احادیث نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کرو، وہ ہماری طرف سے تمھارے لیے حجت ہیں اور ہم ان پر اللہ کی طرف سے حجت ہیں ـــــ یہ روایان حدیث، یہ فقیہہ فی الدین یہ مجتہد و علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشہور فرمان کے مطابق وارث انبیاء ہیں:

"إن العلماء ورثة الانبياء" (اصول الکافی، ج ۱ ص ۳۴) ان علماء کا فرض ہے کہ وہ انبیاء کی میراث اور پیغمبروں کی امانت کے امین رہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد بزرگوار، سید نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث بیان فرمائی ہے۔

"الفقهاء امناء الرسل مالم يدخلوا فی الدنیا، قیل: یا رسول اللّٰہ وما دخولهم فی الدنیا؟ قال: اتباع السلطان۔ فاذا فعلوا ذٰلك فاحذروهم علی دینکم" (اصول کافی ج ۱ صفحہ ۴٦)

فقیہ لوگ، دین کی بصیرت رکھنے والے، رسولوں کے امین، اور مقاصد و تعلیمات انبیاء کے امانت دار ہیں، ان کا یہ مرتبہ واحترام صرف اس لیے ہے کہ وہ اللہ کے سامنے جھکیں۔ جب ان کا جھکاؤ دنیا کی طرف ہو جائے اور ذاتی معاملات میں الجھ جائیں، سلطان کے پیچھے چلنے لگیں تو ان سے ڈرو اور ان سے بچو۔ وہ منصب سے معزول، وہ احترامات سے بے نصیب ہیں۔

یہی لوگ اگر سلطانِ دنیا کو ٹھکرا دیں، اللہ کی حکومت اور اسلامی قانون نافذ کرنا چاہیں تو انہی کی اطاعت فرض ہوگی۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب وسیلۃ النجاہ (جس پر آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی مرحوم، آیت اللہ محمد رضا گلپایگانی، آقای بہبہانی اور تحریر الوسیلہ از آیت اللہ خمینی) میں تیسرا مسئلہ ہے:

"يجب ان يكون المرجع للتقليد عالما، مجتهدا عادلا ورعا فی دین اللّٰہ، بل غیر مکبّ علی الدنیا، ولا حریصا علیها وعلی تحصيلها جاها ومالا علی الاحوط، وفی الحدیث:

من کان من الفقہاء صائنا لنفسہ حافظا لدینہ مخالفا لھواہ،
مطیعا لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ "

ترجمہ": تقلید میں جس کی طرف رجوع کی جائے، واجب ہے وہ عالم مجتہد، عادل اور دین خدا میں صاحب وَرَع، بلکہ احوط یہ ہے کہ دنیا پر فریفتہ اور حریص نہ ہو، جاہ و مال حاصل کرنے کے لیے لالچ نہ کرے۔"

نائب امام ایسا مجتہد جو افضل و اعلم، پرہیزگار و متقی ہو، وہ نائب امام ہے، وہی امام کی غیر موجودگی میں ولیِّ امّت ہے۔ اصول کافی (ج ۱ ص ۶۷) میں عمر بن حنظلہ کے ایک سوال کا جواب نقل ہے:

"من کان منکم ممن قد روی حدیثنا و نظر فی حلالنا و حرامنا و عرف احکامنا فلیرضوا بہ حکما فانی قد جعلتہ علیکم حاکما فاذا حکم بحکمنا فلم یقبلہ فانما استخف بحکم اللہ وعلینا ردّ والرادّ علینا الرادّ علی اللہ وھو علی حدّ الشرک باللہ"

"تم میں جو شخص ہماری حدیثیں نقل کرتا، ہمارے حلال و حرام پر نظر رکھتا، ہمارے احکام جانتا ہو تو ایسے شخص کو اپنے معاملات میں حاکم بناؤ۔ اس کا حکم مانو، ہم نے اس شخص کو تم پر حاکم قرار دیا ہے۔ جب وہ شخص ہمارے احکام کے مطابق فیصلے کرے۔ پھر کوئی شخص اس کا فیصلہ نہ مانے تو گویا اس شخص نے اللہ کے حکم کو سبک سمجھا اور ہمارے حکم کو رد کیا اور ہماری بات رد کرنے والا در اصل اللہ کی بات نہ ماننے والا ہے۔ اور یہ بات شرک کی حد تک پہنچتی ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے:

من ضرب الناس بسیفہ و دعاھم الی نفسہ وفی المسلمین من ھو اعلم منہ فھو ضال متکلف۔"

(تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۱۵۱)

"جو شخص بزور قوت عوام پر تسلط حاصل کرے اور اپنی ذات کی طرف بلائے، حالانکہ اس سے بڑا عالم — اعلم — معاشرے میں موجود ہو تو ایسا شخص گمراہ اور وبال میں پھنسا ہوا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ حق کا داعی، بڑا فقیہ اور اُمت کا زعیم وہ شخص ہے جو نہ تو تارک الدنیا اور سب سے کٹا ہوا ہو، نہ حبِّ ذات، حبِ جاہ اور ذاتی اقتدار میں سرشار ہو۔

اُمت کا ولی اور نبی کا وارث اور امام کا ترجمان وہ صاحب علم و عرفان ہے جو کردار و بصیرت، علم کتاب و سُنّت میں ہزار دو ہزار میں ممتاز اور اسلامی معیار کے بلند ترین درجے پر فائز ہو۔ اَتقیٰ ہو تاکہ خدا کے حضور میں مکرم ہو اور اعلم ہو تاکہ دین کے معاملات میں فیصلہ کر سکے۔

شیعہ نظام اجتہاد میں اسی بنیاد پر فقیہ و مجتہد، پھر افقہ و اعلم کے درجات ہیں۔ اپنے معاصر بلکہ ہمسر عالم ترین بزرگوں میں دور اندیشی، معاملہ فہمی اور عالمی سطح پر معاملات کی سوجھ بوجھ، مشکلات میں صحیح فیصلہ کرنے کی قوت رکھتا ہو۔ کردار ایسا ہو کہ ہر کس و ناکس عیب نہ نکال سکے اور قوت باطن ایسی ہو کہ بڑے سے بڑا سر جھکا دے۔ عابد و زاہد، قانع و صابر ہو، اپنی پسند پر خدا کی رضا کو ہمیشہ ترجیح دیتا ہو، اور وہی بات کہتا ہو جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ ایسے افراد کی تربیت گاہ نجف و کربلا، قم اور مشہد ہے۔

حَوزہٴ علمیہ

آستانِ مقدس امیر المومنین علیہ السلام مدّت سے دینی علوم کا گہوارہ ہے۔ شہر نجف میں مدرسوں اور طلبہ کی یہ حالت رہی کہ بازار اور گلیاں، مسجدیں اور صحن روضۂ علوی میں عمامے ہی عمامے نظر آتے رہے۔ پانچ پانچ ہزار طالب علم دن رات — قال اللہ — قال الرسولؐ — قال الصادقؑ — سے بات

کا آغاز کرتے اور فقہ و اصول، فتووں اور دلیلوں میں دن رات الجھے رہتے اور مشکل مسائل کی گتھیاں کھولنے میں وقت گزارتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ہزاروں میں سینکڑوں امتیازی درجہ حاصل کرتے تھے اور سینکڑوں میں بیسیوں بہت ممتاز اور بہت ممتاز حضرات میں دو چار حد کمال کی آخری منزل پہ فائز ہوتے تھے، بس وہ دو چار افراد جو سب سے زیادہ عالم و کامل ہوتے وہی ــــ اعلم ــ کہلاتے اور جو اعلم ہوتے انھی سے لوگ رجوع کرتے اور فتوے معلوم کر کے ان پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی بزرگ مُقَلَّد و اعلم و آیت اللہ جیسے منصب تک پہنچتے ہیں۔

ہمارے ملک میں میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے تک پہنچنے والوں کی نسبت سب کو معلوم ہے۔ پہلے مرحلے میں فرض کیجیے کہ دس لاکھ ہیں تو دوسرے میں دو لاکھ اور بی اے میں ایک لاکھ سے کم، ایم اے میں پچاس ہزار اور ڈاکٹریٹ میں چار پانچ اور ان میں سے واقعی محقق ایک یا دو ہی رہ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض یونیورسٹیاں تو ہر سال پی ایچ ڈی کی ڈگری دیتی بھی نہیں ہیں اور اگر ڈگری دے بھی تو اس کی ضمانت نہیں دیتی کہ ڈاکٹریٹ کرنے والا اپنے موضوع پر واقعی منفرد ہے۔ بس کسی حد تک اسی سے "اعلم" کا وجود اور اس کا درجہ واضح ہوتا ہے۔

نجف کے علاوہ قم اور مشہد بھی فقہ و اصول کے شہر ہیں، بلکہ ان مرکزوں کے زیر سایہ دوسرے شہر اس معیار پر طلبہ و اساتذہ ہوں وہاں کے مدرسے کو "حوزۂ علمیہ" کہا جاتا ہے۔ اب سے پچاس ساٹھ برس پہلے برصغیر میں یہ مرتبہ لکھنؤ کو حاصل تھا ــ لیکن نجف و قم کا مقابلہ کوئی شہر کبھی نہ کر سکا، البتہ حکومتوں نے ظلم و ستم سے جب ان حوزۂ ہائے علمیہ کو خاموش کیا تو علماء نجف سے کربلا، کربلا سے سامرہ، سامرے سے کاظمین چلے گئے، حلّہ و بغداد بھی مرکز بنے۔

ایران میں اصل مرکز قم رہا پھر مشہد لیکن چونکہ اس ملک میں علماء الحمدللہ زیادہ رہے۔ اس جہاں میں کوئی چوٹی کا عالم درس خارج دینے لگا وہاں حوزہ

وجود پذیر ہوگیا۔ مثلاً یزد و اصفہان، تبریز و کاشان وغیرہ — البتہ ہماری یہ روایت رہی ہے کہ قابل ترین فقیہ کو خود سے یا دوسرے علما کے تقاضے سے نجف یا قم (حالات کے مطابق) جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ مرجع کا مرکز سے دور رہنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

اہم ترین مراجع

"حیات حکیم" اور اردو دائرۂ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں میں نے شروع سے اب تک مسلسل نام ایسے مراجع کبار کی فہرست دی ہے۔ اس وقت گزشتہ دو سو برس کے ایسے اعلم و مراجع کا مختصر ترین تذکرہ کر رہا ہوں جنھوں نے ایک طرف قرآن و حدیث، فقہ و اصول میں ممتاز ترین مقام حاصل کیا، دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں کی ایسی خدمت کی جو ان کا طرۂ امتیاز ہے اور تاریخ ان کی ممنون ہے۔ انھوں نے اپنے عہد کے اسلام دشمن طاغوتوں کو للکارا اور بڑی طاقت رکھنے والوں کی قوت کو ٹھکرا کر سر جھکانے پر مجبور کر دیا اور مسلمانوں نے انھیں حجۃ الاسلام مانا اور آیت اللہ کہا:

(۱) محقق وحید بہبہانی، آغا باقر بن محمد اکمل بہبہانی
— مولود ۱۱۱۸ھ — متوفی ۱۲۰۶ھ —

علماء رجال نے انھیں "مؤسس ملت سید البشر فی راس المائۃ الثانیۃ عشر" لکھا ہے۔ یعنی آپ حضرت خاتم المرسلینؐ کی اُمت کو مستحکم کرنے والے اور بارھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کو حیات نو بخشنے والے تھے۔ وحید بہبہانی نے اس عہد کے علما کے جمود کو توڑا، اجتہاد کو قوت بخشی، عراق کی ظالم حکومت کو جھنجوڑا اور کربلا و نجف کے حوزۂ علمیہ کو از سر نو معمور و آباد کیا۔ اور فقہ و اصول میں بے مثال تحقیقات فرمائے۔ ان کے تلامذہ کی فہرست طولانی ہے۔ ان شاگردوں نے دنیا میں اسلامی تعلیمات کو فروغ عطا کیا اور مسلمانوں کی بڑی خدمت انجام دی۔

(۲) بحر العلوم، سید محمد مہدی طباطبائی (مولود ۱۱۵۵ھ متوفی ۱۲۱۲ھ)
تعمیر مشاہد مشرفہ، تجدید تعلیم و تدریس، دلیری و شجاعت اور علم و عمل میں

آیت اللہ العظمیٰ تھے، دنیائے اسلام کی خدمت کی، تمام شیعہ ان کو رہبر مانتے تھے۔
ان کے فرزند مجاہد سید محمد وہ عالم جلیل تھے جنھوں نے روسیوں کے مظالم کے خلاف مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کا اعلان کیا اور فوج کے ساتھ میدان میں قیام فرمایا۔

(۳) شیخ اکبر، صاحب کشف الغطا، شیخ جعفر بن خضر، مالک اشتر کی اولاد میں سے تھے (مولود ۱۱۵۶ھ، متوفی ۱۲۲۸ھ)۔
فقہ و اصول میں بے نظیر، روحانیت و دستگیری غربا میں مثالِ سلمانؓ و ابوذرؓ، دلیری و جہاد میں مالک اشتر۔ وہ دور جب وہابیوں نے کربلا و نجف لوٹنے پر کمر باندھ رکھی تھی اور ترکی حکومت ان شہروں کی لوٹ پر تماشائی بنی تھی، دشمن سمجھتے تھے کہ من مانا کیا کریں گے اس وقت شیخ اکبر نے عوام کو دفاع کے لیے تیار کیا، اپنے گھر میں اسلحہ[1] کا ذخیرہ کیا، اور دشمنوں سے خود میدان میں نکل کر مسلح جنگ کی، آخر شیخ جعفر نے اس دور میں جب کہ تشیع پر عرصۂ حیات تنگ تھا، "کشف الغطا" جیسی حیرت انگیز کتاب فقہ لکھ کر اسلامی قانون کی عظیم خدمت انجام دی۔

(۴) فقیہ جلیل، اصولی کامل، ابوالقاسم بن محمد حسن قمی صاحب کتاب "القوانین" (متوفی ۱۲۳۱ھ قم)

(۵) ملا احمد بن محمد مہدی نراقی صاحب مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ، جن کی روحانی و علمی عظمت کے سامنے سب گردن جھکاتے تھے۔
موصوف کی ——— وفات یکشنبہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔

(۶) شیخ الفقہا شیخ محمد حسن بن شیخ باقر مؤلف جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام۔
مرحوم ——— متوفی شعبان ۱۲۶۶ھ

وہ مرجع اکبر جن کی ہیبت و جلالت سے حکومت اودھ ہند میں اور حکومت

---

[1] زندگانی و شخصیت شیخ انصاری۔ تالیف مرتضیٰ الانصاری ص ۱۵۴۔

ترکیہ عراق میں اور حکومت قاچاریہ ایران میں دبتی تھی، جنھوں نے انگریزی اقتدار کو تسلیم نہیں کیا، اور قانون اسلام کی مشہور کتاب کی استدلالی شرح لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ قانون اسلام کتاب و سُنّت پر قائم ہے اور مسلمانوں کو فقہ کے ہوتے ہوئے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔

لکھنؤ میں اس وقت اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑ رہی تھی اور سلطان العلما سید محمد صاحب اور سید العلما سید حسین صاحب مرجعیت ہند کے منصب پر فائز تھے، ان حضرات کے روابط وقت کے مرجع اکبر سے ان خطوط کے سہارے روشن ہوتے ہیں جو "ظل ممدود"[1] نامی مجموعے میں چھپ چکے ہیں۔ اس وقت لکھنؤ سے حوزۂ علمیہ کی ایسی مدد ہوتی اور محتاجین کو اتنا روپیہ جاتا تھا کہ تقسیم کے بعد بھی بچ رہا کرتا تھا۔

(۷) الشیخ العظیم، الشیخ الانصاری، مرتضیٰ بن محمد امین۔

مولود، روز غدیر ۱۲۱۴ھ متوفی ۱۸ جمادی الثانیہ ۱۲۸۱ھ۔

علم و عمل میں یگانہ، مجتہد اصول فقہ، مرجع اکبر، جن کے بارے میں تفصیل سے لکھنا چاہیے مگر کتاب کا اختصار مانع ہے ـــــ شیخ مرتضیٰ اس دور میں زعیم قرار پائے جب انگریزی سامراج مسلمانوں کے مٹانے پر کمر بستہ تھا۔ شیخ کی عظمت اور ان کی سیاست کا نتیجہ تھا کہ ایران و عراق میں وہ نہ ہو سکا جو برصغیر ہند و پاک میں ہوا۔ شیخ نے برطانوی نمائندے کو ہمیشہ نظر میں رکھا، اس کی بار بار درخواست کے باوجود کبھی اس کو ملنے کی اجازت نہ دی۔ ترکی حکومت ان کی نقل و حرکت پر سخت نگرانی کرتی تھی، ایک مرتبہ ان کے گھر کی تلاشی لی گئی، گھر کے تمام کمرے اور تہہ خانے کا جائزہ لینے والے نے دیکھا کہ کچھ موٹا جھوٹا، پھٹا پرانا بستر، لحاف

---

[1] مفتی محمد عباس لکھنوی نے معاصر اعلام کے خطوط کا مجموعہ مرتب کرکے "ظل ممدود" نام رکھا، اس مجموعے میں عرب و عجم کے متعدد اکابر کے خط اور ان کے جواب موجود ہیں کتاب لکھنؤ سے چھپی ہے۔

فرش فروش، کچھ ٹوٹے پھوٹے برتن ہیں یا کتابیں۔ جائزے کے بعد متعلقہ افسر نے رپورٹ کی، "یہ شخص بہت زاہد و تارک الدنیا ہے کانہٗ عمر بن الخطاب" لوگوں نے جب شیخ کو یہ جملہ سنایا تو بہت ہنسے۔

شیخ مرتضیٰ انصاری وہ مرجع اکبر تھے جن کی بصیرت پر گواہی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ انھوں نے اپنے شاگرد سید جمال الدین کو حکم دیا کہ تم مسلمانوں کی فلاح و بہبود، اتحاد و آزادی کے لیے ہندوستان جاؤ اور صورت حال کی رپورٹ کرو، سید جمال الدین جو بعد میں افغانی کہلائے ۱۸۵۶ء میں ہندوستان آئے اور اس کے بعد انھوں نے عالم اسلام کی جو خدمت کی وہ سب کو معلوم ہے۔ میں نے ان پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس پہلو پر گفتگو کی ہے۔

شیخ مرتضیٰ انصاری نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ان میں سے "فوائد الاصول" معروف بہ "رسائل" دوسری کتاب "المکاسب" کے نام سے مشہور اور درس اجتہاد کے نصاب عالی میں داخل ہے۔ اسی کتاب میں شیخ نے پہلی مرتبہ ولایت فقیہ پر تفصیلی نظر ڈال کر آج کی دنیا میں حکومت اسلامی کی داغ بیل ڈالی تھی۔

شیخ پر ایک اچھی تاریخی کتاب ان کے خاندان کے بزرگ شیخ مرتضیٰ انصاری نے "زندگانی و شخصیت شیخ انصاری" کے نام سے لکھی ہے جو مطبوعہ ایران پیش نظر ہے۔

(۸) شیخ زین العابدین مازندرانی۔ متوفی ذی حجہ ۱۳۰۹ھ

عالم جلیل، مقدس و زاہد، فقیہ و اصولی، مرجع اکبر، و زعیم اسلام تھے۔

شیخ کبیر انصاری کے بعد حاج سید علی جزائری، سید محمد مہدی قزوینی، محمد بن باقر ایروانی مسند رشد کے چاند تارے تھے، لیکن عظیم شہرت شیخ زین العابدین نے پائی۔ ہندوستان (خصوصاً بمبئی، حیدرآباد، خیرپور) اور افریقہ میں ان کے اسلامی خدمات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

(۹) آیت اللہ المجدد میرزا محمد حسن شیرازی (مولود ۱۲۳۰ھ متوفی ۱۳۱۲ھ)

اپنی علمی جلالت اور اخلاقی بلندی کے علاوہ اثر و اقتدار میں شیخ مرتضیٰ کی شان بنتے تھے، روس، افغانستان، ایران، ہند و عرب کے سربراہ ان سے ڈرتے اور ان کی سیاسی بصیرت کا لوہا مانتے تھے، انگریزوں نے ایران میں تمباکو کے ٹھیکے، اور ایران میں دوسری سیاسی بالادستیوں کے سلسلے میں ان سے شکست کھائی، انھوں نے یہودیوں کو سیاسی ریشہ دوانیوں اور ایران میں شرارتوں سے روکا۔ افغانستان میں شیعوں کے خلاف حکومت کی مہم کو دبایا، روس نے سرحدی علاقے خریدنے کی کوشش کی تو میرزا مجدد نے اسے بے دخل کر دیا، افسوس ہے کہ ان کی سیاسی زندگی پر کوئی مفصل کام نہیں ہوا، ان کے سوانح نگاروں نے کچھ اشارے کیے ہیں اور تاریخ مشروطہ میں ان کے شاگرد شیخ فضل اللہ نوری (الشہید ۱۳۲۶ھ) کا کردار اور ان کی شہادت گواہ ہے کہ وہ اسلامی اقدار کے کتنے بڑے محافظ اور اسلام کے کتنے بڑے مجاہد تھے۔

تمباکو کے استعمال پر پابندی کا اعلان اور اس کا حیرت انگیز اثر دیکھ کر دنیا چیخ اٹھی تھی اور ناصر الدین شاہ قاجار کو وہ معاہدہ جو انگریزوں سے کیا تھا ختم کرنا پڑا جس کے بعد حکومت برطانیہ ایران پر قبضہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرنے سے رک گئی۔

(۱۰) شیخ جلیل، محمد حسن ابن عبداللہ ممقانی۔ (متوفیٰ ۱۳۰۲۳ھ) نجف۔

(۱۱) اخوند خراسانی، محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ، حوزۂ علمیہ نجف کے زعیم اکبر اصول فقہ کے مجدد، کفایۃ الاصول کے مصنف، ریاست دینی اور سیاست مذہبی کے رہنما تھے۔ انھیں کے شاگرد ابوالقاسم کاشانی مجاہد عراق و ایران تھے جنھوں نے پہلوی دوم سے ٹکر لی اور مصدق کی حکومت بنوائی۔

(۱۲) فقیہ مطلق، رئیس ملت، مؤلف "العروۃ الوثقیٰ" سید محمد کاظم یزدی متوفیٰ ۱۳۳۷ھ (نجف اشرف)

(۱۳) زعیم ثورۃ العشرین، رہنمائے بزرگ، میرزا محمد تقی شیرازی جن کے

بارے میں شیخ محمد کاظم شیرازی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آقای تقی کی عدالت (عادل ہونے) کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا۔ مجھ سے ان کی عصمت کے بارے میں پوچھیے! توجہ الی اللہ میں غرق تھے، انھوں نے کسی انسان سے سوال نہیں کیا، حتیٰ کہ پانی بھی خود اٹھ کر گلاس میں نکالتے اور نوش فرماتے تھے۔ انگریزوں کی بالادستی اور سیاسی نوچ کھسوٹ پران سے پیش رو اور معاصر علمار کی بھی کڑی نظر تھی، مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت سب نے کی۔ آقای محمد تقی نے انگریزوں کو للکارا اور عراق میں ان کی سرگرمیوں پر روک ٹوک کے بعد جہاد کا فتویٰ دے کر انقلاب برپا کردیا، انگریزوں کو پیچھے ہٹنا پڑا، عراق اس دن سے سیاسی میدان میں آگے بڑھے۔ تاریخ عراق میں اس انقلاب کو "ثورۃ العشرین" کا نام دیا گیا ہے۔ سید محمد تقی شیرازی نے ۱۳۳۸ھ کو کربلائے معلیٰ میں زہر سے رحلت کی۔

(۱۴) شیخ الشریعت، فتح اللہ۔ متوفی ۱۳۳۹ھ (نجف)

(۱۵) آیت اللہ، شیخ عبداللہ بن شیخ محمد حسن ممقانی۔ متوفی ۱۳۵۱ھ (نجف)

(۱۶) میرزای نائینی، آقای محمد حسین۔ متوفی ۱۳۵۵ھ (نجف)

وہ عالم جلیل جس نے دور مشروطہ میں اسلام کی سیاسی و معاشرتی عظمت پر "تنبیہ الامۃ و تنزیہ الملت" نامی کتاب لکھ کر زندہ اجتہاد کی اہمیت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ آقای نائینی معاصر حکومتوں اور دنیا کے زعما کی نظر میں اسلام کے سب سے بڑے عالم و رہنما مانے گئے اور انھوں نے مسلمانوں کی بہت عظیم خدمتیں انجام دیں۔

(۱۷) آیت اللہ حائری، شیخ عبدالکریم، مجدد و مؤسس حوزہ علمیہ قم، متوفی ۱۳۵۵ھ۔

وہ عظیم عالم قرآن و سنت جن کی بصیرت نے پہلوی اول کی اسلام دشمنی اور اس کا قلع قمع کرنے کے لیے قم کے خاموش کردہ دبستان علوم و افکار اسلامیہ کو ازسرنو زندگی و حرارت و روشنی دے کر مسلمانوں کا جنگی قلعہ تیار کیا۔ حضرت آیت اللہ شیخ فضل اللہ نوری شہید نے مشروطیت کو علماء کے معین کردہ دستور

سے معزوف دیکھ کر سخت احتساب کیا، اس کے بدلے انھیں پہلوی اوّل نے شہادت سے ہم کنار کیا جس کے علاج اور مستقبل میں بڑے اسلامی انقلاب کے لیے آیت اللہ عبدالکریم حائری نے قم کو مرکز علم وعمل بنایا، وہ یہ بات خود بھی کہتے اور بادشاہ وقت بھی اس خطرے کا اظہار کیا کرتا تھا۔ آیت اللہ العظمی سید روح اللہ خمینی انھی عبدالکریم حائری کے شاگرد ہیں۔

(۱۸) المرجع الاکبر، سید ابوالحسن اصفہانی، مؤلف "وسیلة النجاہ" متوفی ۱۳۶۵ھ (نجف)

آقای میرزا محمد تقی شیرازی کے بعد ایران میں استبدادی حکومت کے بدلے اساسی و دستوری حکومت کی تحریک اٹھی جس کے زعیم شیخ محمد خیابانی تھے۔ اس وقت کے علماء اصفہان و خراسان نے پہلوی اوّل کے خلاف تحریک چلائی تو آیت اللہ سید حسین بروجردی قمی سرفہرست تھے۔

رضا خاں پہلوی کے خلاف، اور اجنبی اقوام کو حقوق دینے کے مقابلے میں تحریک اٹھی جس کے سربراہ آقای سید حسن مدرس تھے۔

آقای اصفہانی و میرزای نائینی و شیخ مہدی خالصی و سید محمد فیروزآبادی یعنی مراجع نجف و کربلا ہی تھے جو ایران کی تحریک آزادی کے ساتھ بھی تھے اور یہی علماء فیصل اوّل کے سامنے آگئے اور اسے انگریزوں کے اشارے سے عراقیوں کے خلاف اقدامات سے روکا۔

(۱۹) آیت اللہ شیخ ضیاء الدین عراقی نے ۱۳۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔

(۲۰) مرجع اکبر آیت اللہ: زعیم تشیع آقای حاج سید حسین بروجردی پھر ایک نشان عظمت وجلالت بن کر ابھرے، اس مرد عالم و محدث بزرگوار وفقیہ بلند کردار نے رضا خاں کو انگریزوں کا آلہ کار بننے سے کئی مرتبہ روکا لیکن جب وہ باز نہ آیا تو آپ نجف سے ہجرت کر کے طہران آئے اور یہاں سے احتجاجاً شہزادہ عبدالعظیم کے حرم میں بیٹھ گئے۔

اس سخت ترین احتجاج کی پشت پناہی آقای محمد حسین نائینی اور آقای ابوالحسن اصفہانی نے فرمائی۔ آخرکار پہلوی تاجدار کو جھکنا پڑا، وہ اور اس کا فرزند آقای بروجردی سے ڈرتا رہا اور آقا کو دونوں نے سی آئی ڈی کے محاصرے میں رکھا، لیکن آقای بروجردی کا قم آنا اور وہاں روح دلیری کو بیدار کرنا سب کو معلوم تھا، آج کا حوزۂ علمیہ قم آقائے بروجردی کی روح و حرارت سے گونج رہا ہے اور ان کی مسجد اعظم تحریک اسلامی انقلاب کا مرکز ہے۔

آقای سید حسین ابن حجۃ الاسلام سید علی ۱۲۹۲ھ کو بروجرد میں پیدا ہوئے۔ وطن میں ضروری تعلیم حاصل کی اور ۱۳۱۸ھ میں نجف حاضر ہوئے۔ دس سال یہاں کے اساتذہ سے درس خارج لیا۔ ۱۳۲۸ھ بروجرد آکر درس اعلیٰ قائم کیا۔ ۱۳۴۴ھ میں حج فرمایا، ۱۳۶۴ھ میں قم کو مسکن بنایا، ۱۲ شوال ۱۳۸۰ھ کو انتقال کیا۔ ان کے بعد مرجعیت کے لیے چند افراد سامنے آئے (نجف میں) سید محسن حکیم، سید محمود شاہرودی، سید ابوالقاسم خوئی، سید عبداللہ شیرازی۔

(قم میں) آقای سید روح اللہ خمینی۔ آقای سید محمد رضا گلپایگانی۔ آقای سید محمد کاظم شریعت مدار و آقای سید شہاب الدین مرعشی (دام اللہ عزہم وحفظہم اللہ) (۲۱) (مشہد مقدس میں) آیت اللہ سید محمد ہادی میلانی جیسے اکابر امت اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اور حکومت ایران کی خلاف اسلام اقدامات پر روک ٹوک کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں حکومت عراق پر بعث پارٹی نے قبضہ کرلیا۔ آیت اللہ الحکیم نے حکومت سے ٹکر لی اور یکے بعد دیگرے اسے اپنے موقف سے ہٹنے پر مجبور کیا۔ وہ دنیائے شیعیت کے مرجع اعظم تھے۔ انھوں نے پوری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند کیا، لیکن عراق و ایران کے تصادم اور عراق کے انقلاب در انقلاب اور شاہ ایران کی معاندانہ حرکتوں سے آیت اللہ الحکیم کو سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، عراق سے طلبہ کا اخراج، علما پر مظالم، حجۃ الاسلام سید مہدی الحکیم مدظلہ کی جلاوطنی اور مفصوبۂ قتل اور حوزۂ علمیہ نجف کی تاراجی نے ان کی جان پر بنا دی آخر

۲۹ ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ کو حضرت سید محسن الحکیم نے رحلت فرمائی۔

—— آیت اللہ الحکیم کے بعد

(۲۲) حضرت آیت اللہ روح اللہ خمینی اور ان کے بعض معاصر مرجع قرار پائے (دیکھیے آیت اللہ خمینی قم سے قم تک) محمد رضا پہلوی نے خطرے کو قریب دیکھا اس نے حکومت عراق سے بات چیت میں حَوزۂ علمیہ نجف کی حمایت ترک کر دی اور عراق کے علما بعثی حکومت کی زد پر آ گئے۔

ادھر ایران کی صورت حال نازک تر ہو رہی تھی۔ قم میں علما موجود تھے، مشہد میں بعض اکابر تھے لیکن حضرت آیت اللہ میلانی کی شخصیت اپنے ساتھیوں کے لیے بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ آقای محمد ھادی میلانی نے ۳۰ رجب ۱۳۹۵ھ میں وفات پائی۔ حضرت آیت اللہ شیرازی

حضرت آیت اللہ سید عبداللہ شیرازی نے محسوس کیا کہ وہ مشہد مقدس میں رہ کر دین کی زیادہ خدمت کر سکیں گے، ادھر اہل مشہد نے ان سے درخواست اور اصرار شروع کر دیا۔ ۱۳۹۶ھ کو آقای شیرازی پچاس برس نجف میں رہنے کے بعد مشہد تشریف لے آئے اور تحریک انقلاب اسلامی کا یہ مورچہ بھی مستحکم ہو گیا۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی

علماء کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنے سوانح و حالات خدمات و مجاہدات کا چرچا نہیں کرتے، ان کی قربانیاں چونکہ خدا کے لیے ہوتی ہیں اس لیے ان کا جتانا خلاف تقویٰ سمجھتے ہیں۔ اس کے مقابل دنیا دار لوگ دوسرے کے نام اور کام کو پروپیگنڈے کے ذریعے اپنا نام اور کام بنا کر مؤرخ کے لیے مشکل پیدا کر دیتے ہیں۔ گزشتہ پچاس سال میں کتنے بڑے بڑے کارنامے انجام پائے اور کس قدر زحمتیں علما نے اٹھائیں، ہمارے سامنے اس کی تصویریں ہیں۔ مگر عراق و ایران

کی چھوٹی بڑی چھپی ہوئی تاریخوں میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ بلکہ رجال و احوال علما کی کتابوں میں بھی ان کا تذکرہ نہیں ہے۔ قومی سطح پر بننے والے ادارے اور عوامی سطح پر آنے والے انقلاب اگر اسلام اور مسلمانوں کے مفاد سے وابستہ ہوئے تو عموماً علما ہی اس کے قائد و رہنما بنے، جب وہ محاذ مضبوط اور ادارہ مستحکم ہو گیا تو علما کا نام اور کام صفحۂ تاریخ و سیاست سے حذف کر دیا گیا، کم و بیش نصف صدی کا میں خود گواہ اور اپنی صدی کا باخبر طالب علم ہوں کہ انگریزوں نے بڑے نفسیاتی طریقے سے عوام کا یہ عقیدہ بنا دیا کہ علما کو سیاست سے کیا تعلق ہے۔ عوام نے ہمیشہ علما کی بات مانی مگر "اونچے طبقے" یعنی چرچ، گرجوں اور مغربی دانش گاہوں (جن میں تمام پرانی یونیورسٹیاں، مذہبی و تبلیغی درسگاہیں) میں پڑھنے والے سرکاری درباری لوگ سیاست کو علما کے لیے شجر ممنوعہ ہی بتلاتے رہے۔ ان لوگوں نے علما کے للٰہ فی اللہ کام کو اور ان کے جذبہ مخلص کو تاک لیا، کامیابی حاصل کرتے وقت یہ لوگ علما کے پیچھے رہے، کامیابی حاصل ہوتے ہی پہلو میں آ کھڑے ہوئے اور وقت گزرتے ہی خود ہیرو بن بیٹھے۔ دشمن کا مفاد چونکہ ان سے وابستہ ہے لہٰذا "بین الاقوامی پریس" — ایک عجیب اصطلاح — انھیں لے اڑتا ہے۔ ایک مدت گزرنے کے بعد ایک مخلص تاریخ نویس بھی کچھ لکھنا چاہے تو اسے منفی مواد ملتا ہے۔ لہٰذا وہ تاریخ میں وہی لکھتا ہے جو حقائق کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ یہی حقائق ہیں اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ انفرادی اور تعصباتی بات ہے۔

ایران کا انقلاب — پیروانِ قرآن کا انقلاب ہے، ایران کے انقلابی کہتے ہیں — لا شرقیہ لا غربیہ ثورہ ثورہ اسلامیہ۔ یہ انقلاب نہ امپیریلزم کو مانتا ہے نہ کمیونزم و سوشلزم کو جانتا ہے۔ یہ انقلاب صرف اسلامی اصولوں پر یقین رکھتا ہے۔ ہر اخبار، نامہ نگار، ہر صاحب ہوش و گوش کم از کم تین سال سے دیکھ اور سن رہا ہے (اگرچہ اہل نظر اٹھارہ انیس سال سے انقلاب سے وابستہ ہیں) کہ

اس انقلاب کے اٹھانے والے "آیت اللہ خمینی مدظلہ العالی" ہیں۔ اس کو ابھا کر نقطۂ نصف النہار پر لانے والے "علماء ایران" اور اسے افق تا افق پھیلانے اور اسلام کا پرچم فتح لہرانے والے مراجع کبار ہیں —— مشہد پر قبضہ کس کا تھا فوج کا، نہیں، فوج سے قبضہ آیت اللہ شیرازی نے چھینا! ساری دنیا نے سنا "امام آمد —— شاہ رفت ——"

ہر پڑھے لکھے سیاسی، صحافی، ادیب، مؤرخ اور مبصر پر فرض ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے اسے لکھے جو کچھ واقعات کی تہہ میں سمجھ رہا ہے وہ سمجھائے اور حقائق پر اپنی عینک کا رنگ نہ چڑھائے۔ ان علماء کے کردار کو دیکھیے جنھوں نے کہا —— جہاد ما حسینی —— رہبر ما خمینی۔

ان عظیم علماء اور بہترین قائدین میں مجھے قائدِ مشہد زعیم حوزۂ علمیہ مشہد حضرت آیت اللہ العظمٰی سید عبداللہ شیرازی سے دوگونہ محبت ہے۔ ایک تو اس لیے کہ وہ عالم بلکہ اعلم، زعیم حوزہ، اور مرجع اعظم ہیں۔ دوسرے یہ کہ مشہد مقدس و آستانہ سلطان العرب والعجم امام رضا علیہ السلام کے شہر کے پاسبان ہی نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کے محافظ ترجمان بھی ہیں اور ان کے مقاصد و دعوتِ دین کے منذر، شمشیر بکف سالار بھی، جو توپوں کی گرج اور گولیوں کی بارش میں —— اللہ اکبر —— لا الہ الا اللہ —— ما پیرو قرآنیم کہتے، مجاہدوں کے ساتھ جنگگاہ میں ڈٹے رہے، جن کے گھر کو اسٹین گنوں نے چھلنی اور گھر کے اندر موجود سولہ آدمیوں کو شہادت کی نیند سلا دیا۔ مگر وہ اللہ کا بندہ امام موسٰی کاظم علیہ السلام کا فرزند میدان فتح کر کے رہا۔

میں حضرت آیت اللہ شیرازی پر کوئی تحقیقی کتاب نہیں پیش کر رہا ہوں۔ میں تو واقعات اور اخبار کے پس منظر اور واقعے کو محفوظ کرنا چاہتا ہوں جسے پاکستان کے ہر شہری نے سنا اور پڑھا اور جو مجھے بھی یقینی طور سے معلوم ہے تاکہ بات بروقت محفوظ و قلمبند کر کے مستقبل کے حوالے کر دوں۔ آج کا پڑھنے والا چونکہ

سب جانتا ہے اس لیے ممکن ہے اسے اہمیت نہ دے لیکن کل یہی بات دستاویز شرف ہوگی کہ ہمارے علما ء اعلام نے کیسے بڑے بڑے تاریخ ساز کارنامے انجام دیے اور گفتار و کردار کے کیا کیا معجزے ان کے ذریعے دیکھنے میں آئے۔

آقای شیرازی کا سوانحی پس منظر:

آقای سید عبد اللہ بن سید محمد طاہر بن سید محمد صاحب شیراز کے موسوی، خاندان کے فقہا و علما کے فرزند ہیں ان کے باپ دادا نے اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے بڑی بڑی قربانیاں بھی دیں۔

شیراز کو عام لوگ سعدی و حافظ کے حوالے سے جانتے ہیں، وہاں کی شیریں زبانی، مہمان نوازی، آب رکنا باد و خاک مصلے کے باغ و بہار موسم اور وجد سرور و عیش و نشاط میں سرگرداں پھرنے والے ادیبوں اور شاعروں پر کتابیں بھی پڑھتے ہیں۔ شاید کچھ حضرات یہ بھی جانتے ہوں کہ شیراز میں طب سائنس پر بھی بہت بڑے بڑے کام کیے گئے ہیں۔

ہاں یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ امام مجدد سرکار میرزا سید محمد حسنؒ اور آیت اللہ العظمیٰ، زعیم اکبر، قائد ثورۃ العشرین (عراق کی جنگ آزادی سنہ ۱۹۲۰ء) محمد تقی اشیراز کے رہنے والے تھے۔ وہی شیراز جہاں کے فقیہ و مجتہد آیت اللہ محمد طاہر مرحوم روس اور برطانیہ کے خلاف نبرد آزما ہوئے، انھوں نے قاچاریوں کو متنبہ کیا کہ برطانوی سامراج اسلامی ملکوں اور اسلامی قدروں پر ڈاکہ مار رہا ہے، تم ایران میں اس سامراجی کو آگے نہ بڑھنے دو۔

انھوں نے مسلمانوں کو ان کی تباہی سے بچنے بچانے کی تدبیروں سے آگاہ کیا، محروموں کے حقوق کے لیے جد و جہد کی اور استعماری منصوبوں کو سبوتاژ کیا جب انگریزوں اور روسیوں نے محمد علی باب اور حسین علی بہا کے ذریعے دوسرے رخ پر موڑ کر مکاری کی تلوار سے مسلمانوں کے عقائد کا قتل عام چاہا تو شیراز کے علما سپر

بنے اور سب تدبیریں الٹ دیں۔ ناصرالدین قاچار کے زمانے میں باب قتل ہوا اور بہا کو روس سے ڈر کر بادشاہ نے عراق کی طرف نکال دیا۔ اس سیاسی جوڑ توڑ کے مہروں میں آغاسی نامی ایک روسی ایجنٹ ایران کو مزید تقسیم کرنے اور روس کی تحویل میں دینے کی تدبیریں کر رہا تھا، جناب آقای سید محمد طاہر نے جم کر اس سے مقابلہ کیا اور حکومت کو مجبور کر کے اسے جلا وطن کرایا۔

برطانیہ نے اپنے مفادات کو وسیع پیمانے پر حاصل کرنے کے لیے جنرل سائیکس کو بھیجا تو آیت اللہ سید محمد طاہر شیرازی اس فوجی جنرل کے مقابلے میں ایمان کی قوت، کردار کی تلوار اور حق گو خطابت سے مسلح ہو کر آئے۔ فارس کے عوام مولانا کی تقریریں سن کر میدان میں نکل آئے۔ شیراز کے گورنر نے[1] جنرل سائیکس کے استقبال کا حکم دیا اور مولانا طاہر صاحب قبلہ نے بازار بند کرنے اور ہڑتال کا اعلان کر دیا اور جنرل سائیکس کی آمد کو ناپسندیدہ اور اس کے استقبال کو حرام کہہ دیا عوام نے تعمیل حکم کی اور حکومت کا مخدوم (سائیکس) عوام کے نزدیک مذموم کی حیثیت سے وارد شہر ہوا۔ اس پر حکومت مشتعل ہو گئی اور ملت کے دانشور اور مذہبی علما پر فردِ جرم عائد کر دی۔ حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد طاہر کے گھر پر پولیس نے حملہ کر کے انھیں گرفتار کیا اور دارالحکومت لے گئے۔ جنرل سائیکس نے مشورہ دیا کہ انھیں فوراً قتل کر دیا جائے۔ لیکن گورنر نے عوام کے اشتعال اور سید کے اثر کو بھانپ لیا۔ اس نے جنرل صاحب کی خوشامد کی اور فیصلہ بدلوایا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ سید طاہر اصفہان بھیج دیے جائیں؟ اصفہان بڑا شہر اور بڑا حوزۂ علمیہ رکھتا تھا۔ ایک عالم کے وہاں اس عالم میں پہنچتے ہی

---

[1] آجکل کہا جاتا ہے، فوج کا سیاست سے کیا تعلق ـــ حالانکہ انگریزی دور میں کہا جاتا تھا جنرل ڈیول بڑا سیاست داں ہے۔ بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی پوری ریاست و سیاست تھی ہی فوجیوں کے ہاتھ میں۔ ان میں سے ایک شخص یہ سائیکس بھی ہے۔

ہنگامہ ہو سکتا تھا۔ لہٰذا شیراز کے قریب ایک قصبے "سیوند" کو پسند کر کے سید طاہر کو وہاں بھیج دیا۔

سید عبداللہ کی تاریخ

ولادت اور سیاسی بلوغ :

آیت اللہ سید محمد طاہر صاحب قبلہ، سیوند میں اکیلے نہیں تھے بلکہ جلاوطن ہوئے ان کے پندرہ سالہ فرزند رشید جناب مولانا سید عبداللہ بھی شریک سزا تھے۔ چونکہ آیت اللہ سید عبداللہ شیرازی کی ولادت ۱۳۱۹ھ میں ہوئی اس لیے جلاوطنی کا واقعہ ۱۳۳۳ھ کا ہوگا۔ ان دنوں جنگ عظیم اول کا آغاز تھا اور روس و برطانیہ، ایران کو لقمۂ تر بنانے کی فکر میں سرگرداں تھے۔ علماء ایران فولادی دیوار بنے نظر آتے تھے اور دشمن پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ سید عبداللہ شیرازی نے سال ۱۹۰۱ء میں آنکھ کھولی اور سنہ ۱۹۱۴ء میں نوجوانی کی سرحدمیں والد کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ خود ان کا بیان ہے :

"ان دنوں میں صرف و نحو مکمل کر کے منطق میں داخل ہوا تھا۔"

مدرسے میں کتابیں اور میدان میں مقابلہ بدشمن کا عملی سبق سامنے تھا۔

آقای محمد طاہر کو شیراز سے نکلے دو مہینے گذرے تو شیراز میں لہر اٹھی اور گورنر نے خطرے کو بھانپ لیا۔ اس نے حجۃ الاسلام آقای سید محمد طاہر صاحب سے وطن واپسی کی درخواست کے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ اور آقای سید عبداللہ سیاست میں شریک نہ ہوں۔ سید طاہر نے فرمایا : "اگر بیس سال زنداں میں رہوں پھر پھانسی کا حکم ہو جب بھی پروگرام نہ بدلوں گا۔"

اور جناب سید عبداللہ نے فرمایا :

"دین یعنی پیادہ کردن برنامہ ھای اصلاحی۔ و مصلح ہرگز از زندان و مرگ نمی ترسد۔"

—— دین، اصلاحی پروگراموں کو بروے کار لانے کا نام ہے اور مصلح مجاہد قید خانے سے نہیں ڈرتا ——

آیت اللہ سید عبداللہ شیرازی کا یہ جملہ ان کے نفسیات و کردار کا آئینہ دار اور ان کی عزیمت و مقاصد کا ترجمان ہے۔ چودہ پندرہ برس کی عمر میں ان کا یہ بیان ان کے مستقبل کا عنوان تبا تا ہے۔

والد کی وفات

۱۸ رجب ۱۳۴۵ھ جنوری ۱۹۲۶ء کو جناب سید عبداللہ کے والد بزرگوار و استاد نامدار آیت اللہ السید محمد طاہر نے رحلت فرمائی، جنازہ بڑے ادب و احترام سے نجف گیا جہاں بیرون حرم حجرے میں آسودہ لحد کیے گئے۔ ایران کئی دن تک ان کی یاد میں سوگوار رہا۔ اس وقت آیت اللہ سید عبداللہ کی عمر مبارک کم و بیش ستائیس ۲۷ برس تھی۔

طالب علمی سے زعامت تک

گلستاں بوستاں سے دیوان سید رضی و نہج البلاغہ اور تبصرہ سے شرح لمعہ تک، وطن میں پڑھا۔ اس کے بعد اپنے خاص استاد بزرگوار آقای شیخ علی ابوالوردی شیرازی سے دعائیں لے کر نجف سدھارے۔ "چہرہ ای پر فروغ" کے مؤلف نے سفر نجف ۱۳۴۳ھ میں لکھا ہے:

"نجف کے اساتذہ میں آقای شیرازی نے آیت اللہ العظمیٰ، مرجع اکبر آقای مرزا محمد حسین نائینی کا درس سنا۔ (آقائے نائینی نے ۱۳۵۵ھ میں رحلت کی) دوسرے جشے اصول عالم، آیت اللہ شیخ ضیاء الدین عراقی (متوفی ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ) کے افادات اصولیہ سے استفادہ کا شرف پایا۔ اور فقہ میں بنیادی طور پر آقای شیرازی حضرت آیت اللہ العظمیٰ مرجع اعظم سید ابوالحسن اصفہانی (متوفی

۱۳۶۵ھ) سے فیض یاب ہوئے، درس کے علاوہ بھی آیت اللہ شیرازی آقای اصفہانی کی محفل میں حاضر رہتے تھے۔ یہ حضور کسب فیض و عرفان و تہذیب نفس کے نقطۂ نظر سے جناب سید کے لیے مایۂ صد افتخار ہے۔

اسی زمانے میں آقای شیرازی پر لوگوں کی نظریں اٹھنے لگی تھیں، اساتذہ کے سامنے وہ رسائل[1] و مکاسب کفایہ کے درس دینے لگے تھے اور طلبہ میں ان کی قابلیت کا چرچا بڑھتا جا رہا تھا۔

۱۳۴۵ھ کو آیت اللہ شیخ ضیا عراقی نے اجازۂ اجتہاد عطا فرمایا حضرت حجۃ الاسلام سید طاہر کی وفات اور مصیبت زدہ خاندان کے رکن کی حیثیت سے وطن آئے۔ مگر نجف کے درس نے چین سے نہ بیٹھنے دیتے تھے۔ ادھر شیراز سے علمی مرکزیت اصفہان منتقل ہو چکی تھی، حالات اچھے نہ تھے، لیکن آیت اللہ شیرازی نے ہمت کی اور وطن ہی میں طلبہ و اساتذہ کے لیے کچھ ماحول بنایا، اتنے میں مشروطہ کی تحریک پر رضا خاں اور رضا خاں پر انگریز کا قبضہ ہو گیا۔ مذہبی آداب پر حملے اور ان حملوں میں پردے کے خلاف مہم نے علماء کو للکارا۔ عمامہ و ردا، مدرسہ و مسجد، عالم و طالب علم دین کے خلاف رضا خاں نے وہ طوفان برپا کیا کہ العظمۃ للہ، زدو کوب، توہین و اہانت، جلا وطنی و قید، غرض عجب عالم تھا، نوجوان عالم دین سید عبداللہ شیرازی حکومت کے خلاف میدان میں نکل آئے اور اسلامی شعائر کی حمایت میں لکھنا بولنا شروع کر دیا۔

---

[1] فرائد الاصول معروف بہ رسائل اور کتاب المکاسب —— اصول فقہ —— و فقہ استدلال کی مشہور بڑی کتابیں ہیں ان کے مؤلف و مصنف جناب شیخ مرتضیٰ انصاری متوفی ۱۲۸۱ھ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور کفایۃ الاصول مؤلفہ ملا محمد کاظم خراسانی متوفی ۱۳۲۹ھ اصول فقہ کی سب سے بلند پایہ کتاب ہے۔

آیت اللہ شیرازی بروایت چہرہ ای پر فروغ ص ۲۴۴: زیارت امام رضا علیہ السلام کے لیے مشہد آئے، مشہد میں ان دنوں رضا خاں کی اسلام دشمنی کے خلاف زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں، خراسان کے عوام کا جوش حد کمال کو پہنچ چکا تھا، چوٹی کے علماء نے مشہد کو مورچہ بنا لیا۔ آیت اللہ عظمیٰ آقای حاج سید حسین قمی، آیت اللہ العظمیٰ آقای سید یونس اردبیلی، آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی کے والد سید علی اکبر صاحب اور بہت سے علماء پروگرام بنا رہے تھے۔ جناب آقای عبداللہ شیرازی بھی اس گروپ میں شریک ہو گئے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ اتفاق کی بات نہیں تھی جناب عبداللہ شیرازی نو عمری ہی سے بادشاہ کے غیر اسلامی رجحانات کے خلاف تھے، انھیں معلوم تھا کہ مشہد میں بزرگ علماء جمع ہو رہے ہیں، محاذ بنے گا وہ اس محاذ میں شرکت کے لیے اور زیارت دونوں کی غرض سے آئے تھے۔

مشہد میں علماء نے فیصلہ کیا۔ جب تک حکومت خلاف شریعت احکام روبیہ ختم نہیں کرے گی ہم حرم امام رضاؑ سے باہر نہیں نکلیں گے۔[1]

ایک خبر یہ ہے کہ علما نے بطور احتجاج دو دن حرم نشین رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اعلان ہوتے ہی جوق در جوق آدمی مشہد پہنچ گئے۔ صحن بھر گیا، شہر میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی شعلہ بیان خطیب پردہ کی حمایت اور علما کے احترام پر تقریریں کر رہے تھے، آیت اللہ شیرازی دوسرے علما کے ساتھ صحن مسجد گوہرشاد میں شریک آزمائش تھے۔ دوسرے دن پولیس اپنے حواریوں کے ساتھ حرم پر حملہ آور ہوئی، چھتوں کے اوپر اور صحن میں اسٹین گنیں گولیاں برسا رہی تھیں لوگ زخموں سے چور ہو گئے۔ حرم کے در و دیوار خون سے نہا گئی،

---

[1] اسے فارسی میں "بست" یا "تحصّن" یعنی قلعہ بندی کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے ۲۰ صفر ۱۳۹۰ھ کا بیان۔

صحن میں خون کا حوض نظر آتا تھا۔ کئی ہزار آدمی شہید ہوئے۔
علماء گرفتار کیے گئے تو آقای عبداللہ شیرازی طہران کی کچہری لے جائے گئے جہاں سے دو ماہ قید کی سزا ملی، رہائی کے بعد سید شیرازی نجف اشرف چلے گئے، جہاں رفتہ رفتہ آگے بڑھتے گئے، آخر مسجد طوسی میں درس خارج شروع کردیا۔ انھی دنوں آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالحسن صاحب اصفہانی نے آپ کو اجازۂ اجتہاد دیا۔

حج اوّل: ۱۳۶۱ھ میں آیت اللہ شیرازی فریضۂ حج ادا کرنے کی غرض سے آمادہ سفر ہوئے۔ حرمین شریفین میں دنیا کے علماء آپس میں ملتے جلتے اور تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ آقای شیرازی مدظلہ نے حج سے سعادت اور علمائے سے تعارف حاصل کیا۔

دوسرا حج: آیت اللہ شیرازی کا غالبًا دوسرا حج ۱۳۹۹ھ میں ہوا کامیابی انقلاب کے بعد ایک مجتہد اعظم و مرجع بزرگ کا یہ سفر بالکل نرالا تھا۔ گزشتہ پچیس سال میں بعض مراجع کے سفر حج تاریخی ہوئے ہیں۔ میں نے آیت اللہ سید محمود شاہرودیؒ کے حج کی تفصیل کویت میں سنی۔ آیت اللہ سید محسن الحکیمؒ کے حج کا حال عربی کے اخبارات میں پڑھا اور ۱۳۹۹ھ جب خود حج سے مشرف ہوا تو اہل مدینہ و مکۂ مکرمہ سے سنا۔ ۱۳۹۹ھ میں آقای شیرازی مدظلہ کے حج کا حال کاروان حج حیدری لاہور کے دوستوں مخصوصًا اخ المکرم حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید علی الموسوی دام مجدہٗ سے سُنا۔
دنیا بھر کے مسلمان انقلاب اسلامی ایران سے خوش، خون بڑھا ہوا، حوصلے بلند، دل مضبوط، سر اونچے تھے۔ دوسری طرف قصر شاہی میں زلزلہ تھا اور مریکی لابی خوفزدہ تھی — افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ کیا، ہر خطے کا مسلمان جمع تھا، ہر ایک کا دل چاہتا تھا کہ ایرانیوں سے ملیں، انھیں گلے لگائیں، ان کے ہاتھ چومیں، ان سے پوچھیں کہ آپ نے — اللہ اکبر — کے ذریعہ امریکہ

کو کیسے شکست دی۔ ایران جیسے دولت مند ملک میں اسلام کی فتح کیسے ہوئی؟ ڈھائی ہزار سالہ شاہنشاہی کا تختہ کیسے الٹ گیا؟ ۹۹ فیصدی شیعوں نے اپنے نام لکھوا لی؟ شیعہ کیسے ہوتے ہیں؟

ـــــ لاشرقیہ۔ لاغربیہ ـــــ ثورہ، ثورہ اسلامیہ

ـــــ بیس ہزار ایرانی ـــــ اللہ اکبر، خمینی رہبر کہتے ہوائی جہازوں سے جدہ ایرپورٹ پر اترے تو فضا منور ہو گئی ـــــ برای سلامتی حجاج کرام صلوٰۃ ـــــ اللھم صل علی محمد و آل محمد ـــــ برای سلامتی آیت اللہ خمینی صلوٰۃ ـــــ اللھم صل علی محمد و آل محمد ـــــ لوگ راستے میں روک کر ایرانیوں سے مصافحہ کرتے، مبارک باد دیتے تھے۔ ہزاروں کا ہراول دستہ مدینے پہنچ چکا تو ایک طیارہ طہران سے جدہ پہنچا، اس میں انقلاب اسلامی ایران کے ایک قائد، مشہد میں ٹینکوں اور اسٹین گنوں کے سر جھکونے والے، اسی سالہ مجاہد ـــــ مجاہد نستوہ۔ جواں ہمت عالم جلیل آیت اللہ عبد اللہ شیرازی مرجع اسلامیان ایران و شیعیان جہاں، ہوائی جہاز سے اترے۔ اسی ہزار ایرانی جوش سے پھولوں نہ سمائے، وہ نعرے، وہ تکبیریں، وہ درود کہ جدہ میں آج سے پہلے دیکھنے والی آنکھوں اور سننے والے کانوں نے نہ اس قسم کے درود وسلام سنے تھے نہ اس شان کے حاجی دیکھتے تھے۔ آقای شیرازی مدینہ پہنچے تو عالم ہی اور تھا، اب کی مرتبہ ایرانیوں کو حکم تھا کہ:

۱۔ حرمین میں نماز پڑھیں گھر میں نہ پڑھیں۔

۲۔ کوئی شخص خرید و فروخت نہ کرے، روپیہ محفوظ رکھا جائے۔

۳۔ حج سے فارغ ہو کر تمام روپیہ، سعودیہ کے فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیں کہ اس ملک میں اکثریت مساکین کی ہے۔

حرمین میں ایرانی پہلی صفوں میں نماز کے لیے بیٹھتے تھے۔ ختم نماز کے بعد جب درود کا غلغلہ بلند ہوتا تھا تو دنیا حیران رہ جاتی تھی ظہور حضرت حجت

کے لیے صلوٰۃ ـــــ صحت وسلامتی آیت اللہ خمینی کے لیے صلوٰۃ ـــــ پچاس برس سے حرم میں اللھم صل علی محمد وآل محمد کی آواز کس نے بلند کی تھی ـــــ اب کے ایرانی اوران کے ساتھ مدتوں سے زبان عرب عجم سب درود پڑھ رہے تھے۔ نماز پڑھ کر جدھر سے ایرانی گروہ نکلتا لوگ اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے جدّہ و مدینہ ومکہ مکرمہ کے درودیوار پر امریکہ اور کارٹر کے خلاف نعرے۔ بیت المقدس کی آزادی اور مسلمانوں کے اتحاد کے بینر لگے ہوئے تھے۔ آیت اللہ سید خمینی مدظلہ العالی کے پیام کا عربی، فارسی، ترکی، انڈونیشی، بنگلہ، اردو جیسی بیسیوں زبانوں میں ترجمہ تقسیم ہوا۔ انقلاب اسلامی ایران کے باب میں عربی اور دوسری زبانوں میں پمفلٹ بانٹے گئے۔

اس مسرت وخیر طلبی وخیر سگالی ولمحۂ اتحاد عالم اسلام کے وقت حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ ہر جگہ علماء عالم اسلام انھیں گھیرے رہتے تھے اور آغا صبح سے شام تک مسلمانان عالم کے لیے پیغام دیتے اور انقلاب اسلامی کے مقاصد سمجھاتے ـــــ اسلام اور سیاست ـــ سیاست اور علما غرض بے شمار مسائل حل کرتے اور مسلمانوں کے شکریے لیتے تھے۔ جنت البقیع کے دروازے زائرین کے لیے دو سال سے بند تھے آقای شیرازی کے لیے دروازے کھلے اور ہزاروں مسلمانوں نے ائمہ اہل بیتؑ کی قبروں کا عالم دیکھا۔ مکہ مکرمہ جانے کے لیے شیعوں کو بے چھت کی بسوں کا مسئلہ ستاتا تھا اب کی کوئی زحمت نہ تھی، اسی طرح منیٰ میں ذبیحہ مشکل ہو چکا ہے کیونکہ حکومت نے وادی محسّر کو مذبح بنایا ہے جو شیعہ اور سنی دونوں کے نزدیک غلط ہے۔ آقای شیرازی مدظلہٗ کی وجہ سے اس حکم میں بھی فرق پڑا۔

جدّہ سے جدّہ تک پریس کانفرنس، علماء سے ملاقاتیں، لوگوں کے سوالوں کے جواب اور اسلام، انقلاب اسلامی۔ بڑی طاقتوں کا تصور اور اس کے خلاف

ہم پر اس قدر مفصل گفتگو میں ہوئیں کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا طلسم باطل ہو گیا، علماء دین کی ذہنی بلندی، علماء ایران کی بصیرت اور انقلاب اسلامی ایران کی گہرائی و پہنائی واضح ہوئی۔ آیت اللہ شیرازی مدظلہ العالی کا یہ سفر مسلمانانِ عالم کے لیے بہت مفید ثابت ہوا، چونکہ حج میں ذاتی نمود و نمائش حرام ہے اور ہمارے علماء تو ہر حالت میں ریاکاری سے بچتے ہیں اس لیے اس سفر کے تفصیلات معلوم نہ ہو سکے۔ میرے نزدیک ان واقعات کو تاریخ و مورخ، قوم اور عام مسلمانوں نیز انقلاب اسلامی ایران کے فائدے کے لیے مفصل لکھنا چاہیے اور یہ کام وہی کر سکتا ہے جو شریک سفر رہا ہو۔ مجھے باوجود کوشش: بیانات اور انٹرویو نہ مل سکے نہ اہم مذاکرات سننے والا کوئی ملا۔

تصنیفات و تالیفات :

آیت اللہ شیرازی جتنے بڑے مدرس درس خارج ہیں اتنے ہی بڑے مصنف و مولف بھی ہیں۔ وہ زبان و قلم اور جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد اور اسلام کی خاطر لگاتار جدوجہد میں مصروف ہیں۔ آیت اللہ شیرازی نے جو حاشیے یا جواب مسائل لکھے ان سے قطع نظر کرکے چند مستقل کتابوں کے نام ملاحظہ ہوں:

(۱) عمدۃ الوسائل فی الحاشیۃ علی الرسائل

اصول فقہ، عربی، چار جلد۔

(۲) کتاب القضاء، فقہ استدلالی، فیصلہ، فیصلہ کرنے والا اور متعلقہ مباحث۔ دو جلد عربی۔ جلد اول ۱۳۹۳ھ مطبعۃ النعمان نجف اشرف سے شائع ہوئی۔ دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۹ھ مشہد سے چھپا ہے۔

(۳) الدر والبیض فی منجزات المریض، فقہ استدلالی،

موضوع میراث، عربی

(۴) ازاحۃ الشبہات فی الشک فی الرکعات ، فقہ استدلالی، عربی

(۵) رفع الحاجب فی الاجرۃ علی الواجب ، فقہ استدلالی، عربی —
(عبادت میں نیابت)

(۶) ازاحۃ الشبہ فی حکم الآفاق المتحدہ والمختلفہ
رویت ہلال پر فقہ استدلالی، عربی میں نفیس کتاب۔

(۷) التحفۃ الکاظمیہ فی قتل الحیوان بالآلات الکھربائیہ
فقہ استدلالی، عربی (مشین یا جدید آلات برقیہ سے ذبح حیوان کا مسئلہ۔

(۸) العروۃ الوثقیٰ کا حاشیہ : فقہ استدلالی، عربی

(۹) الاحتجاجات العشرہ - دس مسائل پر بحث و مناظرہ۔ عربی
فارسی و اردو، انگریزی اور گجراتی میں ترجمے بھی چھپ چکے ہیں۔ (بنام
دلائل عشرہ")

(۱۰) الرسالۃ الرجبیہ — فقہ استدلالی، عربی۔ وجوب حجاب پر بحث۔
اس کا فارسی ترجمہ "پوشش زن دراسلام" کے نام سے چھپ چکا
ہے (انشاء اللہ اردو ترجمہ پاکستان میں بہت جلد چھپ جائے گا)

(۱۱) ذخیرۃ الصالحین - عربی، رسالۂ علمیہ

(۱۲) توضیح المسائل — فارسی، رسالۂ عملیہ

(۱۳) مناسک حج —— فارسی، عربی، انگریزی، اردو

غیر مطبوعہ کتب

۱۔ الحاشیۃ علی کفایۃ الاصول، عربی، دو جلد

۲۔ کتاب الزکاۃ، عربی، فقہ استدلالی، دو جلد

۳۔ غایۃ المنیہ فی احکام الوقت والقبلہ، عربی، فقہ استدلالی

۴۔ الامامۃ والشیعہ، عربی، کلام، موضوع امامت پر مفصل بحث۔

اس کا فارسی ترجمہ مشہد سے اور اردو ترجمہ بنام امام و امامت اسلام کے نقطہ نظر سے پاکستان میں کتاب فروشی اسلام سرگودہا نے شائع کیا ہے۔

○ حضرت آیت اللہ العظمیٰ شیرازی کے جید تلامذہ نے آپ کے درس بھی قلم بند کیے ہیں، جن میں چند موضوعات پر تمام لکچر — تقریرات — بتفصیل ذیل مرتب کیے گئے ہیں:

۱۔ تنقیح الاصول ، اصول فقہ، عربی، ۵ جلد

۲۔ کتاب الصوم ، فقہ استدلالی ، عربی ۲ جلد

۳۔ کتاب الترتیب ، اصول فقہ ، عربی

۴۔ القطرہ فی زکاۃ الفطرہ ، فقہ استدلالی، عربی

۵۔ کتاب الخمس ، فقہ استدلالی ، عربی

۶۔ صلاۃ الجمعہ ، فقہ استدلالی ، عربی

۷۔ دراسۃ فی الحج ، فقہ استدلالی ، عربی۔

تصانیف کی ضخامت اور موضوعات و مسائل کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آیت اللہ شیرازی نے اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کے مطالعے ، چھان بین اور بحث و نظر میں گزار دی۔

درس دیئے اور انھیں تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر قلمبند کیا۔ عدالتی نظام اقتصادی ، رویت ہلال اور پردہ بقول شخصے آج کے مسائل ہیں۔ ان موضوعات و مسائل پر اجتہادی کتابیں لکھنا اور آج کی دنیا میں بین الاقوامی سیاست و ریاست میں کامیاب عملی مداخلت بتاتی ہے کہ سید شیرازی کس درجہ بیدار مغز، روشن فکر اور فعال فقیہ و مجاہد بزرگ ہیں۔ اللہ ان کو صحت و سلامتی سے برقرار رکھے۔

سید شیرازی مدظلہ العالی ، مشروطہ تحریک اور پہلوی رژیم ، عراقی انقلابات اور بعثی حکومت کے بحران میں اسلام ، علوم اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے

ہیں۔ اور معرکہائے شہید میں تو وہ منفرد قائم تھے۔

مساجد و مدارس

آیت اللہ العظمی سید عبد اللہ شیرازی نے بہت سے شہروں میں مسجدیں بنوائیں، بنی ہوئی مسجدوں میں ائمہ و خطبا متعین کیے۔ مسجد اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مرکز ہے۔ سید نے اسے علم و عمل کے مرکز کی حیثیت سے ہمیشہ بنیادی درجہ دیا۔

امام باڑے بنوائے، تعمیر و تجدید میں کمک کی اور اہل منبر کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھا اور ان کی ہمت افزائی فرمائی۔

مدارس کی تعمیر نو اور قائم شدہ مدارس میں افغانستان و ہندوستان، پاکستان و ایران، عراق و لبنان، غرض جہاں جہاں ممکن ہوا وہاں وہاں مدرسوں کی مالی اور علمی مدد کی اور اب بھی امداد دیتے ہیں۔ نئے مدرسوں کی بنا اور عمارتوں کی تعمیر میں حضرت آیت اللہ طلبہ کی راحت اور تعلیمی فضا کا خیال رکھتے ہیں۔ کم از کم کمرے روشن، ہوادار موسمی تکالیف سے محفوظ رکھنے والے ہوں، صحن میں پانی اور سبزہ ہو۔

نجف اشرف میں تین مدرسے بنوائے۔ ایک اپنے دادا صاحب کے نام پر، دوسرا اپنے والد بزرگوار کے نام پر اور ایک اپنے نام پر، چوتھا مدرسہ، مدرسۂ سید عبد العزیز ہے، یہ مدرسہ ایک طویل و عریض احاطے پر مشتمل ہے جس میں سبزہ و درخت فراوانی سے ہیں، معقول رہائشی بلاک ہیں، جن میں شادی شدہ طلبہ اہل و عیال کے ساتھ رہتے تھے۔ عراق کی بعث حکومت نے سب مدرسے ویران کر دیئے۔

پانچواں بڑا مدرسہ، شیراز کا مدرسۂ خان ہے۔ سنہ ۱۰۲۴ھ کا یہ قدیم مدرسہ عمر کی صدی پوری کر چکا تو سید محترم مدظلہ نے ۱۳۴۹ھ میں اس کی تجدید و توسیع فرمائی، آج وہ مدرسہ علما و طلبہ سے بھرا ہوا ہے، قرآن و حدیث، فقہ و اصول کے

اس کا فارسی ترجمہ مشہد سے اور اردو ترجمہ بنام امام و امامت اسلام کے نقطۂ نظر سے پاکستان میں کتاب فروشی اسلام سرگودہا نے شائع کیا ہے۔

○ حضرت آیت اللہ العظمیٰ شیرازی کے جید تلامذہ نے آپ کے دروس بھی قلم بند کیے ہیں، جن میں چند موضوعات پر تمام لکچر — تقریرات — بتفصیل ذیل مرتب کیے گئے ہیں:

۱۔ تنقیح الاصول ، اصول فقہ، عربی، ۵ جلد

۲۔ کتاب الصوم ، فقہ استدلالی، عربی ۲ جلد

۳۔ کتاب الترتیب ، اصول فقہ، عربی

۴۔ القطرہ فی زکاۃ الفطرہ ، فقہ استدلالی، عربی

۵۔ کتاب الخمس ، فقہ استدلال، عربی

۶۔ صلاۃ الجمعہ ، فقہ استدلالی، عربی

۷۔ دراسۃ فی الحج ، فقہ استدلالی، عربی۔

تصانیف کی ضخامت اور موضوعات و مسائل کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آیت اللہ شیرازی نے اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کے مطالعے، چھان بین اور بحث و نظر میں گزار دی۔

درس دیئے اور انھیں تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر قلمبند کیا۔ عدالتی نظام اقتصادی، رویت ہلال اور پردہ بقول شخصے آج کے مسائل ہیں۔ ان موضوعات مسائل پر اجتہادی کتابیں لکھنا اور آج کی دنیا میں بین الاقوامی سیاست و ریاست میں کامیاب عمل مداخلت تباتی ہے کہ سید شیرازی کس درجہ بیدار مغز، روشن فکر اور فعال فقیہ و مجاہد بزرگ ہیں۔ اللہ ان کو صحت و سلامتی سے برقرار رکھے۔

سید شیرازی مدظلہ العالی، مشروطہ تحریک اور پہلوی رژیم، عراقی انقلاب اور بعثی حکومت کے بحران میں اسلام، علوم اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے

ہیں۔ اور معرکہ ہائے مشہد میں تو وہ منفرد قائم تھے۔

مساجد و مدارس

آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی نے بہت سے شہروں میں مسجدیں بنوائیں، بنی ہوئی مسجدوں میں ائمہ و خطبا متعین کیے۔ مسجد اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مرکز ہے۔ سید نے اسے علم و عمل کے مرکز کی حیثیت سے ہمیشہ بنیادی درجہ دیا۔

امام باڑے بنواتے، تعمیر و تجدید میں کمک کی اور اہل منبر کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھا اور ان کی ہمت افزائی فرمائی۔

مدارس کی تعمیر نو اور قائم شدہ مدارس میں افغانستان و ہندوستان، پاکستان و ایران، عراق و لبنان، غرض جہاں جہاں ممکن ہوا وہاں وہاں مدرسوں کی مالی اور علمی مدد کی اور اب بھی امداد دیتے ہیں۔ نئے مدرسوں کی بنا اور عمارتوں کی تعمیر میں حضرت آیت اللہ طلبہ کی راحت اور تعلیمی فضا کا خیال رکھتے ہیں۔ کم از کم کمرے روشن، ہوادار موسمی تکالیف سے محفوظ رکھنے والے ہوں، صحن میں پانی اور سبزہ ہو۔

نجف اشرف میں تین مدرسے بنوائے۔ ایک اپنے دادا صاحب کے نام پر، دوسرا اپنے والد بزرگوار کے نام پر اور ایک اپنے نام پر، چوتھا مدرسہ، مدرسۂ عبدالعزیز ہے، یہ مدرسہ ایک طویل و عریض احاطے پر مشتمل ہے جس میں سبزہ و درخت فراوانی سے ہیں، معقول رہائشی بلاک ہیں، جن میں شادی شدہ طلبہ اہل و عیال کے ساتھ رہتے تھے۔ عراق کی بعث حکومت نے سب مدرسے ویران کر دیئے۔

پانچواں بڑا مدرسہ، شیراز کا مدرسۂ خان ہے، سنہ ۱۲۲۴ھ کا یہ قدیم مدرسہ عمر کی صدی پوری کر چکا تو سید محترم مدظلہ نے ۱۳۴۹ھ میں اس کی تجدید و توسیع فرمائی، آج وہ مدرسہ علما و طلبہ سے بھرا ہوا ہے، قرآن و حدیث، فقہ و اصول کے

مطالعے اور مباحثے ہوتے ہیں۔

چھٹا مدرسہ، مدرسۂ علمیہ، امام امیر المؤمنین علیہ السلام۔ مشہد مقدس میں قائم کیا، یہ کثیر المقاصد منصوبہ لاکھوں روپے سے شروع ہوا ہے۔ سنہ ۱۳۹۷ھ سے طلبہ کے لیے آرام دہ رہائش، مطالعے کے لیے، لائبریری اور درس و مباحث کے لیے نفیس صحن ہے۔ حضرت آیت اللہ مدظلہٗ اسے مثالی ادارہ بنانا چاہتے ہیں جہاد انقلاب اسلامی ایران میں شدید مصروفیت، دنیا بھر سے مختلف قسم کے روابط کی دیکھ بھال، افغانستان اور لبنان کے مسلمانوں کے معاملات، خود ایران اور پھر مشہد کے مصروفیات سے خالص تدریسی مسائل پر کام کرنا یہ اکابر مراجع ہی کا حوصلہ ہے۔ اطال اللہ فیوضہم۔

حضرت آیت اللہ کتب خانوں کی تاسیس و توسیع، کتابوں کی اشاعت تقسیم، مصنفین کی عزت افزائی اور توسیع مطالعہ کی طرف خاص دھیان دیتے ہیں

صفات وعادات

حضرت آیت اللہ سید عبد اللہ شیرازی دام ظلہٗ العالی۔ عبادات و وظائف تہجد و شب بیداری، مسنونات و مستحبات کی پابندی کے علاوہ بہت متقی اور بے حد خوف خدا رکھنے والے عارف و عالم ہیں۔ عاجزی و انکساری، طلبہ و علما کا احترام کرنا ان کی عادت ہے۔ سخاوت ان کا شیوہ ہے ہزاروں روپے روز مستحقین طلبہ و علما اور عام مسلمانوں کو دیتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت غیر ملکی اداروں کی امداد، مدرسوں کی دیکھ بھال پھر کسی میں اجنبیت نہ برتنا ان کی صفت ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے جذبۂ فراواں کے لحاظ سے وہ دلیر و بہادر ہیں۔ ان کے خطوط و بیانات، ان کے منصوبے اور اقدامات ان کی دلیری، جواں ہمتی اور موت سے بے خوفی نے انھیں صف اول کے مجاہدوں اور رہنماؤں میں کھڑا کر دیا ہے۔

بالغ نظر اور صاحب تحقیق، صاحب الرائے اور مجتہد فی الفقہ ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی معاملات پر انھیں عبور ہے۔ مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے مقلد طرح طرح کے سوال کرتے اور اطمینان بخش جواب پاکر روحانی تقویت حاصل کرتے ہیں۔

اولاد

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی مدظلہ العالی کی تین صاحبزادیاں اور آٹھ فرزند ہیں۔ فرزند گرامی میں سے بعض نام جو معلوم ہوسکے درج ذیل ہیں:

- حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید محمد طاہری مدظلہ شیراز میں خدمت دین کر رہے ہیں اور شہر والے عزت و احترام کرتے ہیں۔
- حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید محمد باقر مدظلہ اپنے والد کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ فقہ و اصول و متداول علوم کے علاوہ ہیئت و نجوم، ہندسہ، ریاضی اور جدید علوم سے باخبر ہیں۔ موصوف کے تصانیف ہیں:

الفقہ الاسلامی و سیر الزمن — دس جلدوں میں۔

، آثار تازہ پدیدہ — ہیئت و فلکیات پر جدید معلومات کی روشنی میں مقالات کا مجموعہ، یہ مقالات رسالہ "مکتب اسلام" میں چھپتے رہے ہیں۔

صلاۃ الجمعہ — اہم کتابیں ہیں۔

- حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید حسن مدظلہ، باغ و بہار، مہمان نواز عالم، کئی زبانیں بول سکتے اور اس سے زیادہ زبانیں سمجھ سکتے ہیں۔ آیت اللہ کے دست راست اور معاون خاص ہیں۔

آقای محمد علی شیرازی

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید محمد علی صاحب دامت توفیقاتہ، اگرچہ سن و سال میں نوجوان ہیں، لیکن سوجھ بوجھ میں پختہ کار نظر آتے ہیں۔ معاملہ فہمی، خدمت خلق، دوڑ دھوپ

میں نتھک آدمی ہیں، انقلاب کے ہنگامی دور میں جرأت و دلیری، ہمت اور بہادری کے جوہر کھلے اور اب مدرسے بلکہ مدرسوں کی بنا، اسپتال کی تعمیر، ملکی معاملات پر ان کے فرائض ہیں۔ اہم ترین بات ہے کہ والد علام کی رضا جوئی اور ان کے حکم کی مکمل تعمیل ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ محنت کرنے کی عادت ہے اٹھارہ اٹھارہ بیس بیس گھنٹے کام کرنا اور نہ تھکنا، پھر کسی سے بھی مذاکرہ و مباحثہ میں نہ گھبرا، ہر وقت تازہ دم، ہنس مکھ رہنا ان کا شیوہ ہے، اسی وجہ سے خراسان اور مشہد پر قبضہ ہے اور لوگوں کے دل جیت لیے ہیں۔

موصوف مشہد سے طہران آتے ہوئے میرے ساتھ سفر میں تھے۔ ۲؍ جولائی ۱۹۷۹ کو جناب حجۃ الاسلام سید محمد علی میلانی صاحب نے بتایا کہ جناب حجۃ الاسلام محمد علی شیرازی آپ کے ساتھ آپ کے کمرے میں سفر کر رہے ہیں، ہم نے جھک کے مولانا محمد علی صاحب کو دیکھا۔ تھوڑی دیر باتیں ہوئیں، کیونکہ مولانا سواریوں کی خبر گیری کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔ دوسری ملاقات ۲۸ اپریل ۱۹۸۰ء کو لاہور میں ہوئی۔ اس وقت ان کے ہمراہ حجۃ الاسلام والمسلمین آقای شیخ غلام رضا نمائی محترم و حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد حسین عرفانیاں و حجۃ الاسلام والمسلمین آقای شیخ علی طہرانی۔ آقای شیخ منظور حسین تھے۔

لاہور میں سب کا خیال تھا کہ انتھک کام کرنے والے۔ تمام حالات و معاملات سے مکمل باخبر چستی اور جواں ہمتی رکھنے والے افراد میں مولانا محمد علی صاحب ایک نئی شان کے نوجوان ہیں

ریڈیو سے خبر آئی:

"کویت میں قطب زادہ، وزیر خارجہ ایران پر دستی بموں سے حملہ، وزیر خارجہ بچ گئے، کوئی گزند نہیں پہنچی۔ صحافیوں سے انہوں نے کہا کہ اپنا دورہ جاری رکھوں گا۔"

آقای محمد علی صاحب نے فون اٹھایا، مشہد سے رابطہ ہو گیا، جناب شیرازی صاحب

نے حضرت آیت اللہ العظمیٰ کو سلام کیا، اپنے سفر اور اپنی خیریت سے مطلع کیا، ایران کی حالت پوچھی، اور بتایا کہ اس وقت ہمارے پاس فلاں فلاں صاحبان بیٹھے ہیں سلام عرض کرتے ہیں ـــــ معلوم ہوا کہ آقائے شیرازی کے دوست اور مجاہد ساتھی کا انتقال ہو گیا۔ مولانا نے فوراً مرحوم کے اعزہ کو اور قطب زادہ صاحب کو تہنیتی تار لکھا کہ صبح کو بہر قیمت ٹیلی گرام کر دیا جائے۔

کسی سوال کے جواب میں موصوف نے کہا "موت تو ہمارا روز مرہ ہے۔ موت کا خوف کیا، موت کی حیثیت ہی ختم ہو چکی، ہم تو شہادت حاصل کر رہے ہیں"

۲ مئی کو مولانا ملازم حسین صاحب نے مجھے حیران کر دیا ـــ یہ ایرانی علما جب لاہور آتے ہیں تو ہم ڈرتے رہتے ہیں کہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ یہ سمجھیں کہ ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے۔ اب پولیس کا ساتھ ہونا بہت اچھی بات تھی مگر ان صاحب نے کہا صاحب ہم سے یہ چوکی پہرہ برداشت نہیں ہوتا۔ دو دن پولیس کے بغیر پھرتے رہے، تیسرے دن میں نے اصرار کیا اور مولانا راضی ہو گئے۔ پروگرام تھا انجینئرنگ یونیورسٹی میں ایرانی طلبا سے ملنے کا، اس میں ہمارا ہونا کیا ضروری تھا، ہم نہیں گئے۔ دوسروں کو بھی روکا کہ وہ اپنے ہم وطنوں سے باتیں کریں گے آپ کی حاضری اچھی نہیں۔ مگر جاں نثاروں کو تو روکا نہیں جا سکتا تھا، مولانا ملازم حسین صاحب نے فرمایا:

مولانا! وہاں تھے عراقی اور کرد لڑکے، وہ تو بڑھے آغا کی طرف اور ہم نے صورت حال بھانپ لی۔ ہم نے آغا کو گھیرے میں لے لیا، پولیس نے سنگینیں تان لیں ـــ آقای گنجی دوست نے آغا سے کہا، آپ جانا چاہیں تو بہتر ہے ـــ مگر مولانا، آغا نے کمال کر دیا، کہنے لگے نہیں ہم ان سے بات کریں گے یا ہم ان کی مان لیں گے یا ان کی غلط فہمی دور کر دیں گے ـــ تین گھنٹے گفتگو کا نتیجہ، انقلاب کے حق میں نعرے تھے۔ عراقی بھی مان گئے اور کرد بھی ـــ

جب آقای شیرازی یونیورسٹی سے واپس آئے تو میں نے پیشانی کو بوسہ دیا،

جرأت وہمت کی داد دی اور کہا کہ میں آیت اللہ العظمیٰ کی تحریروں کا ترجمہ کروں گا اور ان پر ایک کتاب لکھوں گا۔ اللہ نے انھیں ہونہار، دلیر، مجاہد، فاتح ھمز دیا ہے۔ جو صاحب درس بھی ہے اور صاحبِ فکر و عمل بھی، سیاسی بھی ہے اور سپاہی بھی۔

آقای حاج محمد علی دامت توفیقاتہ، عربی بولنے لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں اس لیے کہ نجفی المولد ہیں۔ خوشی یہ ہے کہ ان کی عربی ادبی شان اور دلیرانہ آہنگ رکھتی ہے۔ برجستہ لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں، بات کرنے کا ڈھنگ تو ماشاء اللہ سبحان اللہ۔

مجھ سے ان سے رسمی ملاقاتیں رہیں۔ وہ مجھے بہت پہلے سے جانتے تھے، بقول ان کے — از لاہور، تلغراف و نامہ ھا از طرف آقای صدر الافاضل چطور فراموش شود — ہاں، انھوں نے طہران میں مذکورہ حوالے کے ساتھ مجلۂ المنتظر کے خصوصی مضامین و خبرناموں کا بھی مفصل تذکرہ کیا تھا — ٹرین میں ہم نے ایک دوسرے کو انداز سے اور خبر سے پہچانا تھا۔

جناب حجۃ الاسلام سید محمد علی کی تاریخ:

ولادت سنہ ۱۳۶۷ھ ہجری ہے۔ تعلیمی مراحل مختلف اساتذہ کی نگرانی میں طے کیے۔ سنہ ۱۳۸۹ھ میں درس میں حاضری دینے لگے اور اپنے والد بزرگوار مدظلہ العالی کے علاوہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی مدظلہ العالی کے درس سے بھی مستفید ہوئے۔

اسلامی اقدار کی برتری کے لیے جانفروشی

عراق میں انقلاب بعث کے بعد اسلام کے خلاف جو سیلاب آیا اس سے پورا عراق آشوب میں مبتلا ہوگیا۔ نجف اشرف نے اس سیلاب پر بند باندھا۔ بزرگ علما، اس کی قیادت کر رہے تھے اور عرب جوان میدان میں جان کی بازی لگانے نکل آئے تھے۔ آیت اللہ حکیم رحمہ اللہ کے تمام فرزند حکومت کے مظالم کا نشانہ بنے آیت اللہ شاہرودی رحمۃ اللہ کے فرزندوں نے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا

آیت اللہ شیرازی مدظلہ کے فرزندانِ گرامی بھی اس گروہ میں آگے آگے تھے، جناب محمد علی شیرازی نے جوانوں کو جمع کیا، یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ کی رہنمائی کی۔ انھوں نے سنہ ۱۳۸۴ھ میں ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا۔ یہ کتب خانہ جوانوں کی ذہنی تربیت کا مرکز تھا، یہاں بعثی پروگرام کے جواب میں پروگرام بنے اور اسلام دشمن گروہوں سے تحفظات کا محاذ قائم ہوا۔ شدید مقابلوں کے بعد جب آیت اللہ العظمیٰ سید شیرازی نے احتجاجاً نجف سے ہجرت کی تو سید محمد علی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مشہد آئے، مشہد میں ان کی مجاہدانہ سرگرمیاں تیز تر ہو گئیں۔ ۱۳۹۵ھ سے سنہ ۱۳۹۹ھ تک وہ تنظیم جوانان مشہد، تربیت طلبۂ مدارس، اقدامات و تحفظات دینی کے لیے سرگرم عمل رہے اور جب مشہد پر ساواک، پولیس اور فوج نے حملے شروع کیے تو وہ مشہد پر قبضہ کرنے والے گروپ کے سرخیل بنے اس وقت سے آج تک وہ علماءِ مشہد کی نگاہِ بینا، اور زبان گویا ہیں۔ اس وقت وہ مشہد کے بڑے سیاسی اور انقلابی رہنما مانے جاتے ہیں۔

مشہد اسلام کا قلعہ

مشہد ،

اسلام کا قلعہ

ایران میں "قم" عہدِ آئمہ علیہم السلام سے دانشگاہ امام جعفر صادق علیہ السلام چلا آ رہا ہے ، سنہ ۲۰۲ھ میں امام رضا علیہ السلام کے مزارِ مقدس نے سناباذ کا نام ہی نہیں بدلا بلکہ اس کا کردار بھی بدل دیا ۔ پہلے وہاں حکومت کا سیاسی اور انتظامی سربراہ رہا کرتا تھا ، اب اس شہر کا نام مشہد قرار پایا ، اور اسلامی سرحد کے سپاہی اسلامی سیاست و ریاست کے سربراہ یعنی علماء کا مرکز بنا ۔ قرآن و حدیث ، فقہ و عقائد کے مدرسے قائم ہوئے اور یہ شہر ، علوم اسلامیہ کا شہر مشہور ہو گیا ۔ مشہد کی اس حیثیت کو کئی مرتبہ چیلنج کیا گیا اور علماء مشہد نے کئی مرتبہ قربانیاں دیں ۔ رضا خاں پہلوی کے دور میں طہران ، ویز و شیراز و اصفہان ، غرض ہر شہرِ علم و علماء میں حکومت کی اسلام دشمنی کے خلاف محاذ لگا ، لیکن مشہد نے حکومت کے کردار اور رضا خاں کی حیثیت کو اتنا بڑا نقصان پہنچایا جس کی مثال ملنا مشکل ہے ؛ وہ بادشاہ جس نے چنگیز خان ، ہلاکو اور نادر شاہ جیسے تاجداروں سے بازی جیتی ۔ لیکن اللہ نے اسے یہ سزا دی کہ جنگِ عظیم میں انگریزوں نے اسے گرفتار کیا ، نامعلوم جگہ لے گئے ، نامعلوم جگہ موت آئی ، کب ؟ اور کیوں کر ؟ یہ راز کسی کو معلوم نہیں ۔ جب خبر چھپی تو نہ کوئی آنکھ روئی نہ کوئی دل دکھا ، عراقی علماء نے کہا ۔ کربلا و نجف ، سامراء و کاظمین میں اسے دفن نہیں کیا جا سکتا ۔ ایرانیوں نے کہا ، مشہد ، قم و امام زادہ عبد العظیم میں دفن نہیں ہونے دیں گے ۔

جولائی سنہ ۱۹۴۴ء[1] تاریخ مرگ بتائی گئی ہے اور سنہ ۱۹۵۰ء میں اسے تہران سے دور، رے کے باہر ایک میدان میں دفن کیا۔ فوج کے پہرے میں مقبرہ بنا اور ہمیشہ فوج ہی کے پہرے میں رہا۔ نہ کوئی فاتحہ پڑھنے والا وہاں جاتا، نہ سیاح قبر کو دیکھ سکتا تھا۔ اس مقبرے کو حضرت عبد العظیم کے مزار سے مربوط کرنے کے لیے ایک ایسی سرنگ نکالی گئی جو اس مقبرے سے مزار اور امام زادہ عبد العظیم کے مزار تک جاتی تھی، اس کے باوجود ایرانی عوام نفرت ہی کرتے رہے اور حکومت اپنے عقیدے کے مطابق ہر لحظہ قبر کی بے حرمتی سے ڈرتی ہی رہی۔

وطن دشمن باپ کے متقبل کو اسلام دشمن حکمران سے بڑھ کر کوئی کیا جان سکتا تھا۔ اس کا حال اس وقت کھلا جب محمد رضا پہلوی ایران سے بھاگا تو ماں باپ کی لاشیں ساتھ لے گیا، لاہور کے روزنامہ مشرق نے ۲۰ مئی سنہ ۱۹۸۰ء کے شمارے میں لکھا:

معزول شاہ ایران کے والد اور والدہ کی نعشوں کو خفیہ طور پر مصر کے شاہی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

قاہرہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۸۰ء کو خبر آئی کہ معزول شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کے والد اور والدہ کی نعشوں کو مصر کے شاہی خاندان کے قبرستان میں خفیہ طور پر دفن کر دیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر محمد رضا پہلوی، ان کی اہلیہ اور خاندان کے دیگر افراد کے علاوہ مصر کے اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ مصر کے اخبار کے مطابق محمد رضا خان پہلوی ایران میں اسلامی انقلاب کے دوران ملک چھوڑتے وقت اپنے والد اور والدہ کے مقبروں سے ان کی نعشیں خفیہ طور پر نکلوا کر اپنے ہمراہ امریکہ لے گئے

---

[1] تاریخ وفات موت کی مدت گزرنے کے بعد شائع ہوئی اور یہ بھی بہت دنوں بعد معلوم ہوا کہ جوہنسبرگ افریقہ میں موت واقع ہوئی۔ نماز کس نے پڑھی پڑھائی؟ غسل کس نے دیا؟ ایرانی کہتے ہیں کہ یہ معمہ ہی رہا ـــــ آج خبر یہ ہے کہ ۲۸ جولائی ۱۹۸۰ء کو محمد رضا خان نے مصر میں جان دے دی وہ مدت سے خون کے سرطان میں مبتلا تھا، دولت دخلوت کام نہ آئی اور لوگوں نے تعزیت کے پیام بھیجنے پر تامل کیا!

تھے اور پھر یہ نعشیں انھوں نے ایک خصوصی طیارے کے ذریعے مصر روانہ کر دی تھیں جہاں انھیں حفاظت سے رکھا گیا ہے۔ اخبار کے مطابق، معزول شاہ ایران رضا شاہ پہلوی نے مصر میں شاہی خاندان کے قبرستان میں اپنے والد اور والدہ کے مقبرے تعمیر کرانے کے لیے حکومت مصر کو پچاس لاکھ ڈالر دیئے ہیں اور ہدایت کی ہے کہ ان کی زندگی میں ان کے لیے ایک عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرایا جائے۔ اس مقبرے میں خود اس نے اپنے لیے بھی قبر کی وصیت کی ہے — اب اس نے مصر ہی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یورپی ممالک سے سرمایہ مصر میں منتقل کر لیا ہے۔ اور مصری منصوبوں میں تقریباً ایک کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے۔"[1]

یہ روزِ بد اسے کیوں دیکھنا پڑا ؟

- رضا خاں نے قرآن اور اسلام کا انکار کیا
- روسیوں کی خوشنودی کے لیے علماء اسلام کا قتل عام کیا۔
- غیر اسلامی تہذیب تمدن نافذ کیا، علماء کے عمامے اور خواتین کے پردے جلائے، جبراً بے پردگی کو رواج دیا۔
- مساجد اور مقدس روضوں کی بے حرمتی کی۔
- مسجد گوہر شاد، صحن امام رضا میں کئی ہزار علماء و عوام پر یوں گولیاں برسائیں کہ در و دیوار خون سے نہا گئے۔ کم از کم ایک ہزار آدمی جاں بحق اور کئی ہزار بے جان اور زخمی ہوئے، حرم امام رضاؑ کو تاراج کیا، گنبد و حرم کو گولیوں سے چھلنی کیا۔
- عزاداری امام حسین علیہ السلام پر پابندیاں عاید کیں، ذاکرین کی زباں بندی کی۔ دینی مدارس معطل کیے، علماء جلا وطن اور کتب خانے برباد کیے۔
- رضا خاں نے پندرہ سال کی عمر میں اس فوج میں بھرتی ہوا جو امریکی مالی مشیر

---

[1] انقلاب ایران بیسویں صدی میں، ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی طبع ۱۹۹۶ء پاکستان ص ۱۶۵

شوستر نے نام نہاد قومی تحفظ کے لیے جدید طرز پر قائم کی تھی۔ شوستر روسی دباؤ کی بنا پر ایران سے چلا گیا لیکن فوج جس مستحکم طریقے پر قائم کی تھی اس کی کارکردگی کے نتیجے میں رضا خان فوجی انقلاب کے ذریعے ایران کے سیاہ و سفید کا مالک ہوا، اور اس کا بیٹا محمد رضا امریکی مفادات کا محافظ اور ملک و ملت کا تاجر بنا۔ اسی لیے آج کا ایران براہ راست امریکہ سے برسرپیکار ہے اور ہر ایرانی پہلوی باپ بیٹے کو امریکہ کا غلام زرخرید جانتا ہے۔ اسی امریکی غلامی سے نفرت کے طور پر اس کا مقبرہ خالی گرا دیا گیا کہ اس عمارت نے شہزادہ عبدالعظیم کی راہ کو کھوٹا کر رکھا تھا۔

○ رضا خاں نے حرم مشہد و حرم معصومہ قم کو اپنی ذات کی جاگیر بنایا اور اسے پروپیگنڈے کے لیے استعمال کیا، متولیوں اور وقف کو کھلونا سمجھا، ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ عورتیں بے پردہ اور مرد آزادانہ آئیں اور ان مقدس روضوں کو تفریح گاہ سمجھیں، ان حرموں میں درس اور مجلس بار بار بند کی گئی، علما اور خطبا کو حرم کے اندر پولیس کے ذریعے بے آبرو کرایا، لیکن ایران کے دیندار اور راسخ العقیدہ مسلمانوں نے ہر مرحلے میں علما کی اطاعت کی اور کبھی کوئی عورت بے پردہ اور مرد تفریحی طور پر داخل حرم نہیں ہوا۔

○ محمد رضا پہلوی نے برطانیہ اور امریکہ سے تخت و تاج کی بھیک لی، امریکہ نے برطانوی اقتدار کی کمزوری اور اپنی سیاسی برتری کے لیے ایران کا سودا کیا، ایرانی عوام مشروطہ کے دور میں روس سے طویل جنگ لڑ چکے تھے، شاہ ایران سمجھتا تھا کہ اگر امریکہ کو بگاڑا تو میں کبھی بھی اقتدار نہیں حاصل کر سکتا۔ امریکہ نے مہرہ تخت پر بٹھا کر، تیل کے کنوؤں، دولت کے چشموں، اور اقتصادیات کے اداروں، زراعت اور آخر میں فوج پر قبضہ کر لیا۔ اب ایران، امریکہ کا ہوائی، بحری اور ایٹمی اڈہ تھا، ایران امریکہ کی ذیلی ریاست تھا امریکہ سیاہ و سفید کا مالک اور ایرانی اس کے غلام تھے۔

○ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب اور تعلیم و تربیت کے اصول میں نصب العین تھا کہ ایران کو اس کی زندہ تاریخ اور زندہ تہذیب سے محروم کر کے

روس اور امریکہ جیسا بے تہذیب اور بے دین بنا دیا جائے ـــــ عمامہ داخل دشنام اور پردہ پسماندگی کی علامت، لڑکے لڑکیاں ہر سطح پر ایک ساتھ بٹھائی گئیں، پڑھنا پڑھانا ہی نہیں تالابوں میں نہانے، اکھاڑوں میں رقص اور کلبوں میں ناچنے کا انتظام ہوا۔

○ مذہب سے وابستگی رجعت پسندی اور سیاہ رجعت کے نام سے یاد کی گئی، اسلام عقائد و قانون کو پرانا نظام قرار دے کر سوسائٹی سے بے دخل کرنے کی مہم کے متوازی اس سے زیادہ پرانے نظام کے احیا کی سعی شروع کی، ایران قدیم کے افسانوی بادشاہوں کے نام ان کے خاک میں دبے ہوئے فرضی محلات، نہ پڑھی جانے والی تحریریں، متعصب یہودیوں کو لاکھوں ڈالر دے کر پڑھوائیں، قدیم سے قدیم تر کی مہم شروع کی، مزدک، کیومرث اور زرتشت کے بارے میں تحقیقی بورڈ بنے۔ یہودی ماہرین آثار قدیمہ اور عیسائی مشنریوں اور زردشتی موبدوں کو دنیا بھر میں امداد دے کر ڈھائی ہزار سال کے گڑے مردے اکھاڑے گئے، پورے ایران میں مجسمے نصب ہوئے، کھنڈروں پر اربوں روپے نچھاور کیے۔ مشہد مقدس کو فردوسی کا شہر بنانے کا منصوبہ تیار ہوا، مشہد کی یونیورسٹی اس لیے قائم ہوئی تھی کہ مدارس دینی ختم ہو جائیں، روضے کے گرد سوگز کی عمارتیں مختلف بہانوں سے گرا کر تمام مدارس، پرانے کتب خانے اور علماء کے گھر مسمار کر دیے۔

○ مشہد میں کلب، سینما، سوئمنگ پول اور سینما کھولے۔ آزادی و آوارگی کے لیے پارک بنوائے، پولیس، سی آئی ڈی، اور کرایے کے بدمعاش اور غنڈے اس کام پر متعین ہوئے کہ شہر کے جوانوں کو آوارگی کی تعلیم دیں۔ منصوبے کا مقصد یہ تھا کہ مشہد بداخلاقی کا اڈہ بن جائے۔ ـــــ آیت اللہ محمد ہادی میلانی، آیت اللہ سید حسین قمی اور آیت اللہ سید حسن قمی جیسے اکابر کو نظر بند کر کے زبردستی من مانی کارروائیاں کرنے لگا ـــــ مشہد مقدس کا زبردستی متولی تھا، خزانے کی چیزیں، وقف کی زمینیں، لاکھوں روپے کی آمدنی خود استعمال کرتا تھا اور ہر در و دیوار پر اپنا نام یوں لکھواتا تھا جیسے اپنی جیب سے روپیہ خرچ کر کے مرمت کرائی ہے۔ نائب

متولی ایسے بے دین اور غلط آدمی بناتا تھا کہ عوام اور علما سر اٹھائیں تو یہ شخص ان کی توہین کرے۔ آخری نائب التولیہ اور گورنر خراسان ولیان تو ایسا شخص نکلا جس نے کتب خانے اور خزانے کو خاصا ناقابل تلافی نقصان پہنچا کر فرار کی راہ لی۔

بُت سازی: مجھے یاد ہے ایک مرتبہ مشہد کے دارالتولیت سے ایک رسالہ بھیجا گیا جس میں جشن میلادِ امام رضا علیہ السلام پر امام کی قدِ آدم تصویر کی نقاب کشائی اور اس تصویر کو فوج کی سلامی کا حال درج تھا۔ میں نے اس پر سخت احتجاجی خط لکھا مجھے معلوم ہے کہ ایران میں بھی اس پر روک ٹوک ہوئی مگر بادشاہ نے اپنی پالیسی برقرار رکھی۔ آخر آیت اللہ ابوالقاسم کاشانی جیسے علما کی مدد سے ڈاکٹر مصدق نے حکومت کا تختہ الٹا اور محمد رضا ایران سے بھاگ گیا، اس واقعہ سے امریکہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، اس نے اپنے خطرناک ادارے سی آئی اے اور جاسوس افراد اور زر خرید فوج کے ذریعے مصدق کی وزارت کا خاتمہ کر کے شاہ کو دوبارہ بلالیا۔ یہ ۱۹۵۳ء کی بات ہے۔ اس واقعے کے بعد امریکہ اور محمد رضا نے قوم کے خلاف سخت ترین رویہ اختیار کر لیا، ۱۹۶۱ء میں امریکہ نے "انقلاب سفید" کے نام سے ایک منصوبہ بنایا۔ محمد رضا نے انتہائی فرمانبردار نوکر کی طرح یہ خطرناک منصوبہ نافذ کر دیا۔ اس کے نتیجے میں ایک طرف تو پیداوار ختم ہو گئی دوسرے یہودی کمپنیوں کے وارے نیارے ہوئے اور سوشلزم قسم کا سخت گھٹن اور کڑی نگرانی و سزا کا نظام عمل میں لایا گیا۔ تیسرے یہ کہ امریکہ نے بڑی خوشی سے ایران کی بڑھ چڑھ کر فوجی امداد فراہم کرنا شروع کی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ قوم کو سبق دیا گیا کہ ایرانی قوم ڈھائی ہزار سال سے شہنشاہیت کے زیر سایہ زندگی گزارتی رہی ہے۔ ایرانیت اور شاہی لازم و ملزوم ہے ___ علما کو راستے سے ہٹا دو ___ عورتوں کو میدان میں لاؤ اور اگر اس سلسلے میں اسلام رکاوٹ بنے تو ووٹر اور امیدوار کے خانے سے اسلام کاٹ دو۔ اور حلف میں قرآن کی جگہ "آسمانی کتاب" لکھ دو کہ

— یہودی اور بہائی، مجوسی اور لادین ممبر اسمبلی میں آئیں اور فرعون کی ہاں میں ہاں ملائیں — فلسطین کی یہودی حکومت تسلیم کر لی جائے کہ مسلمان ملک الگ ہو جائیں
— آیت اللہ خمینی مدظلہ العالی نے شاہ کو ڈٹ کر سختی سے ڈانٹا۔ انھوں نے آئین میں ترمیم اور انقلاب سفید اور اس بارے میں ریفرنڈم کی سخت مخالفت کی اور شاہ کو تار دے کر متنبہ کیا؛ انھوں نے ایک سخت بیان میں قانونی اور اصولی نکات اٹھا کر بادشاہ کے اقدام کو مسترد کر دیا— چنانچہ پہلے بل کی منظوری کے دو ماہ بعد رجب ۱۳۸۲ھ میں اسد اللہ علم وزیر اعظم نے قانونی ترامیم پر عمل روک دیا — لیکن صرف اوپری دل سے۔

۱- حلف برداری میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی کتاب ......
۲- عورتوں کو حق رائے دہی اور امیدوار نمائندہ کی حیثیت ....
۳- غیر مسلم افراد کو الیکشن لڑنے کا حق ......

صاف صاف اعلامیہ کوئی نہ تھا۔

انقلاب سرخ و سفید ناکام ہو گیا

خواتین، طلبہ، تاجر، مزدور حتی کہ انتظامیہ کا موڈ بدل گیا تھا، علماء کی قیادت ابھر کر سامنے آ چکی تھی، قم، مشہد، یزد، تبریز، طہران اور دوسرے مرکزوں پر آیت اللہ خمینی کا مکمل کنٹرول تھا، بادشاہ نے انقلاب سفید نامی امرکی منصوبہ نافذ کرنے کے لیے ریفرنڈم کا راستہ نبایا، مگر آڑے آ گئے — ۲۹ شعبان ۱۳۸۲ھ کو ریفرنڈم ہوا — فضا میں عوام کے نعرے گونج رہے تھے:

"ریفرنڈم مکاری فریب ہے، ریفرنڈم اسلام کے خلاف ہے۔"

مشہد مقدس میں مکمل ہڑتال تھی، لوگ انقلاب سفید اور ریفرنڈم کے خلاف بپھرے ہوئے تھے، انتظامیہ حواس باختہ اور علماء مشہد منتظر نتیجہ تھے پولیس کے شکنجہ میں دبا ہوا شہر اور شہری گرفت سے باہر تھے۔ خراسان، زابل اور سیستان سے ملٹری پولیس، سرحدی پولیس اور ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح ٹرک

مدرسوں، علماء کے گھروں، مسجد گوہر شاد اور حرم امام رضا کے چاروں طرف متعین تھے شہر کا محاصرہ جیسے دشمن پوری بستی کو اڑا دے گا۔ باوردی پولیس کے آدمیوں نے مشہد کی صورت بھی نہ دیکھی تھی، وہ اجڈ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ مدرسہ کہاں ہے؟ عالم کا گھر کس جگہ ہے؟ صحن روضہ اقدس سے کیا مراد ہے؟ — وہ شیروں کی تاک اور حملہ آوروں پر جھپٹنے کے لیے بیٹھے تھے۔ صبح کو ریفرنڈم کا وقت آیا تو سڑکیں سنسان، پولنگ اسٹیشن ویران، اکا دکا کوئی آدمی گھر سے نکل گلی میں آیا، کوئی گلی سے نکل کر سڑک پر پہنچا کہ دیکھیں ریفرنڈم کا حال کیا ہے، تو سرکاری غنڈوں نے پکڑ لیا۔ "چلو ووٹ دو" اور اگر کہیں کوئی شاہ دوست خوشی خوشی رائے دینے بوتھ پر پہنچ گیا تو پھنسا، اب اس کی انکوائری ہو رہی ہے — کون ہے۔ کیا رائے ہے؟ — مخلص ہے — یا مخبر؟ دن گزرا اور ریفرنڈم تمام ہوا تو مشہد والوں کی مخالفت کا حال مشہور ہو گیا۔

قم، مدرسہ فیضیہ پر حملہ

قم کا مدرسہ فیضیہ، شیروں کی کچھار اور اسلام کی حفاظت کا قلعہ، دلیروں کی پرورش گاہ تھا، بادشاہ نے اس سرچشمہ جوش و جہاد کو ختم کرنے کے لیے پولیس اور ساواک کے ہاتھوں طلبہ کو سخت اذیت پہنچانے کا حکم دیا، پولیس نے مدرسے میں لوٹ مار کا بازار گرم کر کے اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی ماری، مدرسہ بظاہر لٹ گیا لیکن دراصل اس کی مرکزیت میں اب مقناطیسی قوت پیدا ہو گئی۔

ریفرنڈم

شاہ کی خصوصی فوج، ساواک، اور مختلف خطرناک اداروں کی نگرانی میں نام نہاد ریفرنڈم ۲۹ شعبان سنہ ۱۳۸۲ھ کو ہوا، قم، طہران، مشہد اور دوسرے شہروں میں شہدائے قم و طہران کا سوگ منایا گیا، ریڈیو اور اخبارات نے ریفرنڈم کے حق میں خوب خوب خبریں نشر کیں، علماء کے خلاف دل بھر کے بہتان طرازیاں ہوئیں اور کچھ دن بعد ریفرنڈم کے نتائج حسب خواہش شائع ہوئے، امریکہ کے صدر کینیڈی نے مبارکباد اور ملت ایران نے نفرین کے پیغام دیے — مگر علماء کے

طریق کار سے بادشاہ بوکھلا گیا۔ رمضان کی آمد تھی، آیت اللہ خمینی مدظلہٗ نے اعلان فرمایا کہ علماء و خطباء رمضان میں احتجاج کریں۔ ایرانی قوم رمضان میں خاص اہتمام کرتی ہے، مسجدیں، قرآن و نماز و وعظ و درسِ اخلاق و تفسیر سے گونجا کرتی ہیں، دن رات نمازیوں کا مجمع رہتا ہے —— اب کی مرتبہ مسجدیں خاموش، غضب فی والجلال بنی ہوئی تھیں، دیہاتوں میں پیش نماز نہ پہنچے اور وہ دور دراز بستیوں میں خطیب نہ گئے تو دیہاتی اور دور دراز مرکز عوام نزاکتِ حال سے بے خبر ہو گئے۔ کسی نے کہا ہمارے مولوی صاحب گرفتار ہو گئے، کسی نے کہا زبان بندی ہو گئی، کوئی کہتا تھا کہ احتجاج ہو رہا ہے۔ کچھ دنوں بعد بعض حضرات مسجدوں میں چلے گئے مگر پوری ملت ملک کی اصل سیاست سے بدظن ہو گئی اور شاہ کے پروپیگنڈے کی قلعی بڑی حد تک کھل گئی۔

اعلان انقلاب

عید الفطر کو مشہد و قم میں خاص مجمع ہوتا ہے لوگ زیارت کو آتے اور علماء کو مبارکباد دیتے ہیں، اب کی مرتبہ قم میں آیت اللہ خمینی مدظلہٗ نے لوگوں سے کہا:

"...... آپ حضرات جہاں بھی ہوں انتہائی متانت و استقامت کے ساتھ حکومت کے خلاف شرع و خلافِ قانون اقدامات کے سامنے ڈٹ جائیں۔ زنگ لگے ہوئے نیزوں اور پرانی سنگینوں سے نہ ڈریں، یہ نیزے بہت جلد ٹوٹ جائیں گے، حکومت ۸ لاکھ عظیم قوم کے مطالبہ کے سامنے دیر تک سنگینوں کے سہارے نہیں ٹھہر سکتا۔ جلد یا بدیر اسے شکست ماننا پڑے گی۔......"

(نہضت امام خمینی در ایران، ص ۲۸۹)

آیت اللہ نے صاف صاف مقابلے کا اعلان کر دیا، مشہد نے آواز پر آواز دی اور آیت اللہ میلانی و آیت اللہ قمی نے تائید فرمائی، فضا میں کشیدگی بڑھ گئی، بادشاہ نے قم اور مشہد کا گھیراؤ کر لیا، آیت اللہ محمد ہادی میلانی اور آیت اللہ سید حسن قمی پر نگرانی سخت کر دی گئی —— سرکاری طور پر پروپیگنڈے کی مہم تیز ہو گئی۔ ریڈیو،

ٹیلیویژن، اخبارات، دفاتر، سفارت خانے، سب نے ہمہ جہتی پروگرام بنالیے۔ — انقلاب سفید — انقلاب شاہ و عوام — علما، رجعت پسند ہیں — ایران متمدن ملکوں کی صف میں داخل ہونا چاہتا ہے، چند مُلّا اسے ترقی کے بجائے پستی میں لے جا رہے ہیں — اتفاق دیکھیے کہ نوروز کا تہوار (۲۵ شوال ۱۳۸۲ھ یعنی روز شہادت امام جعفر صادقؑ کے مطابق آیا۔ علماء نے اس دن کو روز عید منانے کو منع کر دیا۔ آیت اللہ سید محمد رضا گلپائیگانی مدظلہٗ نے فیضیہ میں مجلس منعقد کی، اور ایک مجلس آیت اللہ خمینی کے گھر پر قرار پائی۔ صبح کو آیت اللہ خمینی اور شام کو فیضیہ کی مجلس میں ساواکیوں نے بیس ہزار کے مجمع پر یلغار کر دی۔ مدرسے کے طلبہ کو لاٹھیوں، گھونسوں اور مکوں سے مارا، چھتوں سے نیچے پھینکا۔ اور بہت توہین کی۔

مشہد میں پولیس کی سفاکی

مشہد مقدس میں بھی ۲۵ شوال کو حرم میں مظاہرہ ہوا، اگرچہ حرم میں شاہی فوج کا مورچہ تھا، مگر آیت اللہ میلانی اور آیت اللہ قمی کے شریعت کدے غیظ و غضب کے لاوے کی صورت میں عوام سے بھرے ہوئے تھے۔ پولیس اور ساواک نے یہاں بھی ظلم و ستم کی بارش کی، بڑے بڑے آدمیوں کو گرفتار، اور آیت اللہ میلانی کو نظر بند کیا۔ خطبا اور طلبہ کو مارا اور نکالا۔ مدرسۂ طالبیہ[1] تبریز میں بھی فیضیہ جیسا واقعہ رونما ہوا۔ ان اقدامات نے تاب مقاومت بڑھا دی۔

فوج میں بغاوت

ملک کے خونی واقعات اور علما کے موقف نے ملک کے مخلص عوام کو ہلا دیا۔ اہم بات یہ ہوئی کہ دزفل کی چھاؤنی میں قم و تبریز و مشہد کے واقعات پر ردّ عمل ہوا۔ اور قرآن مجید کی بے حرمتی پر فوجیوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ حکومت نے سزا کے طور پر چھبیس فوجی افسروں کو کورٹ مارشل اور موت کی سزا دی، باقی لوگوں کو سخت تنبیہ کی مگر چھاؤنی میں فوج کے

---

[1] ملک کے تمام مدارس دینی طلبہ پر جو ظلم ہوئے ان کی تفصیل نہ اخبارات میں آئی نہ چھپی نہ طلبہ نے اسے شہرت دی بلکہ وہ لوگ اسے دین کی راہ میں اپنا کردار اور فرض جانتے ہیں۔

اس عمل نے خطرے کو قریب کر دیا۔

مقابلہ ظلم و صبر

حضرت امام المجاہدین والفاتحین امیر المؤمنین نے فرمایا ہے: "مومن کے لیے اس کا مظلوم ہونا کوئی ذلت کی بات نہیں۔" صبر و استقامت کی تلوار ظلم کے حملے ناکام کر دیتی ہے۔ سید خمینی نے یہی درس دہرایا۔ ادھر طہران و قم و تبریز کے واقعات پر آیت اللہ خمینی نے علما کو تعزیت کے ساتھ ساتھ خبروں سے مطلع کر کے اطمینان دلایا کہ حکومت لرز رہی ہے، مقابلہ جاری رکھیے۔ علما و مراجع عراق ہمارے ساتھ ہیں۔ ہڑتال کیجیے۔ خاموش و پر امن احتجاج کرتے رہیے۔ شہیدوں کا چہلم ہوتا رہے، یہ مجلسیں حکومت کے ظلم کا علاج بھی ہیں اور جوابی حملہ بھی۔ مشہد کے علما و خطبا خصوصاً شیخ احمد کافی اور آقائی ہاشمی نژاد اس پیغام کو پھیلانے میں پیش پیش تھے۔

محرم ۱۳۹۲ھ آگیا اور جذبۂ شہادت وحمایت دین نے نئی روح پائی۔ امام باڑوں پر پہرے لگے، جلوسوں پر پابندیاں عائد کی گئیں، ماتمیوں پر حملے ہوئے جس کے جواب میں لوگوں کی زبان پر نئے نعرے آ گئے:

رہبر ما خمینی ——— جہاد ما حسینی ——— خمینی خمینی ———
خمینی تو فرزند حسینی ——— خمینی بت شکن ———

پولیس افسر کا قتل

مشہد میں دوسرے شہروں کی طرح پابندی کے باوجود جلوس پر جلوس عزا نکلے۔ در و دیوار پر پیام خمینی لگا، پولیس غضب ناک ہو کر حملے کر رہی تھی۔ ایک افسر نے بڑھ کر جلوس کے سامنے آیت اللہ خمینی کا پیام دیوار سے نوچ لیا، عوام نے اس توہین کو دیکھ کر پولیس کو مارا، اور وہ افسر موقع پر مر گیا۔ چونکہ اس مرتبہ شہروں اور دیہاتوں میں علما و ذاکرین کی زبان بندیاں تھیں، لوگ کربلا جا نہیں سکتے تھے لہٰذا مشہد میں محرم کی مخصوص مجمع اندازے سے زیادہ تھا، خطیبوں نے دل کھول کر شاہ کے خلاف تقریریں کیں۔ لوگوں کو درسِ حسینی سے سرشار کیا اور لوگ مرنے پر کمربستہ ہو گئے۔

قم میں عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی یاد میں قیامت خیز مجلسیں ہوئیں اور ایسے بیان ہوئے جن سے بادشاہ اور حکومت کے منصوبے اور پروپیگنڈے عوام کے علم میں آ گئے۔ حضرت آیت اللہ خمینی کی تقریر نے حکومت پر وہ کاری ضرب لگائی کہ ایوان لرز گئے، علما کیا چاہتے ہیں؟ حکومت کیا چاہتی ہے؟ اب تک دین و ملت کے ساتھ کیا ہوا؟ آئندہ قوم اور وطن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ محرم کیا چاہتا ہے؟ آپ کو کیا کرنا چاہیے؟ تقریر کیا تھی ایک قیامت تھی، عوام کی آنکھیں کھل گئیں اور بادشاہ حواس باختہ ہو گیا۔

مشہد میں آیت اللہ سید حسن قمی کی تقریر بھی زلزلہ افگن تھی۔ اس کے بعد مدرسہ نواب (مشہد کا تاریخی مدرسہ) تحریک کا مرکز ظلم کا نشانہ بنا۔

آیت اللہ خمینی، آیت اللہ قمی، آیت اللہ محلاتی گرفتار

۱۵ خرداد / ۱۲ محرم ۱۳۸۳ھ کی رات

کو فوج نے شب خون مارا اور حضرت آیت اللہ خمینی کو صبح سے پہلے رات کے اندھیرے میں گھر میں گھس کر گرفتار کر لیا، صبح کو ہزاروں مرد و زن قم میں اور اس سے زیادہ طہران، مشہد، شیراز والے اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور فوج نے ان نہتوں کو بھون دیا خون کے دریا اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ قم ایران کا سب سے بڑا مقتل بن گیا۔

"یا مرگ یا خمینی ــــ مرگ بر شاہِ مسلمان کش ــــ مرگ بر دیکتاتور ــــ"

کے نعروں سے فلک گونج گیا۔ مشہد میں ــــ آیت اللہ میلانی اور آیت اللہ قمی کے گھروں کا فوج اور پولیس نے گھیراؤ کر لیا کہ عوام سے ان کا رابطہ کٹ جائے۔

قم اور طہران میں ۱۵ خرداد، ۱۲ محرم، ۵ جون ۱۹۶۳ء دینی طلبا اور عوام کی قربانی کا دن تھا، اس کے بعد مشہد میں ۱۷ خرداد کو پھر طہران میں فوج یوں حملہ کر رہی تھی جیسے دشمنوں پر یلغار ہے۔ اور اجنبی قوم کو کچلا جا رہا ہے ٹینک نہ دل پر اور بکتر بند گاڑیاں مُردوں کی لاشوں پر دوڑ رہی تھیں، ہزارہا، برقعہ پوش خواتین

بچوں کو لیے ـــــ ماشاہ نمی خواہیم ـــــ قرآن همی خواہیم ـــــ ہم شاہ نہیں چاہتے ـــــ ہمارا مطالبہ قرآن ہے ـــــ شاہ مردہ باد ـــــ شیراز میں آیت اللہ محلاتی کی رہبری میں عوام نے بیش بہا قربانیاں دیں۔ قم، طہران اور شیراز پندرہ خرداد کے معرکوں میں آگے رہے۔ قم میں چار سو، شیراز میں چار سو سے کچھ کم، طہران میں چھ سو کے قریب، اندازہ ہے کہ پندرہ ہزار آدمیوں نے آقای خمینی کی رہائی کے لیے جانیں قربان کیں ان کا نعرہ تھا ـــ ماخواہان آزادی رہبر خود ہستیم ـــ ہم اپنے رہنما کی آزادی چاہتے ہیں ـــ نابود باد دشمنان اسلام ـــ اسلام کے دشمن مردہ باد ـــ اللہ اکبر ـــ

علما کا نیا حملہ

خبروں پر سنسر، افواہوں کا زور، علماء کے خلاف طوفان، امریکہ، برطانیہ اور روس، تمام اسلام دشمن شاہ کی حمایت پر اتر آئے۔ دنیا بھر کے نشری ادارے خبروں اور تبصروں سے رائے عامہ کو بدل رہے تھے، خود ایرانیوں پر صورت حال واضح نہ رہی۔ علماء کے نام سے جھوٹے بیان چھپ رہے تھے، جن میں کہا گیا تھا کہ چند شرارت پسند لوگ ایران کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں ـــ آقای خمینی اور آقای قمی شہرت کے طلبگار ہیں۔ چند علما شورش کر رہے ہیں کسان دشمن لوگ انقلاب سفید ناکام کرنا چاہتے ہیں ـــ اکثر علما حکومت کے ساتھ ہیں۔
ان افواہوں کا پردہ چاک کرنے علما اور عوام کا اتحاد ثابت کرنے کی خاطر اسلام دشمن منصوبوں کو مٹانے اور آیت اللہ خمینی کو رہا کرانے اور عوام کو موت سے بچانے کے لیے ملک بھر سے بڑے بڑے علماء طہران آئے اور اس سفر کو "ہجرت" نام دیا، ان کا اعلان تھا کہ "آقای خمینی کو رہا کر دیا ہمیں گرفتار کر لو" اس اقدام نے عوام کو صحیح صورت حال سے نہ صرف باخبر کیا بلکہ انھیں جرأت و استقلال کا سبق بھی دیا، عوام کو یقین ہو گیا کہ علما ہمارے آگے ہیں۔ علما ہمارے قائد ہیں، علما متحد ہیں اور بادشاہ واقعا عوام کو دھوکا دے رہا ہے۔

بادشاہ کی شکست اور علماء کی رہائی

حکومت نے ایک روز شکست کھائی، علما ایک عرصے کے بعد طہران چھوڑنے پر مجبور

کیے گئے، انھیں جبراً اٹھایا گیا اور مشہد کے عظیم مجاہد، آیت اللہ سید حسن قمی اور شیراز کے رہبر انقلاب آیت اللہ محلاتی کو گرفتار کر لیا گیا۔ قید میں آقائے خمینی پر بڑی سختیاں کیں مگر الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ سزا نے کام کیا، آیت اللہ قمی کو آقائی خمینی مدظلہ کے ساتھ بھی رکھ کر دیکھ لیا کہ ان میں سے کوئی بھی حکومت باطل کے سامنے جھکنے والا نہیں، آخر حکومت نے علما کے سامنے ہتھیار ڈالے اور جمعہ ۱۱ مرداد، ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۳ ہجری، ۲ اگست ۱۹۶۳ء کو آیت اللہ خمینی جیل سے رہا ہو گئے۔ مگر انھیں قم کے بجائے طہران سے بارہ کیلومیٹر دور داؤدیہ میں ٹھہرایا۔ خبر رہائی سنتے ہی علما و عوام داؤدیہ امنڈ آئے اور حکومت پھر بوکھلا گئی اس لیے داؤدیہ سے قیطریہ میں نظر بندی کا اہتمام کیا۔ مطلب یہ تھا کہ عوام کو تھکا دیا جائے۔

۲۵ شوال کو پورے ایران میں واقعہ فیضیہ کی یاد منائی گئی اور ملک پھر خاک و خون میں نہایا، بادشاہ مستقبل سے بے خوف تھا اس نے الیکشن کرانے کے بعد اسد اللہ علم کی وزارت کو نیک نام کرنے کے لیے ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۴ء کو مکمل طور پر آیت اللہ خمینی کو رہا کر دیا۔ لوگ پھر باہر نکل آئے اور توپوں کی گرج اور گولیوں کی بارش میں ایک مرتبہ اور خون کے دریا بہے۔ مشہد نے اس مرتبہ بھی اپنا کردار دکھایا اور زبردست احتجاج کیا۔ جوانوں نے قربانیاں دیں۔

اس درمیان میں کیپی چولیشن کا بل پاس ہو چکا تھا جس کی رو سے امریکہ کو ایرانی قوم اور ایرانی قانون دائمیں پر برتری بخشی گئی تھی، آقائی خمینی نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۳۸۴ھ کو حکومت کے اس فیصلے کے خلاف قوم کو ابھارا اور اس معاہدے کو مسترد کرنے کی اپیل کی۔

جلاوطنی رہبر بزرگ

۲۹ جمادی الثانیہ ۱۳۸۴ھ ۴ نومبر ۱۹۶۴ء کو بادشاہ نے اپنے نزدیک آقائی خمینی پر آخری حملہ کیا یعنی گرفتار کر کے ترکیہ بھیج دیا۔ اس واقعے نے پوری دنیا کو ہلا دیا، عوام ا

خواص اور علماء ایران و عراق خاص طور پر حکومت سے ناراض ہو گئے جنھوں نے بادشاہ کی سخت مذمت کی اور احتجاج کا نیا سلسلہ قائم ہو گیا۔

آیت اللہ شیرازی نے اساتذہ و طلبہ قم کے خط کا صفر ۱۳۸۵ھ کو نجف سے جواب لکھا جس میں حکومت کے رویے پر کڑی تنقید کی اور اسے مفسد فی الارض اور اس کی عدالتوں کی قانونی حیثیت کو مسترد کیا۔ ان کے خط کا تیور مجاہدانہ اور دلیرانہ تھا۔

آیت اللہ خمینی نجف میں

علما کی سخت پالیسی اور عوام کے روز افزوں دباؤ سے گھبرا کر، سترہ مہینے بعد ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مارچ ۱۹۶۶ء کو حضرت آیت اللہ خمینی ترکیہ سے نجف اشرف بھیج دیے گئے۔ جہاں ان کی تشریف آوری پر زبردست خوشی منائی گئی، مگر علماء ایران نے عوام سے کہا اور حکومت کو اپنا موقف یاد دلایا کہ حضرت آیت اللہ العظمی کا نجف بھیجنا، جلاوطنی کا خاتمہ نہیں ہے۔ ہمارا جہاد جاری ہے۔ ہم آیت اللہ خمینی کی اس جلاوطنی کو برداشت نہیں کریں گے۔

مشہد سے آیت اللہ قمی کا اعلامیہ

۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ کو حضرت آیت اللہ حسن قمی مدظلہ العالی نے مسلمانان ایران کو پیام دیا کہ حضرت آیت اللہ خمینی کی نجف میں تشریف آوری سب کی خوشی کا باعث ہے ہم بھی خوش ہیں کہ وہ زیارت مشاہد مشرفہ سے شادکام ہیں اور پابندیاں بھی تھوڑی سی کم ہوں گی انھیں کسی قدر کام کرنے کا موقعہ ملے گا، مگر دو باتیں نہ بھولیے:

(۱) عراق میں موصوف کے ہونے سے جلاوطنی ختم نہیں ہوتی۔

(۲) اس مقدس جدوجہد میں اگرچہ علما کو حکومت پر فتح حاصل ہوئی اور انھوں نے خطرناک سرکاری منصوبوں کو روک دیا لیکن اسلام و قرآن و استعمار کے خلاف، مسلمانوں کے حقوق اور گھٹن نیز جس مقصد کے لیے حضرت آیت اللہ کو ترکیہ جلاوطن

کیا گیا تھا وہ صورت حال باقی ہے لہٰذا ہماری جدوجہد جاری ہے ہم بارگاہ خداوندی سے دعا اور حضرت ولی عصرؑ سے امداد کی تمنا کرتے ہیں تاکہ یہ جدوجہد منزل کامیابی تک پہنچے۔

انقلاب کا نیا مرکز نجف اشرف

آیت اللہ خمینی ایران سے نکلے اور تحریک انقلاب ان کے ساتھ ترکیہ پہنچی، ترکیہ سے عراق منتقل ہوئے تو انقلاب اسلامی ایران کی تحریک بین الاقوامی سطح پر پھیل گئی۔ آقای خمینی مدظلہ نے عراق سے بیان اور خطوط کے ذریعے تمام دنیا میں بسنے والے ایرانیوں کو پیغام دینا شروع کیے اور خود عراق و عرب میں شاہ ایران اور یہودی اتحاد کے خلاف آواز اٹھائی۔

ایران میں طلبہ، دانشور، کاریگر، مزدور، تاجر اور لیڈر متحد ہوتے اور آقای خمینی کے پرچم تلے جمع ہوتے گئے، آقای سید محمود طالقانی، آقای حسین علی منتظری، آقای محلاتی، آقای خلخالی، آقای حسین نوری، آقای مطہری اور آیت اللہ قمی و آیت اللہ محلاتی کارواں انقلاب اسلامی کا پرچم لیے آیت اللہ خمینی کے پیچھے بڑھ رہے تھے۔

مشہد مقدس میں آیت اللہ میلانی بڑھاپے اور ضعف اور ناخوشگوار ماحول کے باوجود ایک مرکز کو سنبھالے تھے اور آیت اللہ سید حسن قمی مدظلہ مشہد سے آواز بیدارباش بلند کر رہے تھے۔ وہ قید ہوئے اور رہائی پائی، حکومت نے ڈرایا دھمکایا، طرح طرح کے آزار دیئے لیکن ان کے پائے استقلال مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے۔

نجف میں آیت اللہ سید عبداللہ شیرازی بھی موجود تھے[1] وہ سالار احرار بھی

---

[1] آیت اللہ شیرازی اگرچہ نجف میں تھے مگر آیت اللہ خمینی کی حمایت میں ان کے بیانات ایران پہنچتے رہتے تھے۔ دیکھیے "بررسی و تحلیل از نہضت امام خمینی در ایران" ص ۸۲۱، حکومت پر سخت حملے اور مذمت آقای خمینی کی حمایت، مکتوب صفر ۱۳۸۵ھ۔

صورت حال سے نپٹنے کے لیے تیار تھے، عراق میں بعثی حکومت برسراقتدار تھی اس کی ہر صبح علما کے خلاف اور ہر شام دین کے خلاف منصوبے بناتی تھی۔ یہ علما اس محاذ پر بھی دفاع کر رہے تھے۔ بادشاہ ایران کے ساواکی اور صدر عراق کے غنڈے علما کو ذہنی اذیتیں پہنچا رہے تھے۔ آخر آیت اللہ سید محسن الحکیم کے خاندان اور حوزۂ علمیہ نجف پر یلغار ہوئی، شب سہ شنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو آیت اللہ حکیم نے رحلت کی اور نجف پر بعثی حکومت کی گرفت اور مضبوط ہوئی۔

ایران میں، حکومت عوام کے گلے دبا چکی ... اہل قلم کے قلم روک چکی اور خطیبوں کی زبان بند کر چکی تھی مگر دلوں پر آیت اللہ خمینی کی حکومت تھی۔ آیت اللہ الحکیم کے بعد ان کے مقلدین کی بڑی تعداد آقائے خمینی کی تقلید میں آ گئی اور مشہد نے ان کی حمایت کی۔

آیت اللہ میلانی کی رحلت

جمعہ، ۳۰ رجب ۱۳۹۵ھ کو آیت اللہ العظمیٰ سید محمد ہادی میلانی نے رحلت کی جس سے مشہد کو جھٹکا لگا، مگر ایک تو جناب آقای قمی موجود تھے دوسرے مشہد کے مقلدین آقای میلانی بھی آقای خمینی کی تقلید میں آ گئے۔ اس طرح مشہد میں آقای خمینی کے حامی بڑھ گئے۔

آقای محمد تقی شریعتی

مشہد میں نوجوانوں کی حرارت و قوت عمل کو منظم کرنے کے لیے استاد محمد تقی شریعتی کے خدمات بھی ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے ان کا ادارہ "کانون نشر حقائق اسلامی" خراسان میں بہت موثر آواز رکھتا تھا، اس ادارے کی تعلیم و تربیت نے بہت سے جاں باز پیدا کیے مثلاً جناب طاہر احمد زادہ، جن کے دو فرزند مسعود احمد زادہ اور مجید احمد زادہ شہید انقلاب اسلامی ہوئے[1]

علما کے اثر و نفوذ اور حوزۂ علمیہ کو ختم کرنے کے لیے مشہد یونیورسٹی قائم

---

[1] محمد رضا حکیمی، تفسیر آفتاب ص ۲۱۸، ۲۱۹

کی گئی تھی، مگر خاموش اور انتھک ارباب دین و دیانت کی سعی کامیاب سے اسلامی تحریک اس یونیورسٹی میں کمزور نہ ہونے پائی اور آخر آیت اللہ محمد ھادی میلانی کی وفات سے ایک خلا پیدا ہوا تو اللہ نے حضرت آیت اللہ شیرازی کو بھیج دیا۔

آیت اللہ شیرازی کی مشہد میں آمد

آقای سید عبد اللہ شیرازی مدظلہ العالی نجف سے مشہد سے اس وقت پہنچے جب ایران فیصلہ کن خاموش جنگ کے لیے تیار تھا، آقای حاج سید عبد اللہ شیرازی چونکہ عراق سے آئے تھے اس لیے ایرانی ان کی زیارت کو ٹوٹ پڑے وہ مدت سے زیارت عتبات کے لیے تڑپ رہے ہیں، جب ایرانی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص نجف و کربلا سے آیا ہے تو وہ اس سے یوں چمٹتے اور ملتے ہیں جیسے کوئی بچھڑے ہوئے محبوب سے ملے، پھر سید تو نجف میں درس خارج بھی دے رہے تھے۔ لہٰذا طلبہ اور عوام نے حلقہ کر لیا۔

انقلاب نے کروٹ لی اور نقشہ بدل گیا

۸ ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو نجف اشرف میں حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ کے فرزند بزرگ، مجاہد و مفکر، عالم جلیل و معظم حضرت مولانا الحاج سید مصطفیٰ ساواک کے منصوبے اور شاہ کے اشارے پر شہادت سے ہم کنار ہوئے۔

اس خبر نے ساری دنیا میں آگ لگا دی۔ شاہ سے نفرت اور حکومت ایران سے بیزاری کی لہر دوڑ گئی، مجالس ترحیم کا سلسلہ شروع ہو گیا، حکومت نے پورا زور لگایا کہ طوفان نہ اٹھنے پائے مگر انقلاب نے کروٹ لی اور سید حسینی کا خون ناحق رنگ لایا۔ لوگ حج کرنے گئے تو آیت اللہ العظمیٰ مجاھد بزرگ، قائد بے مثال کو تعزیت دینے بھی حاضر ہوئے، یہ لوگ اور خود عراق کے حاجی، حج کے موقعہ پر جمع ہوئے تو خبروں اور منصوبوں کا حال کھلا جب ایرانی حج کر کے اپنے وطن واپس آئے تو محرم قریب تھا۔ اب کی سال محرم کے مراسم اور مجالس پر پابندیاں اور زیادہ

سخت بعتیں ، مشہور واعظ وخطیب جلاوطن یا نظر بند تھے ۔ اس گھٹن میں شیعہ اور زیادہ متنعد ہو گئے اور ہر سال سے زیادہ شدومد کے ساتھ شہید کربلا کے مقاصد اور سید خمینی پر ڈھائے جانے والے ظلم کا تذکرہ ہوا ، اور مجلسیں غیر روایتی طریقے پر جلسوں کی صورت اختیار کر گئیں ۔

بند ٹوٹ گیا

۲۷ محرم ۱۳۹۸ھ ، ۷ جنوری ۱۹۷۸ء ۱۷ دی ۱۳۵۶ ش کو روزنامہ اطلاعات میں حضرت آیت اللہ العظمی کے خلاف ایک جھوٹا اور اشتعال انگیز مضمون کا چھپنا تھا کہ قیامت آ گئی ۔ اخبار دیکھتے ہی قم کے طلبہ مدرسوں سے باہر نکل آئے ، اساتذہ سے ملے ، اساتذۂ کبار نے بھی غم و غصے کا اظہار کیا ، ۲۸ محرم کا دن احتجاج میں گزرا ، ۲۹ محرم کو " خدا اور امام زمانہ کے سپاہیوں " نہتے اور پرامن طلبہ اور علما پر درندہ صفت شاہی نوکروں نے فوجی ساز وسامان کے ساتھ بھرپور حملہ کر کے انسانیت کو پامال کر دیا ۔

اس خبر سے دنیا بھر میں آگ لگ گئی پورا ایران منظم و متحد ہو کر سڑکوں پر نکل آیا ، طلبہ قم کی حمایت میں تار ، قراردادیں ، بیانات ، مجلسوں اور جلوسوں کا سلسلہ قائم ہو گیا ، ۷ جنوری ۱۹۷۸ء سے جون کے آخر تک قم ، تبریز ، طہران ، مشہد ، شیراز ، اصفہان غرض ہر شہر میں فوج اور پولیس ، بچوں ، جوانوں ، عورتوں اور بوڑھوں کو گولیوں سے چھلنی کرتی ، ٹینکوں سے کچلتی رہی اور کارواں آگے بڑھتا رہا ۔

قم میں آیت اللہ گلپائگانی ، آیت اللہ شریعت مدار ، اور آیت اللہ مرعشی مدظلہم کے گھروں پر پولیس کے دھاوے روزمرہ بن گئے ۔

آیت اللہ شیرازی کے مکان پر حملہ

مشہد میں آقای شیرازی کے شریعت کدے پر حملے ہوئے ، ٹیلیفون کاٹ دیا گیا ان کے فرزند محترم کو گرفتار کیا ۔ مگر آیت اللہ سید عبد اللہ شیرازی مجالس فاتحہ خوانی کرتے اور برستی گولیوں میں جلوسوں کی قیادت فرماتے رہے ۔ آپ نے محرم کے خونیں واقعے سے لے کر آخر تک قم کی آواز پر آواز دی ، تحریک کی طاقت میں

اضافہ کیا، عوام کے ساتھ رہے، حکومت اور طاغوت پر تنقید و تنبیہ کے لیے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ زیر نظر کتاب میں آپ کو ہر مصیبت پر آیت اللہ شیرازی کا تار، ہر نازک موقعہ پر بیان اور ہر منزل پر اعلامیہ ملے گا، اس ذخیرے سے آیت اللہ شیرازی مدظلہ کی ہمہ جہت جد و جہد اور ہمہ وقت مستعدی کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ یہ بیانات بجائے خود طوفان انگیز تھے، مگر ان بزرگوں نے بیانات ہی پر اکتفا نہیں کی مشہد میں اور بیرون مشہد خطبا کی ہمت افزائی بھی کی ان ساتھ دیا، ان کو قریے قریے، بستی بستی پھیلا دیا، ان خطیبوں نے ملک کے کسی گوشے میں بھی فتنہ پروروں اور شاہی جاسوسوں کو سر نہ اٹھانے دیا، پولیس اور فوج، پریس اور ساواک جہاں جہاں دست رس حاصل کرتی تھی وہاں وہاں شعلہ بیان اور حق گو خطیب پہنچ کر حکومت کے پاؤں اکھا دیتے تھے۔ اس کے جواب میں حکومت دوڑ دھوپ کرنے والے جوانوں اور جواں ہمت خطیبوں کو تاک تاک کر نشانہ بناتی اور جب بھی ممکن ہوتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی تھی۔

مشہد کی زبان گویا:

خطیب شعلہ بیان، فاضل نوجوان، صالح و متقی، انسان دوست و حق گو، اسلام کے لیے جان پر کھیل جانے والے، ظالم سلطان اور جابر حکام سے نہ ڈرنے والے عابد و زاہد، ثقۃ الاسلام و المبلغین، عماد الملۃ والدین حاج احمد کافی، مشہد کے باشندے تھے وہ اسی شہر مقدس میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۰ھ ان کی تاریخ ولادت ہے، ان کے دادا مشہد کے جلیل القدر عالم تھے۔ گھر کا ماحول دینی حمیت اور جذبۂ خدمت اہل اسلام سے سرشار تھا، شیخ احمد، فطرت میں جذبۂ بیدار، عزیمت بے کراں اور طبع فروزاں لے کر آئے تھے بچپنے ہی سے تقریریں کرتے اور حرارت پیدا کرنے کی قوت رکھتے تھے۔ صحن حرم میں دعائے کمیل پڑھتے

اور فوگ کہرام برپا کر دیتے تھے۔ انھوں نے ۱۳۶۶ھ میں گھر کی تعلیم مکمل کر کے نجف کا رُخ کیا، جہاں آیت اللہ مدنی اور آیت اللہ خوئی کے درس خارج میں حاضر رہے اس کے بعد وطن واپس آئے تو لوگوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا، آقای کافی نے بھی اپنے اخلاق و کردار بیان اور ایثار کے ہاتھوں لوگوں کے دلوں میں گھر بنا لیا۔ انھوں نے عوام کی دینی غیرت بیدار کی، حمایت اسلام کے لیے انھیں تیار کیا۔ یوں تو وہ ملک کے گوشے گوشے میں گئے مگر طہران میں خاص طور پر زیادہ رہے اور اپنے اثر آفرین بیانات سے دینی انحراف، اخلاقی منکرات لامذہبیت اور آزاد خیالی پر کاری ضربیں لگائیں۔ انھوں نے شریعتوں اور بدعتیوں کے ساتھ مصالحت قبول نہ کی، خالص اسلامی حقائق کی اشاعت کے لیے مسجدیں بنوائیں، امام باڑے آباد کرائے۔ خیابان امیریہ میں ایک ہزار میٹر سے زائد زمین لے کر ادارۂ مہدیہ قائم کیا۔ شب جمعہ و روز جمعہ طہران کے ہزاروں رضاکاراں حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفدا اس مرکز میں جمع ہوتے تھے، شیخ احمد کافی علیہ الرحمۃ درد انگیز اور جوش آفریں زبان اور طوفان خیز لہجے میں تقریر کرتے اور لوگ دل کی گہرائیوں سے پکارتے تھے — یا ابن الحسن — تو آسمان کے فرشتے بھی شریک فریاد ہو جاتے تھے۔

جناب شیخ احمد کافی نے ادارۂ مہدیہ میں ایک شعبۂ علاج امراض مزمنہ بھی رکھا تھا، جہاں بڑے اعلیٰ پیمانے پر، سرطان اور دق و سل کا خاص طور پر علاج ہوتا تھا، علاج ابدان کے ساتھ اصلاح اذہان کے لیے قرآن و فقہ کی درس گاہ اور جوانوں کی تربیت کا اہتمام الگ تھا۔ ان خدمتوں کی بنا پر ان کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ اپنی مؤثر جمعیت کے ساتھ تحریکیں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ حکومت ان سے ہراساں اور ساواک ان کی تاک میں تھی، جولائی ۱۹۷۸ء شعبان ۱۳۹۸ھ کو جناب مولانا شیخ احمد پر ایک ٹرک نے حملہ کر کے جان لے لی، سولہ شعبان ۱۳۹۸ھ کو مشہد والوں نے اپنے محبوب

خطیب کا جنازہ بڑی شان سے اٹھایا۔ شہر اور مضافات کی خلقت امنڈ آئی۔ علماء و طلبہ تاجر و مزدور اور دانشور سب ہی شریک مشایعت تھے، بپھرا ہوا مجمع اپنے شہید کی میت لیے جا رہا تھا، تمام شرکاء خالی ہاتھ تھے ـــــ مگر انتظامیہ کی نگاہوں کے سامنے تخت شاہی کی چولیں ہل رہی تھیں۔ اچانک پولیس نے زبردست حملہ کر کے خون ریز تصادم کا آغاز کر دیا، سات ماہ میں مشہد کے عوام پر پانچ حملے ہوئے ان میں سب سے بڑا یہ حملہ بھی عوام نے ناکام بنا دیا، اگرچہ متعدد افراد جاں بحق ہوئے اور پولیس نے مشہد کے تاریخی مدرسے میں گھس کر پہلے طلبہ اور علما کو مارا اس کے بعد بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا مگر اس سے مشہد کے دلیر، ڈرنے کے بجائے مرنے پر کمربستہ نظر آئے، دین پر جان دینے کا شوق اور علماء دین کے حکم پر سر جھکانے کا ذوق تھا کہ ٹمینک زندوں اور شہیدوں کو پیستے رہے مگر مسلمانوں کا شوق شہادت بڑھتا گیا اسی پس منظر میں جناب شیخ احمد کافی دفن کر دیے گئے مگر ان کا مشن زندہ ر

خواتین کا کردار

ایران کی برقع پوش خواتین نے دراصل مردوں سے بڑھ کر کام کیا۔ دھوپ اور گرمی، روزہ اور نماز سر حالت میں وہ اسلام کے لیے سینہ سپر تھیں، بڑے بڑے جلوسوں میں بچوں کو گودیوں میں لیے ـــــ اللہ اکبر ـــــ اسلام دین ما ـــــ قرآن آئین ما ـــــ خمینی رہبر کہتی گولیوں کی بارش میں خون کے دریا عبور کرتی رہیں۔ کسی خاتون کو روک کر پوچھا ـــــ خانم، بچہ را چرا آوردی، مگر بچہ ات عزیز نیست ؟ بہن، یہ بچہ کیوں لے آئیں، بچہ تمھیں پیارا نہیں ؟ ـــــ کہنے لگیں، تمھیں معلوم نہیں، حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے سبق دیا ہے کہ جب دین پر وقت آئے تو بچوں کو عزیز نہ رکھنا ـــــ یہ جوان جو مر رہے ہیں کیا ہماری اولاد نہیں ہیں ـــــ

۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو شرکاء جنازہ پر فائرنگ

ایران میں تیل کی راشن بندی کا

حکم دے دیا گیا۔ اس اقدام سے شاہ کی حکومت و انتظامیہ کو سنگین صورت حال سے دو چار ہونا پڑ رہا ہے۔

آج تہران، مشہد، تبریز اور شیراز سمیت متعدد شہروں میں شاہ کے خلاف زبردست مظاہروں میں فوج سے جھڑپیں بھی ہوئیں۔

تہران میں گزشتہ روز فوج کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والوں میں کم از کم پانچ افراد کے جنازوں کا جلوس نکلا، فوج نے اس جلوس پر آدھ گھنٹے تک فائرنگ کی۔

آج تہران میں فوج کی جو تعداد دیکھنے میں آئی ہے وہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہیں گئی۔ پیدل چلنے کے راستوں پر گاڑیوں اور کانوں کا تانتا بندھا رہا۔ خودکار رائفلوں کے چلنے کی آوازیں، آنسو گیس کے گولے پھٹنے کے دھماکے اور ان میں مظاہرین کے نعروں کی صدائیں فضا میں گونجتی رہیں۔

آج ایران کی فضائی کمپنی کے عملے نے بھی غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کردی۔

آج رات گئے ان ساٹھ ستر پروفیسروں کو گرفتار کر لیا گیا جو گزشتہ چار دن سے وزارت تعلیم کے دفتر میں دھرنا مارے بیٹھے تھے۔ فوج کے حکم سے انھیں ہتھکڑیاں بھی پہنائی گئیں اور مارا بھی گیا۔

(امروز، لاہور، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ء)

جوانوں کا جذبہ

۹ جنوری ۱۹۷۹ء کے گارڈین (لندن) کا نمائندہ مشہد کے خونیں مناظر دیکھنے آیا، اس نے فوج کی دراز دستیاں دیکھیں، علماء نے فوج سے شہر کیوں کر چھینا، یہ داستان سنی۔ وہ لوگوں سے ملتا، گلیوں بازاروں سے ہوتا ایک نعش پر پہنچا جس کے پاس سے ایک تحریر برآمد ہوئی:

"میرا نام رحیم سلطانیاں ہے، میرے والد کاشان میں نانبائی ہیں اگر

میں مارا جاؤں تو انھیں خوشخبری سنا دی جائے کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔

زندہ باد خمینی ——— مرگ بر شاہ "

ننانوے فیصد زن و مرد، جوان بوڑھے پابندِ دین اور بہ نیت کمکِ مذہب جلسوں جلوسوں میں آتے تھے، وہ نمازیں پڑھتے تھے تکبیریں کہتے تھے — ایک بھی کارگر، مزدور، سرمایہ دار اور اس قسم کے دوسرے نعروں یا تصورات سے آشنا نہ تھا۔

جواں لڑکیاں اور یونیورسٹیوں کی طالبات ایک ایک لاکھ کے جلوس میں آئیں مگر سب چادر اور برقعے میں — اس کے بعد بھی یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی کہ یہ انقلاب اسلامی نہیں ہے — انقلاب مردم و میہن تھا۔ انقلاب کارگر و ضائع تھا — یہ کہنا خونِ شہیداں ایران کا مذاق اڑانا ہے۔

انقلابات اسلامی ایران کے امتیازات

- غیر مسلح جدوجہد اور قربانی کا نتیجہ ہے۔
- فوج انقلابیوں سے نہیں ملی۔
- انقلابی فقط شاہ کے خلاف نہ تھے، ان کے سامنے یہودی امریکہ، روس برطانیہ اور شاہ کی حیثیت برابر تھی وہ شاہ کو سمبل جانتے تھے۔
- حکومت ڈاکہ، اچانک حملہ، قتل اور توپ بندوق بلکہ ٹینک سے قتل عام کرتی تھی۔ عوام کو اشتعال دلاتی تھی کہ ان کی طرف سے حملہ ہو تو جنرل اویسی خونخوار کے ہاتھوں دو چار لاکھ کو بھون دیا جائے۔
- آیت اللہ خمینی نے فوجی اقدامات کا وہ جواب دیا کہ دنیا حیران رہ گئی — جمعۂ سیاہ کے جواب میں تیل کے کارخانوں کو ہڑتال کا حکم دے دیا، امریکہ اور شاہ دونوں حواس باختہ ہو گئے، پھر عجیب بات یہ تھی کہ جب اور جس قدر آیت اللہ کا حکم ہوتا اتنا ہی کام کرتے تھے — پانی بجلی اور ٹرین کے عملوں کو ہڑتال کا حکم

یہ تحریک بھی کامیاب ہوئی۔ یونیورسٹیوں اور کالج میں ہڑتال — وزارت مال و وزارت تجارت کو حکم ہوا تو بانک مرکزی تک بند۔ خلاصہ یہ ہے کہ ساواک — فوج اور دربار و وزیر اعظم کے علاوہ ہر محکمے میں ہڑتال ہوئی۔ سب حکم آیت اللہ کے اطاعت گزار رہے۔

☼ انقلابی رہنما کی کوئی پارٹی، تنظیم یا انجمن نہیں ہے نہ کوئی صدر نہ سکریٹری۔ سب علما، معاون اور تمام قوم ورکر اور سب نوجوان رضاکار اور تمام خواتین کارکن سب کا ایک نعرہ:

حزب فقط حزب اللہ — رہبر فقط روح اللہ

کسی گوشے، کسی سمت سے دوسرے لیڈر کا نام سننے میں نہیں آیا۔ اور اگر دشمنان انقلاب نے کسی کا نام لیا تو رسوا ہوا۔

☼ پریس مخالف تھا تو انقلابی خبر رسانی کا سلسلہ جہلم، مجلس ترحیم اور گھر گھر فاتحہ خوانی کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ تھا جو ایران و بیرون ایران پھیل جاتا تھا۔

☼ مراسلت اور بیانات کا عجیب نظام — جب کسی شہر یا آبادی میں حکومت کی طرف سے کوئی قدم اٹھتا تھا تو فوراً تار، خط اور بیانات کے ذریعے رابطے پیدا ہو جاتے تھے — یزد میں فائرنگ ہوئی تو مشہد، قم، طہران، شیراز، جہرم، اصفہان داراب...... کے علما نے آیت اللہ صدوقی کو تعزیت نامے لکھے جن میں طلبہ و عوام کی حوصلہ افزائی، حکومت کی مذمت اور ہڑتال یا مجالس ترحیم کے اعلان جیسے مندرجات بھی ہوتے تھے اس سے علما کے اتحاد اور عوام کی پیش قدمی کو شہ ملتی رہی۔ اس دور کے تمام اخبارات گواہ ہیں کہ معرکوں کی قیادت تمام تر صرف علما کے ہاتھ میں تھی۔ وہی ہر جلوس میں آگے اور ہر حملے میں ثابت قدم تھے، دوسرے تمام لیڈر خاموش، یا علما کے پیچھے تھے، اس لیے نہیں کہ انھوں نے علما کو آگے کیا تھا بلکہ حقیقت میں علما نے انھیں سیاست وجاں فروشی میں پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صف اول کے تمام بڑے بڑے علما جو بذات

خود بلند ترین مرتبوں کے مالک تھے۔ اس تحریک میں مکمل طور پر آیت اللہ خمینی کے سینہ سپر تھے۔ اس کتاب میں آپ کو آیت اللہ شیرازی کے وہ تار اور خط ملیں گے جو انھوں نے عراق حکومت کی خمینی دشمنی اور طاغوت یا اس کے نمک خوارں کے خلاف جاری کیے۔ ان بیانات اور خطوط سے کچھ بڑے بڑے واقعات کی تاریخ بھی محفوظ ہوتی ہے۔

محرم ۱۳۹۹ھ کے آخری دنوں میں زخمیوں کی حفاظت اور فوج کی ستم رانی کے خلاف علما مشہد کے اسپتال میں منزل گزیں ہوئے۔ (۲۱ محرم کا مکتوب) سر لشکر میر هادی کے حکم سے مشہد میں قتل عام کر ٹمینک زندوں کو کچلتے نکل گئے فوج نے آیت اللہ شیرازی کا گھر گولیوں سے چھلنی کر دیا، آخرکار فوج نے عوام کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور عوام نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

آیت اللہ شیرازی کے بیانات میں تاریخ و سیاست، انسان دوستی اور آیت اللہ خمینی سے محبت، علما و طلبہ سے روابط پر بڑے مفید نکتے اور تاریک جزئیات پر بڑی اچھی روشنی ملتی، ایسی حرارت و روشنی جس نے ہر مسلمان کو آبرومند زندگی اور آبرومند شہادت کی راہیں دکھائی ہیں۔

انقلاب اسلامی ایران کے دوران
حضرت آیت اللہ العظمیٰ
سید عبداللہ شیرازی مدظلہ
کے
خطوط ، بیانات ، اعلامیے اور تار

مرجع عالی قدر، مجاہد عظیم الشان، زعیم حوزۂ علمیہ آیت اللہ العظمیٰ سید عبد اللہ شیرازی مدظلہ العالی نے آغاز انقلاب محرم ۱۳۹۸ھ سے اب تک ہر لمحہ، ہر آن، ہر موڑ اور ہر منزل پر قائد انقلاب کی صدا پر آواز دی اور ہر معرکے میں کمان سنبھالی۔ اس کا ثبوت یہ دستاویز ہے جو اخبارات و اشتہارات سے مطابق ذوق انتخاب کے کتابی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ کتاب کا نام ہے:

فرازهای:

از پیامها، اعلامیه ها، تلگرافها، مصاحبه های مرجع عالی قدر مجاہد عظیم الشان زعیم حوزهٔ علمیه، آیت اللہ العظمیٰ شیرازی — در رابطه با انقلاب اسلامی ایران۔

انتخاب و ترتیب کا عمل، دفتر مدرسہ علمیہ امام امیر المومنینؑ کے ذمہ دار حضرات نے انجام دیا جن کا نام کتاب میں درج نہیں ہے۔

ہم نے اس دستاویز کو تاریخ کا ماخذ اور قربانی مسلمانان مشہد کا ریکارڈ اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ شیرازی کے قائدانہ لمحات کی ڈائری اور نفسیاتی تصویر سمجھ کر، اس زبان میں منتقل کیا جو ایشیا کی بہت بڑی زبان ہے۔ اردو میں کتاب کا ترجمہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ مملکت خداداد پاکستان کے عوام، علما اور حکمران دیکھیں، سیاسی حلقے سوچیں اور نئی نسل سبق لے کہ ایران میں اسلامی انقلاب

کس طرح آیا اور علما نے کیا کردار ادا کیا۔

میں نے اس مجموعے کی ترتیب ترجمے میں ایک تبدیلی یہ کی ہے کہ اصل میں تاریخ اور مربوط واقعہ اقتباس کے نیچے لکھا تھا میں نے موضوع کو زیادہ واضح کرنے کے لیے دونوں چیزیں اوپر لکھی ہیں۔

دوسرے یہ کہ یہ اقتباسات ان لوگوں کے لیے جمع کیے گئے جو پورے واقعے کے گواہ، شریک بلکہ ذمہ دار تھے۔ انھیں اشارے اور تلمیح و تاریخ سے واقعہ یاد آجائے گا لیکن دور کا قاری اور مستقبل کا مؤرخ اس کے فہم سے محروم رہے گا لہٰذا حسب موقعہ و اطلاع میں نے فٹ نوٹ بھی لکھ دیے ہیں۔۔۔ آخر میں دس اعلامیوں، تاروں اور خطوں کا ترجمہ زائد ہے۔ ان عربی و فارسی تحریروں کا متن جناب حافظ سید ریاض حسین صاحب نے مشہد سے لاکر دیا ہے۔

۶ صفر ۱۳۹۸ھ

رہبر انقلاب حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ کی شان میں چھپنے والے مضمون کے بعد قم میں پولیس نے سخت خون ریزی کی، جس سے متاثر ہو کر آیت اللہ شیرازی مدظلہٗ نے علماء قم کو یہ تار بھیجا:

> قم میں حالیہ افسوس ناک واقعے اور علما کے بلند ترین مقام پر حملے اور حضرات طلبۂ علوم دینیہ اور بے گناہ عوام کا قتل عام ۔۔۔۔ میرے لیے بہت سخت رنج و الم کا باعث ہے۔ جس ملک کا آئین واضح طور پر بتاتا ہے کہ ذمے دار حکام کو دین اسلام اور مذہب جعفری کا مُبلِّغ ہونا چاہیے۔ بے حد تعجب ہے کہ اس ملک میں نااہل افراد اسلامی احکام کے محترم حدود سے آگے بڑھ کر روح اسلام کے خلاف نظریوں کا پرچار کر رہے ہیں اور حکام بالا کی طرف سے ان لوگوں کی کوئی گرفت نہیں، حکومت کی اس غفلت

دیکھ کر مختلف حلقوں نے احساس فرض کے طور پر نفرت اور رد عمل اظہار کیا تو بجائے شکریے اور قدر دانی کے ان حضرات کو ظالمانہ حملوں اور نوکروں کی یلغار کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں کچھ حضرات بے گناہ قتل اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔

حریم اسلام اور مقام محترم علما پر حملہ کرنے والوں کے لیے میں اللہ کی بارگاہ میں ناکامی و شکست کی دعا کرتا ہوں ....

---

۵ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

خونی حادثہ قم کے جہلم کے موقع پر آیت اللہ کا پیام

انتہائی افسوس کی بات ہے، ابھی ناقابل اندمال زخم ہرے ہی تھے کہ نوکر شاہی نے نئے مجرمانہ اقدامات کر دیے، معزز افاضل اور ذمہ دار حضرات کو نامناسب مقامات پر جلاوطن بنا کر بھیج دیا گیا۔ الزام یہ ہے کہ وہ ناموس قرآن اور احترام علما کے لیے آگے بڑھے اور دفاع کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

ہم اس افسوسناک صورت حال اور دلخراش واقعات پر اپنی ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور ایک مرتبہ پھر یاد دھانی کراتے ہیں کہ اس قسم کا انسانیت سوز اور مخالف دین رویہ ختم کیا جائے اور اس سے زیادہ مسلمانان عالم کے جذبات اور انسانی اقدار کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔

ا۔ محرم ۱۳۹۸ھ کی ستائیس تاریخ مطابق ۷ جنوری ۱۹۷۸ء روزنامہ اطلاعات طہران میں رہبر بزرگ حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ کے خلاف انتہائی دل آزار مضمون چھپا جس پر ۲۹ محرم کو قم میں احتجاج ہوا۔ اور پولیس نے طلبہ و علما۔ و عوام کو خون میں نہلا دیا۔

۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ

● تبریز کے خونی واقعہ پر علماء آذربائیجان کے نام تار ●

تبریز کے افسوسناک حادثات : شدید رنج و غم کا سبب ہیں۔ جن کا پس منظر احکام اسلام کی حمایت اور علماء کے مقاصد عالیہ سے اتفاق رائے تھا۔ ہم اس غم انگیز واقعے اور مصیبت عظمیٰ میں حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی بارگاہ اور تمام علماء اعلام تبریز دامت برکاتہم اور تمام مسلمانوں، خصوصاً آذربائیجان کے رہنے والوں خصوصاً وہاں کے ستم رسیدہ و غمزدہ خاندانوں کو تعزیت ادا کرتے ہیں۔

ہم ایک مرتبہ پھر تاکیدی طور پر کہتے ہیں کہ انتظامی امور کے ذمہ دار حکام کا فریضہ ہے کہ قوم کے دینی، مذہبی اور جائز مطالبات تسلیم کریں اور اس کے خلاف کام نہ انجام دیں اور ایسے اقدام نہ کریں جن کے نتیجے میں ایسے افسوسناک واقعات دیکھنے میں آئیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ فَقْدَ نَبِیِّنَا وَ غَیْبَۃَ وَلِیِّنَا وَ کَثْرَۃَ عَدُوِّنَا وَ قِلَّۃَ عَدَدِنَا وَ شِدَّۃَ الْفِتَنِ بِنَا ۔۔۔۔۔۔

یا اللہ، ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے اٹھ جانے، امام کے غائب ہونے، دشمنوں کی زیادتی اپنی افرادی کمی اور آزمائشوں کی سختیوں پر فریاد کرتے ہیں۔۔۔۔

---

۸ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

۲۷ / ۱۲ / ۱۳۵۶

● عید نوروز ۱۳۵۷ھ ش نہ منانے کے بارے میں آقا کا اعلامیہ ●

فروردین ۱۳۵۷ ش کی آمد پر حوزہ علمیہ قم و شہر تبریز کے ستم رسیدہ و داغ دیدہ حضرات اور الم انگیز حادثہ و غم آفرین واقعے کی یاد تازہ ہوگئی۔ اس یاد سے تمام مسلمانوں کے احساسات مجروح ہیں۔

میں حوزۂ علمیہ مشہد مقدس و حوزۂ علمیہ قم کی ہم آہنگی اور ملت غیور ایران کے تمام طبقات کی زندگی و حرارت، نیز بیرون ملک حضرات کے اتحاد و تعاون کی قدردانی اور سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سب حضرات کو یاد دلاتا ہوں

ان الم انگیز واقعات کے پیش نظر جن سے تمام شیعوں کے دل چھلنی ہیں، اس کا وقت نہیں ہے کہ عید کے مراسم انجام دیے جائیں۔ بلکہ تقاضائے حالات کے پیش نظر اس نوکرشاہی کے مظالم پر اظہار نفرت و ملامت کے لیے اور مصیبت زدہ حضرات کی دل جوئی کی خاطر نوروز ۵۷ھ کو عید نہ منائی جائے اور نوروز کے رسم و رواج ترک کیے جائیں۔ اس طرح قلب مقدس حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفدا شاد و مسرور ہوگا........

---

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۱/۶

حادثۂ تبریز کا چہلم منایا جائے

تبریز کے الم انگیز و دلخراش واقعے کو گزرے ہوئے چالیس دن ہو رہے ہیں، وہ المیہ جس میں زخمی دل خاندانوں کے دلیروں نے ناموس مقدس اسلام کے تحفظ کی خاطر قربانیاں دیں۔

نماز جماعت نہ ہونے، دوکانوں کے بند رہنے اور عام ہڑتالوں سے یہ اعلان ہوا کہ پوری قوم، دین اور علماء دین کے ساتھ ہے مگر حکومت ہوش میں نہ آئی اور اس نے اسلام کی بارگاہ مقدس اور واجب الاحترام علما کی شان پر حملوں کا مداوا نہ کیا۔

تمام علماء ایران، پنجشنبہ دس فروردین کو تبریز کے سانحہ کا چہلم قرار دیتے ہیں اور آذربائیجان کے معزز حضرات سے ہمدردی و تعزیت کے ساتھ ساتھ استعمار

کے نوکروں کے وحشیانہ حملے — اسرائیل پلید کی مسلمانوں پر یلغار، جنوب لبنان کے شیعوں کے قتل عام اور ہزاروں افراد کی بے وطنی پر اس دن کو یوم غم قرار دیتے ہیں ....

۱۵ر جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۲/۲

آیت اللہ صدوقی کے خط کا جواب

جہلم کے موقعہ پر، تبریز کے مومنین اور بہت سے حضرات کے قتل اور زخمی ہونے کی افسوسناک خبر پر مشتمل گرامی نامہ ملا، جس سے بہت رنج پہنچا۔

قم اور تبریز کے گزشتہ مجرمانہ حرکات کے بعد حکومت کے کارندوں کو باز آجانا چاہیے تھا، میں یہی خیال کیے ہوئے تھا کہ نوکر شاہی متنبہ ہو گی اور قطعی طور پر کوشش کریں گے کہ ان وجوہ واسباب کا خاتمہ کریں جن سے قوم ذہنی طور پر پریشان ہے ....

اس حقیر نے پندرہ[1] سال رہنے کے بعد عراق سے ہجرت صرف اس لیے کی کہ وہاں فوجی حکومت بے تدبیری، وحشت گردی اور دین مقدس اسلام سے لاتعلقی کا مظاہرہ کر رہی ہے، قوم کے مختلف حلقوں میں وہ گھٹن پیدا کر دی گئی ہے جس کو برداشت کرنا ممکن نہیں ہے، عراقی حکومت کے نامعقول رویے پر احتجاج کی خاطر (بطور احتجاج) اور اس امید پر کہ ایرانی حکومت کے طور طریقے بہتر ہوں گے۔ میں نے عراق سے یہاں ہجرت کی، لیکن .... ہم کئی مرتبہ کہہ چکے اور لکھ چکے ہیں کہ ملک میں امن واستحکام اس وقت قائم ہوگا جب قوم اپنے دینی عقائد کے اظہار اور جائز مطالبات کے سلسلے میں آزاد ہو .... بصورت دیگر

---

[1] حضرت آیت اللہ ۱۳۸۳ھ سے نجف میں تھے۔

حکومت کی طرف سے خلاف شرع، غلط رجحانات کی حمایت، علما پر پابندیاں اور قومی حقوق پر دست درازی تمام اسلامی ممالک کے مستقبل کو سنگین خطرے سے دوچار کر دے گی......

---

۵ رجب ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۳/۲۱

عیدِ نوروز ۱۳۵۷ھ ش نہ منانے کے بارے میں آقا کا اعلامیہ

...... دین کے لیے عظیم الشان علما اور ملت اسلامیہ ایران کے غیرت مند حضرات کی پامردی و فداکاری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جس ملک کے انتظامیہ کے سربراہوں پر (وہ کسی درجے اور کسی سطح کے ہوں) فرض ہے کہ دین اسلام کے مبلغ اور مذہب جعفری کے پابند ہوں وہاں ان افراد کے ہاتھوں ایسے المیہ رونما کیوں ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید کے احکام مقدسہ اور علما کے محترم مقامات کی ہتک و توہین کر رہے ہیں۔ کیوں؟ مراجع تقلید کے مکان، جو عوام کے لیے[1] پناہ گاہ ہیں، بلا سبب ان گھروں پر کیوں دست درازی ہوتی ہے؟ جب غیرت مند قوم اور مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری محسوس کی اور اپنے دین اور قیادت کی حفاظت، رہبران دین کے آستانۂ شرف کی حفاظت و دفاع کے لیے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو ان پر وحشیانہ حملے اور خلاف انسانیت اقدامات کیوں کیے گئے؟ انا للہ و انا الیہ راجعون

...... رہبران دین کے لیے راستہ کھلا رہنا چاہیے تاکہ حق کی راہ میں وہ

---

[1] ایران میں مدتوں سے رواج ہے کہ ہر مرجع تقلید کا مکان پولیس اور انتظامیہ کی دسترس سے خارج ہے۔ ان کی چار دیواری میں جو شخص یا اشخاص پناہ لیں وہ پولیس کی مداخلت سے محفوظ رہتے ہیں لیکن گزشتہ حکومت نے علماء کے اس احترام کو ختم کر دیا اور کئی مرتبہ ان چار دیواریوں میں پولیس اور فوج گھسی۔

اپنے فرائض انجام دے سکیں اور تمام طبقاتِ ملت کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کر سکیں۔ ان کے ناصحانہ تنبیہات کا گرم ہتھیاروں سے جواب اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کا قتل اور بہت زیادہ افراد کا تاریک قید خانوں میں بند کرنا درست نہیں۔ ان ناخوشگوار واقعات کے پیشِ نظر جن کی وجہ سے بنیادی پریشانی پیدا ہو چکی ایک اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ بعض اشاعتی اداروں نے بیرون ملک یہ افواہ اڑائی ہے کہ "مراجع تقلید و حکومت میں صلح کی بات چیت ہو رہی ہے" ــــ درآنحالیکہ اس افواہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کی حیثیت افترا پردازی سے زیادہ نہیں۔

یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ عظیم الشان شیعہ علما مکمل وحدت و یگانگت کے ساتھ ہیں، ان کے تمام علمی ادارے اور ان کے تمام حلقے متحد ہیں وہ سب ایک مقدس مقصد کے لیے ایک ہی لائن پر چل رہے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی جدائی، کسی قسم کے اختلاف کا امکان نہیں ہے۔ یہ لوگ جس طرح گزشتہ ادوار تاریخ میں مسلمانوں کے آبِ خاک (وطن و سرزمین) کے نگہبان اور اقتصادیات و حیثیت و اعزاز کے نگہبان رہے ہیں اسی دستور کے مطابق ان پریشان کن حالات میں بھی بڑی قطعی حیثیت اور پوری وضاحت کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے مفادات اور اس وسیع اسلامی خطے کی فلاح و بہبود اجنبی ہاتھوں میں نہ دی جائے۔ اور مغرب و مشرق کے ہاتھ کوتاہ کیے جائیں۔ ان کی مداخلت روکی جائے تاکہ ملک کی آزادی و ملکی معیشت محفوظ رہ سکے۔ علما کہتے ہیں کہ عوام کو دین دار ہونا چاہیے کہ ملک کی آزادی کا دفاع کر سکیں، اگر قوم، دین اور علماء اعلام کو جدا جدا کر دیا گیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ قوم غلام اور قیدی بن کر رہ جائے گی، ترقی یافتہ اور متمدن

لے مرجعِ تقلید، وہ مجتہد بزرگوار جس کے فتووں کی طرف عام طور سے رجوع ہو اور جس کی تقلید عام طور پر کی جاتی ہو۔

نہ رہ سکے گی۔

ہم اپنی شرعی ذمہ داری اور اپنے احساسات کے پیش نظر خبردار کرتے ہیں کہ مخالف اسلام و خلاف قرآن قوانین برقرار نہ رکھے جائیں، دین سے دفاع اور اظہار حقائق کے جرم میں بے گناہ قید ہونے والوں کو آزاد کیا جائے۔ اقتصادی بدحالی اور تباہی عوام پر مسلط نہ کی جائے۔ قوم کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو سزا دی جائے۔ فساد کے مرکز اور مخالف اخلاق تنظیموں کو ختم کیا جائے ملک کا نظام تعلیم، اسلام، قرآن اور تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ کے مطابق بنایا جائے۔ احکام قرآن کو نافذ العمل بنایا جائے اور ایک واقعی اسلامی نظام قائم کیا جائے۔

---

۸ شعبان ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۴/۲۳

علماء داراب کے خط کا جواب

گزشتہ چھ مہینوں کے ایجی ٹیشنوں نے صرف یہی نہیں کہ علماء کو نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ دنیا اور دنیا والوں پر ہمیشہ کے لیے ثابت کر دیا شیعوں کے دینی رہنما اور علماء و مراجع تقلید سخت ترین حالات میں بھی حق کے دفاع، حق کی پشت پناہی، اور قوانین قرآن کی حمایت میں انتہائی سنجیدگی اور پامردی سے ثابت قدم رہتے ہیں۔ وہ کسی چیز کو اپنی راہ میں رکاوٹ نہیں جانتے، وہ اپنا عظیم شرعی فریضہ بلند ترین معیار پر انجام دیتے ہیں اور بارگاہ مقدس حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ ظہورہ سے مدد طلب کرتے ....

میں اس مدت میں حکومت کے ان وحشیانہ اقدامات پر اپنے شدید رنج و غم اظہار کرتا ہوں.....

---

۱۷ شعبان ۱۳۹۸ھ

۱/ ۵/ ۱۳۵۷ھ ش

جنازہ مولانا حاج احمد کافی مرحوم[1] کے خونیں حادثۂ مشہد پر آقائے شیرازی مدظلہ العالی کا پیغام

...... سولہ شعبان کا المیہ جو مشہد مقدس میں اس وقت رونما ہوا جب واعظ مشہور جناب شیخ احمد کافی مرحوم کے جنازے کی مشایعت کی جا رہی تھی، حکومت کی انتظامیہ کے ہاتھوں نے بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں، طلبہ اور دانشجو جوانوں کو زدوکوب اور زخمی کیا، بہت سے دینی طلبہ و علما بے حد زخمی ہوئے، انھیں مدرسۂ نواب سے پکڑ کر قید خانے لے گئے ــــ اللہ سے فریاد ہے۔ اس ہلا دینے والے واقعہ کے زخم خوردہ افراد سے ہمدردی کے طور پر، سہ شنبہ انیس شعبان کو عام ہڑتال کا اعلان کیا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں سے امید ہے کہ اس غیر انسانی حرکت سے اظہار نفرت کے لیے اس دن کے مظاہروں میں حصہ لیں گے.......

---

۲۲ شعبان ۱۳۹۸ھ

۶/ ۵/ ۱۳۵۷ھ ش

مشہد مقدس کے پہلے خونیں واقعے پر آیت اللہ العظمیٰ شریعت مداری کے تار کا جواب!

...... اس دکھ کے موقع پر جناب والا کی ہمدردی موجب شکرگزاری و قدر افزائی ہے۔ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ مشہد کے گزشتہ غم انگیز حادثات نے میرے اور حوزۂ علمیہ اور تمام مومنین کے روحانی غموں اور ذہنی پریشانیوں میں اضافہ کیا ہے۔ اس قسم کے وحشیانہ اقدامات، علوم دین کے طالب علموں (اللہ

---

[1] ان کے احوال صفحہ میں ملاحظہ کریں۔

ان کی مدد فرمائے) اور مومنین کو وحشت گردی، سب و شتم اور مار پیٹ، کا نشانہ بنانا، زخمی کرنا اور قتل کرنا در اصل پیکر اسلام پر شدید حملہ ہے۔۔۔۔۔۔

---

۲۳ شعبان ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۵/۷ھ ش

مشہد مقدس کے پہلے خونی حادثے پر

آیت اللہ صدوقی کے تار کا جواب

۔۔۔۔۔۔ مومنین، خصوصاً علماء کرام کے احترام اور حضرات اہل علم (اللہ ان کی امداد قائم رکھے) کے خلاف وحشیانہ اور انسان دشمن اقدامات، واضح طور پیکر اسلام پر چوٹ ہے۔ یہ بات حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کے لیے اذیت اور بارگاہ مقدس حضرت امام رضا علیہ السلام میں جسارت ہے، یہ طریق کار آج کی دنیا کے قوانین کی خلاف ورزی ہے ــــ انا للہ وانا الیہ راجعون

حق و حقیقت کے دفاع اور احکام مقدسہ قرآن و ناموس اسلام و عظیم علماء کی حمایت میں تمام برادران ایمانی کو کسی قسم کی کوتاہی کے بغیر ثابت قدمی برقرار رکھنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

---

۹ رمضان ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۵/۲۳ھ ش

اصفہان میں قتل عام اور شیراز کی مسجد نو

پر کرایے کے ٹٹوؤں کی یورش پر اعلامیہ

آبروئے اسلام، عزت و احترام علماء اور مسلمانوں کے جائز حقوق پر ہاتھ ڈالنے والوں کے لیے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ان کے دست ستم کو تاہ کر دے۔ ہم دینی اصولوں کی مخالفت اور انسان دشمن اقدامات

پر نفرین کرتے ہیں۔ ہم دین و قانون کے خلاف اختیارات کے ناجائز استعمال کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

خلاف اسلام تمام حکم واپس لیے جائیں۔

قوم کے مختلف طبقات کو آزاد کیا جائے۔

دین و احکام اسلام کی حمایت کے علاوہ کوئی جرم نہ کرنے والوں کی زنداں سے فوری رہائی ہونا چاہیے۔

معاشرے کی اصلاح اور قوم کے معمار علما و افاضل کی جلاوطنی ختم کی جائے۔

بداخلاقی کے خلاف مہم چلائی جائے۔

تعلیم اور کلچر سے خلاف اسلام جشن اور میلے ختم کیے ہیں۔

اگر علما اور عوام کے یہ قانونی اور مذہبی مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو موجودہ خلفشار کے خاتمے کا امکان نہیں ہے بلکہ قوم کے عوام اور مسلمانوں کا غیظ و غضب روز بروز بڑھتا جائے گا، نامناسب فضا اور خراب ماحول بنانے کے باوجود، خداپرست اور دین دار افراد کے نفسیات میں کسی قسم کی کمزوری پیدا نہ ہو سکے گی، پیغام اسلام کی سربلندی، قرآنی احکام کے نفاذ اور دینی مقاصد کو بروئے کار لانے میں ان کی ثابت قدمی بڑھتی جائے گی . . . .

---

۲۰ رمضان ۱۳۹۸ھ

۳/۶/ ۱۳۵۷ھ ش

مشہد مقدس کے پہلے خونی سانحے کے چہلم کے سلسلے میں پیام

. . . . . جیسا کہ بار بار کہہ چکا ہوں، پھر اعلان کرتا ہوں کہ اس قسم کے دباؤ اور قوم کا اس طرح گلا دبانا، مذہبی خطیبوں اور مقرروں سے آزادی چھیننا اور دہ

بھی مسلمانوں کے روحانی تربیت اور مذہبی تعلیم کے منفرد مہینے ماہ مبارک رمضان میں، مذہبی مجالس پر بلا وجہ روک ٹوک، ممانعت، مارپیٹ کا نتیجہ عوام کے غیظ و غضب میں اضافے کے سوا کچھ بھی نہیں پھر اس غم و غصے کا رَدِ عمل بہرحال باقی رہے گا ......

جانگداز سانحے کے چالیسویں اور عوام دشمنی کی بے مثال حرکت اور وحشیانہ عمل یعنی ابادان[1] کے غم انگیز واقعے کے پیش نظر، جمعرات، ۲۷ رمضان، ۱۰/۶/ ۱۳۵۷ شمسی کو یوم غم منانے اور جاں بحق ہونے والوں کے سوگ میں بیٹھنے کا اعلان کرتا ہوں ....

---

۶ شوال ۱۳۹۸ھ

۱۸ شہریور/ ۱۳۵۷

میدان ژالہ طہران[2] میں ایک بڑے ہجوم کے قتل عام پر آیت اللہ کا اعلامیہ

...... منصوبہ بندی کے ساتھ یہ لگاتار خونریزیاں، تاریخ کے صفحے کو داغدار دیں گی

---

[1] حکومت نے عوام کو علماء سے منحرف و مشتعل کرنے کے لیے آبادان کے ایک سینما کے ہال کو بند کر کے نذرِ آتش کر دیا۔ جس میں سات سو بچے، بوڑھے، عورت، مرد جل کر راکھ ہو گئے۔ مگر راز کھل گیا اور سب کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام حکومت نے کیا ہے اور عوام حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

[2] جمعہ، ۵ شوال ۱۳۹۸ھ/ ۸ ستمبر ۱۹۷۸ء، ۱۷ شہریور، ۱۳۵۷ ش میدان ژالہ پر دس لاکھ سے زیادہ کا مجمع پہنچا، وہ حسب دستور نعرے لگا رہے تھے " خمینی کے حکم سے، فوجی ہمارے بھائی ہیں۔ فوجی بھائیو! اپنے بھائی کیوں قتل کرتے ہو" اچانک توپیں گرجیں، اسٹین گنیں چلیں — اللہ اکبر — لا الٰہ الا اللہ کے نعروں میں چار ہزار زن و مرد، لڑکے لڑکیاں ایک میدان میں خون سے نہا گئیں۔ اسی لیے اس جمعہ کو جمعۂ سیاہ، میدان ژالہ کو میدان شہداء اور ۱۷ شہریور کو قومی دن قرار دیا گیا۔

کر رہی ہیں، ملتِ ایران کی حقوق حاصل کرنے کی یہ طویل جدوجہد اور قانونی و شرعی مطالبات منوانے کی یہ مہم بہت دن سے چل رہی ہے، ابھی تک اس کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا ہے بلکہ انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمانانِ ایران و علماء اعلام کے معقول مطالبات ماننے کے بدلے، ان پر فوج کشی کی جا رہی ہے اور اتنے بڑے مجمع کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

ہم، نہتے عوام پر اس وحشیانہ حملے کی سخت مذمت کرتے ہیں، اور ان مجرموں کی جلد از جلد سزا کی خداوند متعال سے دعا کرتے ہیں......

---

۱۰ شوال ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۶/۲۲

جمعۂ سیاہ کا روز ہفتم اور آیت اللہ شیرازی کا پیام

......عظیم الشان علما اور ایران کے طبقات اور تمام عوام کے اس اتحاد اتفاق اور ناقابل شکست وحدت کی قدر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس اتحاد میں کسی قسم کا اختلاف نہ پیدا ہو، بلکہ احکامِ مقدسۂ اسلام کی حمایت اور دفاعِ حق کے لیے ہمیشہ صف بستہ رہیں، صفوں میں کبھی کوئی خلل نہ آنے پائے ظلم و ستم کے مقابلے اور ایسے سخت ماحول میں یہ استقلال، ملتِ ایران کی زندگی اور اسلامی شعور کی نشاندھی کرتا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت کی حفاظت میں جو ہر شخص کی ذمہ داری ہے کسی قسم کی سستی نہ آنے پائے گی۔

اسلام کے عادلانہ نظام کے بروئے کار آنے تک اپنے مقصد پر قائم رہیں آپ منزل پر ضرور پہنچیں گے، اللہ نے فرمایا ہے — والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا، جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور بتائیں گے۔

۱۳ر شوال ۱۳۹۸ھ

بنام مرتضیٰ حسین، اشہر پور کے المیہ پر خط[1] کا جواب

...... پوری امید ہے کہ خدائے لایزال، حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کے سایہ توجہات میں آپ کی تائید فرماتا ہے۔

۱۳ر رمضان مبارک کا خط ملا، اس کے مضمون سے اطلاع پائی۔ جناب کی دینی خدمتیں اور فعالیت، غم انگیز حالات ایران کے ذیل میں اور علماء اعلام و ملت مسلمان ایران کے لیے آپ کی حمایت میری قدردانی و شکرگزاری کا موجب ہے۔ خداوند عالم سے آپ کی توفیقات میں اضافے کی دعا کرتا ہوں۔

میرا سلام ملت مسلمان پاکستان کو پہنچا دیں اور سب حضرات کا شکریہ ادا کر دیں۔ سب حضرات واقعات کی تفصیل و رپورٹ آپ کو لکھتے رہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۱ر شوال ۱۳۹۸ھ

۲/ ۷/ ۱۳۵۷

نجف اشرف میں آیت اللہ خمینی[2] کے مکان کا فوجی محاصرہ ہونے پر آیت اللہ شیرازی کا تار

...... بہت افسوس ناک بات ہے ...... قوم کے خیانت کاروں اور استعماری قوتوں کے نوکروں نے اب دوسرے گوشے سے سر اٹھایا ہے، ان

---

[1] حضرت آیت اللہ کے نامہائے مبارک اور تار کسی لفافے میں محفوظ ہیں۔ یہ خط جو اس نبذل میں نہیں تھا اتفاقاً مل گیا۔ جسے بطور یادگار تاریخ شریک کتاب کر رہا ہوں۔

[2] عراق میں بعث پارٹی کی حکومت نے نجف کو برباد کرنے کا منصوبہ بنایا اور آہستہ آہستہ طلبہ و علماء سے نجف خالی کروالیا۔ آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ خمینی مدظلہ العالی ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لوگوں نے حریم مقدس اسلام اور مقام باعظمت علما پر دست درازی شروع کی ہے، مردانِ حق اور پناہ گاہ حقیقت کے خلاف عراق کی انتظامیہ کا وحشیانہ طریق کار، خصوصاً گزشتہ دس سال (علما اور طلبہ پر بے انتہا ظلم) مسلمانانِ عالم کے لیے غیظ و غضب کا سبب ہیں۔ چنانچہ یہ حقیر نجف اشرف میں ساٹھ سال تک قیام اور شدید جد وجہد کے بعد اس امید پر عراق سے نکلا کہ شاید ایران کے حالات کچھ بہتر ہوں، لیکن یہاں پہنچ کر یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

ہم نے اس قسم کے حرکات، بزدلانہ اقدامات، خلاف شرع و قانون قانونی پابندیوں کو سزاوار قابل مذمت قرار دیا ہے اور ان غلط و نامناسب احکام کو بروئے کار لانے والی نوکر شاہی کے خلاف اعلان غلط کاری کیا ہے۔ ہم حکومت کے ذمہ دار افراد کو متنبہ کرتے ہیں کہ اس افسوسناک و تکلیف دہ رویہ کو ترک کر دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام کا غیظ و غضب انتہا کو پہنچے اور ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو۔

---

۲۳ شوال ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۷/۲ ش

حکومت بعث عراق کی طرف سے آیت اللہ خمینی کے مکان کے محاصرے پر اعلامیہ

..... عراق کے ظالم نظام کے بارے میں تازہ خبروں کے مطابق جناب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سے نجف میں جلاوطنی کے دن گزار رہے تھے۔ عراق ایران میں رونما ہونے والے واقعات میں رہبر بزرگ انقلاب کی مرکزی حیثیت تھی۔ شاہ ایران، طاغوت عہد نے ذیقعد ۱۳۹۷ھ کو حضرت خمینی مدظلہٗ کے دل بند جناب حجۃ الاسلام حاج سید مصطفیٰ کو شہید کروا دیا۔ اس واقعے سے دنیا بھر میں عموماً ایران و عراق میں خصوصاً ردعمل ہوا، صفر ۹۸ھ کے بعد طوفان اٹھا۔ اس وقت حکومت عراق نے حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ العالی پر سختی بڑھا دی اور مکان پر فوج کھڑی کر دی تھی۔

آیت اللہ خمینی دامت برکاتہ کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا ہے ۔ یہ خبر حوزہ ھای علمیہ اور مختلف عوامی طبقات کے لیے شدید رنج والم کا سبب ہے ۔

---

۲۵ شوال ۱۳۹۸ھ
۶/۷/۱۳۵۷ ھ ش

حضرت آیت اللہ العظمی رہبر بزرگ سید روح اللہ خمینی
کے ترک عراق پر حسن البکر کے نام تار کا خلاصہ :

...... جناب آیت اللہ خمینی دام ظلہ کے عراق چھوڑنے کی خبر سے مجھے، ایران کے تمام حلقوں، خاص طور پر حوزہ ھای علمیہ کو بہت صدمہ ہوا ۔ اس نازک موقع پر جب کہ تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر بین الاقوامی اسلام دشمن طاقتوں کی کلائی مروڑنا اور اپنی صفوں کو مکمل وحدت کے ساتھ مضبوط کرنا چاہیے ۔ عین اس موقع پر جناب موصوف (حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ) کا عراق سے باہر جانا بجائے خود عراق کے حکمرانوں کی دشمنان اسلام سے ساز باز کا پتہ دیتا ہے ۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیعوں کے دینی رہنما اور ان کے دلیر علما کا اقتدار بڑی اونچی سطح تک پھیلا ہوا ہے ۔ تمام مسلمان دل وجان سے ان کا دھیان رکھتے ہیں ، اسی بنا پر نزاکت وقت کا خیال کرتے ہوئے میں متوقع خطرات سے آپ کو متنبہ کرتا ہوں جتنی جلد ممکن اس جسارت اور اہانت کا مداوا کیا جائے تاکہ عراق کی خوشحالی وامن جس خطرے میں ہے وہ خطرہ دور ہو اور ملک وملت اس پریشانی سے نجات پالے ۔

---

[1] حسن البکر آمر عراق نے ۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو حضرت آیت اللہ سید خمینی سے عراق خالی کرانا چاہا ۔ آپ نجف سے بصرے ۴/۵ اکتوبر کو بصرے سے پیرس پہنچے ۔ ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو بکر کے جانشین صدام نے حضرت آیت اللہ سید محمد باقر صدر اور ان کی عالمہ بہن کو سخت ترین اذیت پہنچا کر شہید کر دیا ۔ اب نجف خالی ہے فقط آیت اللہ ابوالقاسم خوئی مدظلہ اسپتال کی تہ میں بند ہیں ۔

۲ر ذی القعدہ سنہ ۱۳۹۸ھ

۱۳/۷/۱۳۵۰ھ ش

رہبر انقلاب اسلامی ایران کے عراق سے جانے اور کویت کے[۱] اجازت نہ دینے پر اعلامیہ

...... یہ المناک واقعہ ایسے نازک موقعہ پر بہت بڑا جرم ہے۔ عالم روحانیت وعلما کے بارے میں، اسلام اور مسلمانوں کی عام فلاح وبہبود سے خیانت ہے۔ یہ واقعہ بڑی اذیت وبے چینی کا باعث ہوا.......

ملک کے مختلف علاقوں میں مسلسل قتل عام نے پہلے ہی سے سب کو سوگوار بنا رکھا تھا، کہ ابھی کرمان شاہ اور دوسرے مقامات کے سانحوں نے پھر سوگ نشین کردیا۔ ایک اور غم انگیز وناگوار خبر یہ ملی کہ عراق میں کچھ ایسے حالات رونما ہوئے جن کی بنا پر جناب آیت اللہ خمینی دامت برکاتہ الشریفہ کو ملک چھوڑنا پڑا۔ اس سے رنج میں اور اضافہ ہوا۔ ہم ان اسباب پیدا کرنے والوں اور اس جرم کے عوامل اصلی کو سختی سے قابل ملامت قرار دیتے ہیں۔

ہم نے اس سلسلے میں جناب موصوف کو ٹیلی گرام کے ذریعے لکھا ہے اور خواہش کی ہے کہ ایران تشریف لے آئیں یہاں وہ اپنے فرائض انجام دیں۔ ہم موصوف کی صورت حال کی ہر تبدیلی سے قطعی طور پر عوام کو مطلع کرنے کا عزم بالجزم کرچکے ہیں۔

۶ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۹۸ھ

۱۴/۷/۱۳۵۷ھ ش

پیرس پہنچنے پر حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہ کے نام تار

...... ان خاص حالات میں جناب والا کی نجف سے پیرس کو منتقلی باعث

۱ـ حضرت آیت اللہ العظمیٰ الامام الخمینی حفظہ اللہ نے عراق سے کویت جانا چاہا مگر حکومت کویت نے آپ کو کویت میں آنے کا ویزا نہ دے کر مسلمانوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا۔ جناب آیت اللہ شیرازی مدظلہ کا یہ تار اسی بارے میں ہے۔

تشویش ہوئی۔ ہم، خداوند متعال جلت قدرتہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی پناہ خاص میں آپ کی بھرپور مدد فرمائے۔ ہم آپ کے پروگرام کے منتظر ہیں، جلد از جلد مطلع فرمادیں، اگر ممکن ہو تو ایران تشریف لے آئیں تاکہ اپنی مذہبی ذمہ داریوں اور فرائض کو قریب رہ کر انجام دے سکیں اور حلقۂ علماء اور ملت اسلامیہ کے لیے لمحۂ مسرت بہم پہنچائیں۔

...... ہر قسم کی فکری اور عملی ہم آہنگی کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں۔

---

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

۲۱/۷/۱۳۵۰ ش

آقای سید مصطفےٰ خمینی کی برسی اور چہلم شہداء

میدان ژالہ کے سلسلے میں آیت اللہ کا پیام

...... نہتے مسلمانوں کی طہران میں جانفروشی کے چالیسویں پر جانگداز تاثرات غم پھر سے ابھر آئے .... وہ دن یاد ہے جس میں ہمارے فرزندان عزیز کو خاک و خون میں تڑپا یا گیا، عوام کی نفرت وحقارت کے جذبے کو زندہ کیا گیا۔ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ان وحشیانہ وجلادانہ حرکات کے ذریعے حکومت کی بنیاد مضبوط نہیں بنائی جاسکتی، یاد رکھنا چاہیے کہ جس قدر یہ جرائم بڑھتے جائیں گے اتنی ہی جلدی حکومت کے کارندے فنا کے گھاٹ اترتے جائیں گے۔ طہران کے خونی واقعے کو گزرے ہوئے کچھ روز ہی گزرے تھے کہ ملک کے دوسرے شہروں میں پھر ویسے ہی حادثات رونما کیے گئے جیسے کرمان شاہ، آمل، بابل خرم آباد، مہاباد ....

نہتی قوم پہ بار بار خلاف قانون مجرمانہ حملے اور اسی طرح کے لگاتار واقعات، جن میں سید موسیٰ صدر کا اغوا اور اس عظیم دینی شخصیت کے بارے میں کسی اطلاع کا نہ ملنا بھی داخل ہے۔

ہم حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ اور مقتولین ظلم کے پس ماندگان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

...... دوشنبہ، ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۴/۷/۱۳۵۷ ہجری شمسی کو حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید مصطفےٰ خمینی مرحوم کی برسی اور یوم غم قرار دیتا ہوں اور اس دن تعطیل عام کا اعلان کرتا ہوں۔......

---

۵ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۹۸ھ

۲۶/۷/۱۳۵۷ھ ش

جناب حجۃ الاسلام سید محمد علی شیرازی کا پیام ـــــ آیت اللہ عظمیٰ کے گھر کا محاصرہ اور عوامی احتجاج

..... والد علام، آیت اللہ عظمیٰ کے شریعت کدے پر فوج کا محاصرہ، اس رژیم کی بدکاریوں میں مزید اضافے اور تمام مسلمان، خصوصاً علما، اعلام کے رنج و ہیجان کا سبب ہوا ...... یہ اقدام اس موقع پر رونما ہوا جب مملکت رشید الٰہیہ روزانہ کسی نہ کسی مجرمانہ اقدام، وحشیانہ حملے اور اچھی خاصی تعداد میں جوانوں کے قتل سے دوچار ہوتی ہے۔ ملک کے کسی نہ کسی گوشے سے ایسی خبر روزانہ مل رہی ہے افسوسناک واقعۂ کرمان کی بات سب کو معلوم ہے۔.....

فوجی محاصرے کے خلاف بزرگوار محترم (آیت اللہ شیرازی) کا فیصلہ تھا کہ احتجاجاً اپنے گھروں اور دکانوں کے دروازے بند رکھیں۔ علما اور عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، اب اعلان کیا جاتا ہے کہ ہڑتال ختم کر دی جائے اور لوگ اپنے کام دوبارہ شروع کر دیں۔......

---

۲۰ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۸/۱

مسجد کرمان میں آتش زنی کے بارے میں آیت اللہ صالحی کے تار کا جواب

...... بلا وجہ اتنے بڑے مجرمانہ اقدام اور وحشیانہ حملے اور مسجد میں آگ لگانے پر انتہائی پریشانی اور دکھ کا اظہار کرتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک دین اور انسانیت کے دشمن گروہ سے وابستگی نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی خانہ خدا یعنی مسجد میں آگ لگانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ اتنے بڑے اقدام کو چند "کولی" افراد کی طرف کیا گیا ہے حالانکہ براہ راست اس کام میں فوجیوں نے حصہ لیا اور اس آگ کے بھڑکانے میں ان کا ہاتھ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اور نوکر شاہی نے اس نئے منصوبے کے ذریعے مسلمان عوام کے احتجاج کو ختم کرنا چاہا ہے مگر سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایران کی بیدار و ہوشمند قوم ان سب باتوں سے باخبر ہے۔ عوام یہ سب خفیہ منصوبے کھول کر، حکمران اداروں سے ان کی کوتاہیوں کا جواب طلب کریں گے۔ یہی لوگ سب باتوں کے ذمہ دار ہیں۔

---

۱۱ ذی حجہ ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۷/۸/۲۱ ش

ازھاری کی غیر قانونی، فوجی حکومت کے (مارشل لا) قیام پر آیت اللہ شیرازی کا پیام

...... یہ وہی فوج ہے جس نے مسجد جامع کرمان میں قرآن جلائے اور لوگوں کو خون میں نہلایا، یہ وہی فوج ہے جس نے زنجان میں بار بار خون ریزی کے بعد زخمیوں کو اسپتال میں خون دینے والے افراد کو اسٹین گنوں کے گھیرے میں لے کر بھون ڈالا۔ یہ وہی فوج ہے جس نے قوچان کے زنانہ حمام پر حملہ کر کے خواتین کی بے حرمتی کی کوئی دن ایسا نہیں جس میں ملک کے کسی نہ کسی حصے سے بے گناہ لوگوں کے مرنے اور

قتل ہونے کی خبر نہ آتی ہو.......

ہر وقت اس مصیبت زدہ قوم کو خاک و خون کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کبھی انتظامیہ کی طرف سے، کبھی ان "کولی" بدمعاش اور مزدور نامی پولیس شاؤٹ کے ذریعے جو چھروں چاقوں سے مسلح ہوتے ہیں۔ کبھی فوجی یونٹ یا فوجی کابینہ کے ذریعے...... اس سیاسی صورت حال میں جسے "آزادی" کا نام دیا جا رہا ہے۔ ابھی تک سیاسی لوگ زندان کی تاریک کوٹھریوں میں زندگی گزار رہے ہیں، علما اور قومی رہبروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔

...... ایران کے باغیرت عوام...... آپ نے اپنے معین نصب العین کے لیے بڑی طاقت صرف کی ہے...... اسلامی نظام قائم کرنے تک پوری دلیری سے ثابت قدم رہیے۔ اس منصوبے کو جس طرح ممکن ہو طاقت بخشیے۔ طرح طرح کی ہڑتالوں سے اس پروگرام کو دوام دیجیے۔ ہم آپ سب کے احتجاجی مظاہروں، خصوصاً تیل کے کارخانے والوں کے تعاون پر قدردانی کے ساتھ شکرگزار ہیں.....

---

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

۲۷/۸/۱۳۵۷ھ

مشہد مقدس میں جنرل جعفری کی حکومت کے زیر سایہ نوکر شاہی کے نہتے عوام پر لگاتار حملوں کے بعد آیت اللہ کا اعلامیہ

...... جمعہ ۱۶ ذی الحجہ کو مشہد میں بے گناہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے قتل پر ولی اللہ، المنتقم حجۃ بن الحسن العسکری اروا حنا لہ الفدا کی بارگاہ اقدس اور حوزہ علمیہ و مسلمانان وطن خصوصاً غم نصیب خاندانوں کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔

اس جرم کا حکم دینے والوں اور اس کی تعمیل کرنے والوں کے لیے (یہاں اور دنیا کے جس حصے میں بھی ایسے اقدام کیے گئے ہیں) اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ

...... ایسی حکومت علماء اسلام اور ملت غیور ایران کو کسی طرح قبول نہیں، جو تمام انسانی معاشرے کی نظر میں قابل نفرت ہے اس حکومت کے جلاد و سفاک فرزندان کی آئے دن کی یورشوں ...... دروازہ صحن مقدس امام ہشتم علیہ السلام پر گولیوں کی بوچھاڑ اور اس حقیر کے موٹر کو نشانہ بنا کر گولی مارنا (اگرچہ دوسری مجرمانہ حرکتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں) اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ یہ لوگ اسلام اور علماء سے شدید دشمنی رکھتے ہیں ...... مشہد مقدس اور دوسرے مقامات پر ان مجرمانہ اقدامات کے خلاف شدید غم و غصہ و نفرت کا اظہار کرنے اور ہمارے عزیز دینی بھائیوں اور بیٹوں کی ناحق خوں ریزی و شہادت پر تین دن سوگ منانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو اس میں توسیع کا اعلان پھر کروںگا ......

---

۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

پورے ملک میں ہڑتال کا اعلان

...... نام نہاد آزاد سیاسی ماحول میں پورے ایران کے اندر جس قسم کے جان لیوا حادثات رونما ہو رہے ہیں۔ ان سے ملک کے تمام حلقوں میں غیظ و غضب اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ ہم ہی نے نہیں نفرت کا اظہار کیا بلکہ مظلوم ایرانیوں کی آواز سننے والے تمام دنیا کے باشعور و دانشور فکری و سیاسی افراد و اقوام نے لبیک کہی اور ہماری مردانہ وار جدوجہد کی تائید اور حکومت کی مذمت کی ہے۔

...... خونخوار و جابر اقتدار اعلیٰ نے بڑی مجرمانہ جسارت کرتے ہوئے صحن مطہر امام رضا علیہ السلام میں بے شمار افراد کو قتل یا زخمی کیا ......

...... تاریخ اسلام میں یہ تیسرا واقعہ ہے جو اس آستان مقدس میں رونما ہوا اس سے اقتدار اعلیٰ کی اسلام سے دشمنی و کینہ وری ثابت ہوتی ہے۔ پہلا واقعہ روسیوں کے ہاتھوں ہوا، دوسری مرتبہ ۱۳۱۴ھ ہجری میں ہوا جب سابق حکمران (رضاخان) کا دور تھا، اس وقت یہ حقیر بھی مشہد آیا ہوا تھا اور مسجد گوہر شاد میں دوسرے

علماء اسلام کے ساتھ گرفتار و قیدی ہوا تھا ......

اللہ کا شکر ہے، آج تک علما کے اس انقلاب تک جس کا مقصد اسلام کی خدمت، وطن عزیز کی آزادی و اقتصادیات اور پیداواری سرچشموں کا استحکام اور ملت ایران کی سیادت ہے۔ میں مختلف طریقوں سے خدمات انجام دے رہا ہوں ..... اس عظیم جسارت و بے ادبی پر اپنی آواز کو ساری دنیا میں پہنچانے کے لیے، اتوار، ۵ ر ۹ ر ۵۷ھ ش کو پورے ملک میں ہڑتال کا اعلان کرتا ہوں۔

ار محرم سنہ ۱۳۹۹ھ

۱۱ ر ۹ ر ۱۳۵۷

طہران میں شب اوّل محرم کے قتل عام پر آیت اللہ کا اعلامیہ

...... ہفتہ، محرم سنہ ۱۳۹۹ھ کی پہلی رات کو طہران میں رونما ہونے والے غم انگیز و افسوسناک واقعات اور ہمارے برادران ایمان کے قتل عام نے مسلمانوں کے دل زخمی کر دیے پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ ہم تمام مسلمانوں، علما کے تمام حلقوں، شہداء کے زخمی دل خاندانوں کو تعزیت پیش کرتے ہوئے ظالم حکام اور ان کے مظالم کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

پہلوی خاندان کے نوکر شاہی افراد کے اس عمل بد پر اظہار نفرت و ملامت کے لیے اتوار کے دن عام ہڑتال کا اعلان کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ تمام عوامی حلقے تعاون کریں گے۔ ظالم و خائن و قانون شکن افراد کے ہاتھ ٹوٹنے کی بارگاہ خداوندی سے دعا ہے.....

---

۵ محرم ۱۳۹۹ھ
۱۵/ ۹/ ۱۳۵۰ ش

گرگان میں قتل عام اور علماء گرگان کے خطوط کے بارے میں جواب

...... دوسرے افسوس ناک حادثات کی طرح جو خائن حکومت کے آمریت پسند نوکروں کے ہاتھوں ملک کے مختلف علاقوں میں رونما ہوتے ہیں اس واقعے کو بھی سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں......

بلاسبب اس قسم کی فضا پیدا کرنے سے اس تحریک میں مسلمانوں کے قدم آگے بڑھانے کے جذبے سے سب لوگ باخبر ہیں، کوئی ان کا راستہ نہیں روک سکتا۔ بلکہ اس طاغوت زمان سے مقابلہ کرنے کا جذبہ اور مستحکم ہوگیا ہے۔

جن لوگوں نے اسلام کے دبستان میں تربیت پائی ہے وہ اس تحریک میں جان دینے کو خوش نصیبی جانتے ہیں اس کے بدلے وہ اپنا نصب العین چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں......

---

۸ محرم ۱۳۹۹ھ
۱۸/ ۹/ ۱۳۵۷

بوشہر میں ہنگامے پر آیت اللہ شیرازی کا خط

...... ملک کے دوسرے شہروں میں استبدادی حکومت کے ظالم و خائن نوکروں کے ہاتھوں رونما ہونے والے دوسرے درد انگیز حادثات کی طرح اس واقعہ نے بھی دکھ پہنچایا، ہم حکمران ٹولے کی سخت مذمت کرتے ہیں۔

...... ہم جانتے ہیں کہ بلا وجہ اس قسم کی فضا پیدا کرنے سے مسلمانوں کے مضبوط قدم راستے سے نہیں ہٹائے جاسکتے بلکہ طاغوتِ وقت کے مقابلہ میں استقامت اور بڑھے گی۔

جن مسلمانوں نے اسلام کی درس گاہ سے تربیت حاصل کی ہے وہ اس راہ

میں مرنے کو خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے نصب العین سے ہٹ نہیں سکتے.....

---

۸ محرم سنہ ۱۳۹۸ھ

۱۳۵۰/۹/۱۸

عاشورہ کی آمد پر آیت اللہ شیرازی کا پیام

......ملت محترم ایران! عاشورہ کے دن، عمل اور درس حق کے بہترین مدرس اور بہترین سبق دینے والے ہیں، اور...... حضرت امام حسین علیہ السلام (اس کے ہادی ہیں)...... اتنے اہم دنوں میں واجب ہے کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں...... اور دبستان سید احرار سے فیض حاصل کریں،

میں اپنے انسانی و دینی فریضے کے مطابق فوجی حکومت کو تنبیہ کرتا ہوں۔ یاد رہے ایران کی نبرد آزما، باخبر اور معزز قوم ان بدکاریوں، گروہ در گروہ قتل، علما کی توہین، مسلمانوں کے حقوق پر دست درازی، غارت گری، لوٹ مار.... سے مرعوب نہیں ہوگی۔

یہ خونی کھیل اور جنگ جو اس بوسیدہ نظام کے نوکروں کے ہاتھوں برپا ہے، تاتاریوں اور نازیوں کی خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ وہ لوگ نسل و دین و مذہب کے لحاظ سے مختلف تھے۔ ایران کی حکومت موجودہ ایک مسلمان سپاہی کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو گولی اور اسٹین گن کا نشانہ بنائے۔

میں تمام فوجی سپاہیوں، افسروں، پولیس اور انتظامیہ، ججوں اور مجسٹریٹوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ کسی عالم میں گولی مارنے یا سزا دینے کا حق نہیں رکھتے وہ اپنی پوسٹ پر برقرار رہیں لیکن اگر پاگل حکومت اس قسم کے کام انجام دینے پر مجبور کرے تو اپنی پوسٹ چھوڑ دیں....

---

۲۱ محرم ۱۳۹۹ھ

۱/۱۰/۱۳۵۷ش

اصفہان و نجف آباد کے خونی حادثات پر آیت اللہ کا پیام

...... اصفہان و نجف آباد کے تازہ خونی واقعات اور ناہنجار طور طریقوں نے تمام مسلمانوں اور علمی حوزے کو سخت غمگینی اور سب کے دلوں کو زخمی کیا ہے....

....موجودہ حکمران ٹولہ اور چور حکومت پورے ملک میں خونیں ماحول، اگر وہ در گردہ قتل اور عوام کو خون میں نہلانے سے، گھٹن، دباؤ اور فوجی گھیراؤ سے علماء کرام کے قطعی فیصلوں اور ملتِ ایران کے پختہ ارادوں کے مقابل میں دیوار نہیں کھڑی کر سکتی۔ بلکہ یہ سب باتیں ہمارے باہمی استقلال کا سبب بنتی جا رہی ہیں اور ہم سب کو فتح و فیروزی کے قریب لیے جا رہی ہیں.......

.....میری طرف سے تمام علماء کرام اور اصفہان و نجف آباد کے دین دار مسلمانوں کو گہرے رنج و غم اور تعزیت کے جذبات خلوص پہنچا دیں......

---

۲۱ محرم ۱۳۹۹ھ

۱/۱۰/۱۳۵۷ش

مشہد مقدس کے اسپتال میں علما کی منزل گزینی[1] پر آیت اللہ صدوقی کے تار کا جواب

مشہد مقدس، صوبہ خراسان کے متعدد شہروں پر بے پناہ ہجوم نے حملہ کیا، مکانات اور دکانیں لوٹ لیں۔ توڑ پھوڑ اور مار پیٹ کی۔ اس کے باوجود کہ گندی

---

[1] مشہد پر پولیس کے بے پناہ مظالم کے جواب میں علماء اعلام " بیمارستان امام رضاؑ " میں متحصّن، قلعہ بند یا منزل گزیں یا بست نشین ہو گئے۔ ایران میں احتجاج کا یہ موثر طریقہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔

سازش ناکام رہی۔ اقلیتوں کو اکسایا، بدمعاشوں اور کرایے کے ٹٹوؤں کو ابھارا، ان لوگوں نے اقلیتوں کے گھر جلا دیئے۔ پھر حکومت نے مسلمانوں پر الزام تراشیاں کیں، ملک بیرون ملک پروپیگنڈا کیا۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ علماء اور مسلمانوں کا شیوہ آگ لگانا، غارتگری اور آدم کشی و قتل نہ کبھی تھا نہ آج ہے۔۔۔

---

۲۳ محرم ۱۳۹۹ھ

۱۳/۱۰/۱۳۵۷ ش

سرلشکر میر ہادی کے حکم سے مشہد مقدس میں قتل عام پر اعلامیہ

۔۔۔۔ ابھی امام رضا علیہ السلام کے اسپتال کی قربانیوں کا خون خشک نہیں ہوا اور حادثات میں مجروحین کے زخم ابھی ہرے تھے، زخمی ابھی اسپتال کے بستروں سے نہ اٹھ سکے تھے۔۔۔۔۔۔ فساد پرور و سفاک حکومت نے ایک تازہ واردات، ایک نیا حادثہ برپا کیا اور بہت سے مظلوموں کو خاک و خون میں نہلا دیا۔۔۔۔۔۔ نئے مارشل لا افسر۔۔۔۔ نے اپنی قابلیت اور تفویض شدہ منصب کی صلاحیت ثابت کرنے کے لیے یہ کام انجام دیئے۔۔۔۔ منصب، نوکری، سفاکی، جلادی، دہشت گردی، ہر وہ کام جو ایران کی استبدادی حکومت چاہتی ہے انجس سے اس کی خون آشامی کی پیاس بجھ سکے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ ظاہر ہے ایسے منحوس فاسد نظام سے ایسے ہی فوجی افسروں کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن مشہد کے دلیر و آزاد شہریوں کے مزاج ایسے خونخوار شخص کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم بڑی سنجیدگی سے خبردار کرتے ہیں کہ عوام ابھی بدلہ لینے نہیں اٹھے ہیں۔ عوام کی انتقامی کارروائی سے پہلے جتنی جلدی ہو سکے یہ شخص مشہد چھوڑ دے، ہمارے مجاہد اور جان کی بازی لگانے والے ایرانی ان سفاکانہ اقدامات سے نہیں ڈرتے۔ یہ لوگ حکومت اسلامی کے عادلانہ نظام کے قیام تک انسانی و اسلامی حدود کے مطابق جدوجہد سے دست کش نہیں

ہوں گے.....

......اس مقدس نصب العین کے مطابق اور ان خوفناک حادثات کے خلاف مشہد مقدس کے علما بیمارستان امام رضا علیہ السلام میں دھرنا مار کر بیٹھے ہیں۔ یہ احتجاج میری اور تمام مراجع تقلید کی مکمل تائید اور مسلمانوں کی متحد و منظم و مضبوط کمک سے کامیاب ہے۔

اجنبیوں کے حامی اور غلط کار مجرم یاد رکھیں، ملتِ ایران عادل اللہ کی مدد اور دلِ منتقم کی توجہ خاص سے اپنے دلیر فرزندانِ وطن اور جگر پاروں، عزیزوں اور رشتے داروں کا بدلہ لے گی اور وقت آ گیا ہے:

اَلَیْسَ الصُّبحُ بِقَرِیْبٍ۔ ؟ کیا صبح آ نہیں رہی ہے؟

---

۲ صفر ۱۳۹۹ھ

۱۱/۱۰/۱۳۵۷ ش

شہرِ شہادت مشہد مقدس کے یکشنبہ ۱۰ دی کے خونیں واقعے پر آیت اللہ کا بیان[1]

......باز وشکستہ حکومت ایران کی مجنونانہ و وحشیانہ حرکتوں کے نتیجے میں تہران، تبریز، قم، تربتِ حیدریہ وغیرہ خصوصاً مشہد مقدس میں دو دن کے پے در پے حملوں سے بہت سے مسلمان بھائی اور بہنیں زخم و قتل سے دوچار ہوئیں، حکومت وقت نے کئی مرتبہ میرے گھر پر فوجیوں سے یلغار کرائی جس سے مومنین قتل بھی ہوئے اور مجروح بھی۔ یہ بات علما سے بغض و عناد کو ثابت کرنے کے لیے کافی

---

[1] اس سنگین واقعے پر پوری دنیا نے احتجاج کیا، آیت اللہ سید محمد رضا گلپائگانی، آیت اللہ مرعشی و آیت اللہ سید کاظم شریعت مداری نے آیت اللہ سید عبد اللہ شیرازی کو تار دیئے۔ پاکستان سے اس حقیر نے بھی آیت اللہ شیرازی کو تار دیا تھا۔

ہے، سب جانتے ہیں کہ اس نے علماء سے تعاون کا ہاتھ کیوں کر بڑھایا ہے! اب میں اسلامیانِ ایران کی توجہ چند نکتوں کی طرف موڑنا ضروری سمجھتا ہوں۔

...... دلیر، ثابت قدم اور باعزیمت نفسیات رکھنے والے مسلمانوں نے بے رحم و وحشیانہ حرکات کا مقابلہ کر کے غاصب فوجی حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ اب ان کے عزم صمیم اور پختہ ارادے کو کوئی تہدید و سختی متزلزل نہیں کر سکتی اس میں کوئی سستی نہیں پیدا کی جا سکتی ...... اس نازک مرحلے پر عام افراد خصوصاً ہمارے غیور جوانوں کو انتہائی ہوشیاری اور سمجھ داری سے کام لینا چاہیے، ان کے کاندھوں پر بڑا بوجھ ہے، ممکن ہے حکمران ٹولے سے وابستہ کوئی گروہ آخری حربہ آزمانے کے لیے آپ کی مضبوط صفوں میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ اور آپ کے انقلابی اقدامات کو آتش زنی، عمارتوں کے انہدام، سرکاری ملازمین کے قتل سے آلودہ کر کے خواہ مخواہ تحریک کو بدنام کرے۔

...... یاد رہے، سرکاری عمارتیں، سرکاری سرمایہ جو اس حکومت کے پاس ہے وہ در اصل عوام کا ہے۔ وہ قومی سرمایہ ہے، مستقبل میں قوم کو ان سب چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا ان کو محفوظ رکھیے، ان کی تباہی، ان کو جلانے اور قومی دولت کو ضائع کرنے سے احتیاط کیجیے۔

---

۱۴ صفر ۱۳۹۹ھ

۲۲/۱۰/۱۳۵۷ ش

آیت اللہ سید محمد رضا گلپائگانی[1] کے تار کا جواب

حادثہ ۱۰ دی، یکشنبہ خونین مشہد سے متعلق

......خدا سے غافل بے رحم جلادوں کے ہاتھوں بے گناہ مسلمانوں کے قتل

---

[1] آیت اللہ گلپائگانی کا تار: ...... مشہد مقدس کا درد انگیز المیہ اور خدا سے غافل،

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور ان پر حملے نیز میرے مکان پر یلغار سے متاثر ہو کر آپ نے جس رنج و الم کا اظہار فرمایا ہے وہ موجب تشکر و امتنان ہے۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ جلد از جلد ظلم کی جڑیں اکھڑیں، تمام مسلمان اور علماء اعلام زیر توجہات حضرت بقیۃ اللہ المنتقم ولی عصر ارواحنا فداہ فتح کامل عطا ہو۔

۳/ صفر سنہ ۱۳۹۹ھ
۱۲/ ۱۰/ ۱۳۵۷

یکشنبہ، ۱۰ دی ماہ، حادثہ مشہد کے سلسلے میں آیت اللہ العظمیٰ شریعت مدار کا بیان

...... پے در پے مصائب اور لگاتار حادثات، قتل، زخمی اور بربادی، جو ظلم و استعمار کے ہاتھ شہر مقدس اور منزل جناب عالی اور علماء و طلاب اور محترم شہریوں پر نازل ہو رہی ہے۔

ہمیں، حوزۂ علمیہ قم اور تمام مسلمانوں کو اس واقعے نے غمگین و متاثر کیا ہے۔ ان ظالمانہ اقدامات اور ان حکام و کارگزار افراد کی مذمت کرتے ہوئے جناب والا، حوزۂ علمیہ مشہد و اہل شہر کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں — اسلام اور مسلمانوں کی فتح مندی، ان مصائب کا بہترین مداوا بارگاہ خدا سے مانگتا ہوں...۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۔ جابر انتظامیہ اور شاہی کے ہاتھوں وحشیانہ قتل عام اور جناب والا کے مکان پر حملہ شدید رنج و غم کا سبب ہوا، ان مصائب اور بڑی توہین پر سب سے پہلے بارگاہ ملک پاسبان حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام عصر ارواح العالمین لہ الفداء کے حضور میں، اس کے بعد جناب والا، حضرات علماء اعلام دامت برکاتہم اور مصیبت زدہ بھائیوں اور مقتولین کے پس ماندگان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں، خداوند عالم سے ان کے لیے اجر کثیر و صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں:

۳ صفر ۱۳۹۹
۱۲/ ۱۰/ ۱۳۵۷

۳ صفر ۱۳۹۹ھ

۱۲/۱۰/۱۳۵۰ھ

اسی واقعے سے متعلق آیت اللہ العظمیٰ
سید شہاب الدین مرعشی نجفی مدظلہٗ کا تار

......قوت حاکمہ اور استبدادی رژیم کے ہاتھوں وحشیانہ و الم انگیز حادثے سے جو مشہد کے مسلمانوں اور جناب عالی کے گھر پر رونما ہوئے اور جس کے نتیجے میں قتل و ضرب کے واقعات پیش آئے۔ میں گہرے دل سے رنجیدہ و غمگیں ہوں۔ مقتولین کے پسماندگان اور عام حضرات خصوصاً حضرات علمائے اعلام دامت برکاتہم کو تعزیت کے جذبات پیش کرتا ہوں ـــ امید ہے خداوند بزرگ و برتر جس قدر جلد ہوگا ظلم و ستم کے ان ہاتھوں کو مسلمانان ایران کے سروں سے کوتاہ اور عوام کو فتح و فیروزی نصیب فرمائے گا۔

---

۱۶ صفر ۱۳۹۹ھ

۲۵/۱۰/۱۳۵۰ھ

علماء قم کے تار کا جواب۔ حادثۂ
خونین یکشنبہ مشہد کے بارے میں

......آپ کا تار ملا اور محترم علماء کے تاثرات معلوم ہوئے خدا سے غافل سنگ دل مسلح حملہ آور گنڈوں اور سفاک پولیس اور وحشی نوکروں کی یلغار سے بے گناہ مسلمانوں کے قتل اور اس حقیر کے گھر پر دھاوے کے بارے آپ کے جذبات قابل قدر و شکر ہیں.......

آپ جانتے ہیں، شیعہ علما کی تاریخ فخر آفرین اور سب سے زیادہ نتیجہ خیز تاریخ انسانیت ہے۔ انسانی معاشرے اور دین مبین اسلام کے لیے ان کی لگاتار کوششیں اس پر دلیل ہیں......پے در پے قربانیاں دینے سے انھوں نے کبھی

دریغ نہیں کیا، اور آج تک آثار دبستان اسلام و تہذیب کے بقا و تحفظ میں ان کے خون پاک کا بہت بڑا حصّہ ہے۔

اس انقلاب اسلامی میں بھی کلمۂ توحید کی سربلندی، ظالم نظام حکومت کی بیخ کنی اور اسلام کے عادلانہ نظام کے قائم کرنے میں ان کی لگاتار فداکاری اور پیش قدمی جاری رہے گی۔

---

۱۹ صفر ۱۳۹۹ھ

۲۸/۱۰/۱۳۵۷ ش

چہلم امام حسین علیہ السلام اور شاہ پور بختیار کی غاصب حکومت کے سلسلے میں آیت اللہ کا پیام

...... مسلمان قوم کے ارادے کی قوت اور ایمان کی طاقت اور مکمل ہم آہنگی نے ایران کے سفاک حکمران اور اس کی سرپرست طاغوتی طاقتوں کو تاریک مستقبل سے دوچار کر دیا ہے ...... سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے اپنا لطف خصوصی اور غیبی نصرت شامل حال فرما دیا ......

یقیناً یہ باتیں آپ سب کی اطلاع کے لیے لکھی جا رہی ہیں ...... ترقی پسندانہ صورت حال سے باخبر علماء ...... حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی بارگاہ سے امداد کی تمنا کے ساتھ ساتھ ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جلد جلد کو جانتے رہیں گے ......

علماء علام اور خطباء عظام، اردو کے عالی دماغ بھی جہاد اسلامی کی آبیاری کریں اور ملک میں جہاد کے جذبے کو فروغ دیں ......

ایرانی قوم نے یہ جد و جہد اسلامی تعلیمات کی روشنی اور علماء اعلام کی رہبری میں شروع کی ہے ... غلامی ... اجنبی سیاسی و اقتصادی وابستگیاں ختم کرنے اور اسلامی حکومت سے ... اور اپنی منزل تک پہنچنے کی ...

یہ ... ضرور ... سیاست ... قوم اور قومی رہنما ...

کو اس مقدس جدوجہد سے روکا نہیں جا سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ خودساختہ حکومت تمام علماء اعلام کی نظر میں غیر قانونی اور غاصب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حکومت کے دونوں ایوان اور ان کے مصنوعی ممبر ووٹ دینے میں اپنی رائے کے مالک اور قوم کے نمائندے نہیں لہٰذا حکومت سے ہر طرح کا تعاون غیر قانونی و ناجائز ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جن لوگوں کو مبینہ طور پر مجرم کہا جا رہا ہے ان کو سزا دینے کا حق کسی کو نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے مجرموں کی سزا اور اس کا نفاذ فقط با صلاحیت علماء کی عدالتوں ہی کا کام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب تک مراجع و علماء کی تائید سے ایک قانونی و قومی حکومت قائم ہو اس وقت تک ہر قسم کے سرکاری واجبات اور ٹیکس، زمینوں کا کرایہ، اور آستان قدس کے موقوفات کے حسابات روک دیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تاجر و کاروباری حضرات اور دستکار یاد رکھیں کہ ذخیرہ اندوزی و گراں فروشی حرام ہے ۔ اس نازک موقعہ پر قومی استحکام کی بنیاد کو کمزور نہ کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امراء افسر اور فوجی عہدے داروں کو بھی انسانی و اسلامی ذمہ داریوں کی نگہداشت کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ یہ بے دین رژیم ایرانی فوج کو قومی نقصان کے لیے استعمال کرے ۔ آپ لوگ خیال رکھیں اور دھیان دیں اس سے زیادہ اپنے بھائیوں کا خون بہانے کا ارادہ نہ کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

---

۲۸ صفر ۱۳۹۹ھ

حکومت شاپور بختیار کے موقعہ پر حضرت آیت اللہ شیرازی کا تاریخی بیان

اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ "لا یحب اللّٰہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم و کان اللّٰہ سمیعا علیما " اللہ کسی کے علانیہ برا کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر مظلوم (ظالم کی برائیاں بیان کر سکتا ہے) بہت زیادہ سننے اور بہت زیادہ جاننے والا ہے ۔

تمام اہلِ ایران، تمام طبقات بلکہ پوری دنیا کو معلوم ہے، گزشتہ پچاس برس میں ان دونوں پہلوی حکمرانوں نے کیا ظلم ڈھائے اور کتنے جرم کیے ہیں ان کے ستم کا نشانہ گنے چنے افراد کے علاوہ سب ہی قرار پائے۔ ناموس اسلام کی کیا کیا ہتک حرمت کی، عزاداری حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر جو پابندیاں لگائیں وہ سب یا اکثر آپ کو یاد ہوں گی۔ کسی میں جرأت نہ تھی کہ اپنے گھر میں بھی عزاداری یا مجلس برپا کر سکے۔ علماء کرام تو اپنا ہزار سالہ رسمی لباس پہننے سے روک دیے گئے۔ پردہ ختم کر دیا، بے چاری خواتین برقعہ یا دوپٹہ سر پر نہیں ڈال سکتی تھیں۔ حالانکہ پردہ ضروریات اسلام سے ہے۔ اس کی اہمیت اس سے بڑھ کر کیا بیان کروں کہ قرآن شریف میں بہت کم واجبات ایسے ہیں جن کی تفصیل اتنی زیادہ بیان ہوئی ہو جتنی تفصیل و تاکید پردے کی بیان ہوئی ہے۔

پردہ شریعت میں واجب ہونے کے علاوہ ایران کی قومی علامت اور تاریخ کا مسلمہ ہے۔ یزدجرد کی بیٹیاں جب دربار خلافت میں پیش ہوئیں اور وہاں خلیفہ نے شہربانو کی صورت دیکھنے کی سعی کی تاکہ اسے بیچ کر قیمت بیت المال میں جمع کرائی جائے تو شہربانو مشتعل ہو گئیں اور اپنی صورت دکھانے پر تیار نہ ہوئیں اور اپنے دادا یزدجرد کو برا بھلا کہنے لگیں کہ اگر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط چاک نہ کیا ہوتا تو یہ ذلت نہ اٹھانا پڑتی۔ خلیفہ سمجھے کہ انہیں برا کہا ہے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تشریف فرما تھے، آپ فارسی جانتے تھے آپ نے فرمایا یہ اپنے دادا کو برا کہہ رہی ہے۔

پردہ واجب ہونے کے علاوہ ایرانی قومیت کی علامت تھا۔ مگر ان دونوں بادشاہوں نے اسے اپنے آقاؤں کے حکم، یا ان کی اندھی تقلید یا ان کی خوشامد میں ختم کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔

مسجد گوہر شاد و حرم و رواق محترم حضرت امام رضا علیہ السلام کا واقعہ بھی پردہ اٹھانے کے سلسلے میں رونما ہوا تھا۔ لوگ جمع تھے حضرت آیت اللہ العظمیٰ حاج

آقا حسین قمی طاب ثراہ جناب آیت اللہ اردبیلی مرحوم، دوسرے علما اعلام اور یہ حقیر بھی موجود تھا، بات چیت کے دوران میں نے تجویز پیش کی، یہ شخص (محمد رضا خان) تار کی بات نہیں سنتا، بہرا ہے، اگر اس پر کسی بات کا اثر ہو سکتا ہے تو وہ بات ہے خود جناب عالی کا سفر، آپ اس سے ملیں اور فرمائیں کہ میں وہی شخص ہوں کہ جب بھی آپ مشہد آئے مجھ سے ملنے کی خواہش کی اور میں نے ملاقات سے انکار کیا، اب میں خود آیا ہوں، آپ پردے کے معاملے سے دست کش ہو جائیں۔ آقای قمی رحمہ اللہ نے تجویز قبول فرمائی اور روانہ ہو گئے۔ ہم نے نرم انداز میں تار بھیجے، ہمارے ان تاروں کا جواب گولیوں سے دیا گیا۔

مسجد، رواق و حرم مقدس کا گھیراؤ کیا گیا اوپر نیچے سے گولیاں برسنے لگیں غالباً ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے، زندہ زخمیوں اور لاشوں کو اٹھا کر گڑھوں میں پھینکا اور انھیں پاٹ دیا گیا۔ یہ روایت معتبر اشخاص بیان کرتے ہیں اور ہم اس کے گواہ ہیں۔ یہ تھا نرمی سے مطالبہ کرنے اور باادب درخواست کا جواب

آیت اللہ قمی کو باغ سراج الملک میں مقید و محبوس کیا، ہم لوگ بھی انتہائی درشت طریقے سے طہران بھیجے گئے جہاں دو ماہ تک جیل میں رہے، مدتوں اس قید میں ایسی تاریکی رہی جس میں زندگی دوبھر تھی۔ سرِدست اس واقعے سے بحث مقصود نہیں۔ اسلامی ممالک نے حکومت ایران پر سخت تنقید کی، جس کے جواب میں پہلے یہ کہا گیا کہ اس میں علما کا کوئی دخل نہیں، پھر ہمارے قید ہونے کا انکار کیا اور آخر میں اس کا سارا بوجھ اسدی نائب متولی کے سر ڈال کر اسے قتل کر دیا ـــ اگر اس رات اسدی دروازے نہ کھولتا تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا من اعان ظالما نعد سلطه الله علیه (جو کسی ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس پر اسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے)۔ دراصل اس پوری تحریک کے سربراہ حضرت آیت اللہ قمی اور ہم چند افراد تھے۔

مشروطیت کہاں؟ آئین کہاں ہے؟ جس کا ڈھول پیٹتے اور جس کی پابندی کی جاتی ہے؟ علما احترامات کے ساتھ تار دیں، عوامی مطالبات ادب واحترام

سے بادشاہ کے حضور میں پیش کریں پھر اس کا جواب قتل عام، مسجد کی بے حرمتی، حرم امام رضا علیہ السلام کی توہین ہے۔

دستورِ اساسی میں صاف لکھا ہے کہ شاہ پلید کو مذہب جعفری کا مُروّج ہونا چاہیے۔ اس کو کہتے ہیں مذہبِ جعفری کی ترویج؟ آئین کی رو سے ایسے کام کرنا شاہ اور شاہی سے خود بخود معزول کا سبب ہے۔ وہ خود منخلعؔ و معزول ہو چکا ہے اب کسی کے معزول کرنے، ریفرنڈم کرانے، اثبات و نفی، شک و شبہ کا وقت گزر چکا۔

اپنے والد کے صاحبزادۂ مکرم محمد رضا پہلوی نے مذہب جعفری کے خلاف لاتعداد بے حساب اقدامات کیے، تاریخ اسلام و مذہب جعفری کے مقابلہ میں انتہائی (گھٹیا) قدامت پرستی و رجعت پسندی کے طور پر زردشتی تاریخ کا احیا اور اسے رائج کیا، بذاتِ خود اور اس کا گھرانہ اور پہلوی خاندان بے پردگی کو عام کرتا رہا، اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح بے پردہ پھرا، خود اس کی بیوی تنِ تنہا اندرون و بیرون ملک بے حجاب پھری ـــ اسے ترویج مذہب جعفری کہتے ہیں؟ یہ ہے دستور کی پابندی؟ ـــ وہ عملی طور پر ساری دنیا کو سمجھانا چاہتا تھا کہ میں بادشاہ ایران پردے کی پروا نہیں کرتا ـــ خانم فرح صدر امریکہ کارٹر کے ساتھ شراب پی رہی ہیں، کس قدر عجیب و غریب طرح، تن بدن میں آگ لگی ہے۔

حکومت عراق نے وعدہ کیا تھا کہ پانچ ہزار غیر عراقی طلبہ نجف اشرف میں تحصیل علم کے لیے رہنے کی اجازت دے گی۔ ایران و عراق میں صلح ہوئی، صبح کو نجف کی سڑکوں پر گرفتاریاں شروع ہو گئیں، چند دن بعد علماء و طلبہ کے پاسپورٹوں پر ترکِ عراق کی مہریں لگا دی گئیں۔ ایک رات میں ایک ہزار چار سو طلبہ و فضلا گرفتار و جلاوطن کر دیے گئے۔ اگر بادشاہ نے حوزہ کے برقرار رہنے کی دفعہ لکھی ہوتی تو تباہی نہ ہوتی۔ حکومت عراق نے مجھے بہت روکا مگر میں نے احتجاجاً عراق چھوڑ دیا۔

قاچاری عہد میں امیر عبدالرحمان والی افغانستان نے شیعوں پر ظلم ڈھایا، شاہِ قاچار نے فوج کشی کر کے ہرات کو فتح کر لیا جس کے بعد افغانستان کا دارالحکومت

کابل منتقل ہوگیا۔ یہ اس زمانے کے بادشاہ کا تذکرہ ہے جب ایران کے دستور اساسی میں بادشاہ کا مروج مذہب جعفری ہونا درج نہ تھا۔ ایک یہ بادشاہ ہے۔ سب مطمئن تھے کر صلح کے بعد نجف کے اہل علم (علماء و طلبہ) آسودگی کے دن گزاریں گے — بہرحال دستور اساسی کے مطابق جیسے آپ تسلیم کر چکے ہیں — یہ بادشاہ معزول ہو چکا ہے، اس کی قانونی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔ اسے معزول و خلع کے لیے کسی قانونی چارہ جوئی کی ضرورت نہیں ہے — یہ دینی زاویے سے گفتگو تھی — اقتصادی صورت حال یہ ہے کہ ملک کی ساری دولت غیروں کے حوالے کر دی ہے۔

باپ بیٹے کا ملک و ملت پر یہ ستم بھی رہا کہ ایران کے سرحدی قبائل کو تباہ کر دیا، وہ قبائل جو ایران کی طویل تاریخ میں ایران کی سرحد کے محافظ تھے، خصوصاً قشقائی اور بختیاری قبیلے جو بہادری میں مشہور و معروف ہیں۔ اگر یہ قبائل ختم نہ ہوتے تو امریکہ یا کوئی اور قوت بادشاہوں اور ارکان سلطنت پر تسلط حاصل نہ کر سکتی، یہ قبائل ایسے موقعوں پر میدان میں نکل آتے تھے، اس کی تفصیل تاریخ میں موجود ہے۔

بختیاری قبیلہ، مشروطیت کبریٰ کا مجدد اور مشروطیت کا سنگ بنیاد رکھنے والا ہے۔ سنہ ۱۳۲۶ ہجری کی بات ہے، میں نجف سے تعلیم ختم کر کے ایران آیا ہوا تھا، مارشل لاء اور شہری آزادی کے خاتمے کا دور دورہ تھا، اصفہان و شیراز جیسے دور دراز شہروں کے علما قم میں جمع ہوئے ادھر ادھر کے لوگ ہجرت کر کے قم آنے لگے تاکہ معاملات پر گفتگو ہو۔ جناب آیت اللہ حاج نور اللہ نے ملاقات کے آغاز میں خبر سنائی، مشروطہ تحریک کے دو اساسی آدمیوں میں سے ایک شخص عدل مظفری، محمد علی کی بندوق کا نشانہ بن چکا ہے۔ سینٹ اور مشروطہ میرے قبضے میں ہے، کیونکہ میں بختیاریوں کی مدد سے اسمبلی میں آیا ہوں۔ اس نے طہران پر قبضہ کیا، مشروطہ کو دوبارہ بحال کیا، اب میں نے مشروطہ اور سینٹ سے استعفیٰ صرف اس لیے دیا ہے کہ یہ سینٹ ہر قانون اسلام کے خلاف بناتی ہے —

بختیاری قبیلے کے سربراہ آج کہاں ہیں؟ وہ دونوں باپ بیٹے جلادوں کے

حکم سے لاپتہ اور قتل ہوئے! جناب شاہ پور بختیار یا تو یہ سب باتیں بھول گئے ہیں یا سن و سال کا تقاضا بدل گیا ہے — عقلمند کو اشارہ کافی ہے[۱]۔

---

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

۲۲/ ۱۱/ ۱۳۵۰ ش

فتح انقلاب اسلامی پر پیغام

...... اللہ کے حکم اور آپ بھائیوں اور بیٹوں کے پختہ ارادوں سے فتح کی منزل سامنے آئی، آپ کی لگاتار جد و جہد کا ایک ہی مقصد تھا، صحیح معنوں میں انقلاب اسلامی برپا کرنا، حق کا بول بالا کرنا، دین کی مکمل حکومت قائم کرنا، جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ہے "یکون الدین کلہ للہ"

یہ کامیاب کوشش میرے اور تمام دنیا کے لیے بے حد قابل تعریف ہے...

..... اس نازک مرحلے میں چند باتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں:

۱۔ تمام حلقوں، طبقوں اور قوم قبیلوں سے درخواست ہے کہ باہمی اتحاد کا خیال رکھیں اور انتشار پسند افراد کو موقع نہ دیں کہ وہ آپ کی صفوں میں داخل ہو کر ہماری

---

[۱] ڈاکٹر ہمایوں الٰہی نے اپنے رسالے استعمار و نوسانات سیاسی میں لکھا ہے کہ:

"ارتشبد ازہاری کی فوج حکومت ۱۵ آبان ماہ سے ۱۵ دی ماہ ۱۳۵۷ ھش... تک اور ڈاکٹر شاپور بختیار کی وزارت ۱۵ دی ماہ سے ۲۱ بہمن ۱۳۵۷ ھ شمسی تک رہی۔"

شاپور بختیار نے جس کانفرنس میں خبرنگاروں سے کہا تھا کہ ان کی تصویر ایسے رخ سے نہ لیں جس میں ڈاکٹر مصدق کا عکس نہ آئے وہ مصدق کی تصویر اپنے پاس رکھ کر بیٹھے تھے انھوں نے عوام فریبی کی خاطر جبہۂ ملی اور ڈاکٹر مصدق کا نام استعمال کر کے قوم کو دھوکا دیا۔ وہ غیر ملکی طاقتوں کے آلۂ کار تھے جس کا ثبوت ایرانیوں کے پاس موجود ہے۔

قوم کے اصل چہرے کو بگاڑ سکیں۔

۲۔ فوج کے ان افراد کی قدردانی کرتے ہوئے جو ضمیر کی آواز، اپنی قومیت کے احساس اور اپنے مذہبی فریضہ کا تقاضا سمجھ کر مثبت قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے اور قوم کی صف میں آن کھڑے ہوئے ہیں۔ میں دوسروں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بھی جتنی جلد ہو سکے اپنے بھائیوں کی خدا پسند پالیسی کو اختیار کریں اور آزادی وطن و اعزازِ قوم کے متمنی علما کے پروگرام کے مطابق کام کریں گے۔

---

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

۲۱/ ۱۲/ ۱۳۵۰ شمسی

اخبار "پارس" کے نمائندے سے انٹرویو

سوال کا خلاصہ: علما ملک کی آئندہ سیاسی و معاشرتی تبدیلیوں میں کس حد تک دخل دینا پسند کریں گے؟

جواب: علما کا طبقہ بالفاظ دیگر مذہبی رہبری و قیادت "قرآن و اہل بیت" کے پیغام رساں کے طور پر ایک پاک صاف معاشرے کی بنیاد رکھیں گے جس کا دائرہ وسیع ہوگا یعنی سیاسی بھی اور معاشرتی بھی اس طرح سے آسمانی پیغام کو عملی جامہ پہنایا جائے گا.....

سوال: نفاذ قانون کے سلسلے میں، تعزیرات اور اجتماعی انصاف کے لیے موجودہ قوانین کا جاری رہنا ضروری ہے یا فقط اسلامی قوانین؟ یا دونوں ایک ساتھ پھر اس کے نفاذ کے لیے آپ اہم نکات جو سمجھانا چاہتے ہیں وہ بیان فرمادیں۔

جواب: اسلام کے قانون تعزیر و سزا کے تمام اجزا فقہاء اسلام کی تحقیق و کاوش سے مرتب ہو چکے ہیں، اس بارے میں کوئی اہم نکتہ موجود نہیں ہے۔ جیسے ہی اسلامی احکام، قصاص و حدود و تعزیرات یا ضمانات جیسے معاملات میں اسلامی قوانین مجموعی طور پر نافذ ہوں گے، اسی وقت لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ

اخلاقی معاشرے کے ساتھ اسلام کا نظامِ عدل کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ موجودہ قوانین مغربی قوانین کا ترجمہ ہیں، یہ قوانین ایک اسلامی مملکت میں نافذ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے، البتہ ایسے قوانین جو اسلامی اصول سے شمہ بھر بھی مخالفت نہ رکھتے ہوں گے ان کا اسلامی احکام کے ساتھ باقی رہنے کا امکان ہے۔

سوال: حکومتِ اسلامی میں احکامِ فقیہ کی تعمیل کا مرحلہ جناب عالی کی نظر میں کیونکر ہے؟

جواب: فقہ استدلال کے مباحث کے "باب القضاء" میں جہاں "فقیہ مسلّم جامع الشرائط" کا عنوان آتا ہے، وہاں میں نے اس دائرہ کار و اختیار کے بارے میں کہا ہے کہ فقیہ کو جو ولایت حاصل ہے اس کی بنا پر وہ اہم ترین فرائض قبول کر سکتا ہے، اور ولایتِ فقیہ کے سہارے اسلام کی صحیح زندگی وجود پذیر ہو سکتی ہے۔

سوال: پہلوی دور کے آئین اور زیرِ ترتیب نئے آئین کے بارے...... میں؟

جواب: .... رائج الوقت قانونِ اساسی (آئین) گزشتہ رژیم سے مسلسل انحراف سے ختم ہو چکا ہے اور اسے مذہبی رہنماؤں کی تائید بھی حاصل نہیں رہی، لہٰذا نئے آئین کی ضرورت بڑی شدت سے موجود ہے، ایسا آئین جس کے دفعات اسلامی احکام کے مطابق اور روشن فکری و آزادیٔ صحیح کے اصولوں پر مبنی ہوں، نیز وہ اساسی دستور لیڈروں کے خلاف تحفظ کا ضامن اور مکمل آزادی و دستوری کو اساسی قانون کہا جا سکے......

سوال: حکومتِ اسلامی میں خواتین کا حصہ کیا ہوگا؟ تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی نظام کی تعمیر و ترقی میں کس حد تک ان کی توانائی سے فائدہ اٹھایا جائے گا؟ جناب عالی کے نزدیک عدالتوں میں وہ مؤثر مرتبہ حاصل کر سکتی ہیں؟

جواب: کیا خواتین اسلامی معاشرے کا حصہ نہیں ہیں کہ انھیں شرعی ضوابط کی بنیاد پر اپنے حقوق و امتیازات سے محرومی کا سامنا کرنا ہوگا! خواتین کا سب سے بڑا حصہ نئے جنم لینے والے معاشرے کی تربیت ہے، یہ منصب خود واضح

کرتا ہے کہ خواتین کا درجہ کس قدر اہم اور نازک ہے۔ ہاں، وہ عدالتی معاملات میں دخل دہی کا حق نہیں رکھتیں۔

سوال: مختلف طبقات کے سیاسی اداروں، انجمنوں اور ان کے پروپیگنڈوں، ذاتی خیالات و رجحانات اور ان کی آزادی فکر اور لٹریچر کے بارے میں جناب کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب: آیۂ کریمہ " لااکراہ فی الدین " "دین میں زبردستی نہیں ہے" اعتقادی مسائل کی بنیاد پر ٹھونسے نہیں جا سکتے، دلیل و برہان کے مطابق عقیدہ و اظہار خیال میں لوگ آزاد ہیں، ہاں، اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ 'فکری آزادی' کے مفہوم سے فائدہ اٹھا کر حکومت اسلامی کے بنیادی مقاصد کو نقصان پہنچایا جا سکے۔

مختلف سیاسی افکار کی اشاعت اور مختلف معاشرتی طبقات کی طرف سے بین الاقوامی روابط اور تمام طبقاتی دیکھ بھال کے طور پر جائز بھی ہے اور رائج بھی ــــ جو دبستان فکر مادہ پرستی اسلام کی مخالفت کریں گے انھیں بہرحال روکا جائے گا، ان پر پابندی لگے گی۔

سوال: گزشتہ انقلاب اسلامی میں نوجوانوں کا بڑا شاندار حصہ تھا، کیا مستقبل کے منصوبوں میں بھی ان کی فکری و جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش زیر نظر ہے؟

جواب: اس انقلاب میں نوجوانوں کے وقیع تعاون اور قیمتی کارناموں کی انجام دہی میں کیا شک ہے، جوانوں کی طاقت پر توجہ مذہبی مسائل میں اہم مسئلہ ہے۔ حدیث میں ہے "ان اللہ یبغض الشاب الفارغ" "اللہ جوان بیکار سے نفرت کرتا ہے" اس سے واضح ہوتا ہے کہ دبستان اسلام میں نوجوانوں کی قوت پر کس قدر توجہ مبذول رکھی گئی ہے۔ یقیناً مستقبل کے منصوبوں میں نوجوانو کو بڑی بھاری ذمہ داریاں قبول کرنا ہوں گی، اقتصادی نظام کو حرکت میں لانے،

تعلیم و تربیت کا نظام چلانے، ملک کے نازک و اہم عہدوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری انھیں اٹھانا ہوگی بشرطیکہ اسلام کے بلند و بالا تعلیمات کی روشنی میں شرعی و فقہی نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوں۔

افواج ایران کے بارے میں فرمایا — کوئی ملک مضبوط فوج کے بغیر اپنے پیروں پر نہیں کھڑا ہو سکتا۔ اور کوئی فوج قوم کی حمایت و تعاون کے بغیر اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتی — لیکن ایک حکومت اور انقلاب اسلامی میں فوج کا کردار اس لحاظ سے بہت ممتاز ہو جاتا ہے کہ اس میں دو میں سے ایک نیکی بہرحال حاصل ہوتی ہے۔ فتح یا شہادت۔

...... بین الاقوامی سطح پر ایک مرکز کا قیام ضروری ہے تاکہ شیعی مسائل و احکام اور اسلامی کلچر کی اشاعت ہو سکے اور تمام مراکز علم و ثقافت باہم مربوط رہیں نیز ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام، جناب کی نظر میں کیا نوعیت رکھتا ہے؟ آیت اللہ نے فرمایا:

" نجف اشرف و قم و مشہد مقدس میں شیعہ علماء کرام کے حوزہ ہائے علمیہ ایک ہزار سال سے احکام دین اسلام کی اشاعت کی سنگین ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں جب کہ وسائل اور ادارے ان کے پاس نہ تھے۔ ظاہر ہے، اب مناسب اداروں کی موجودگی میں جدید عصری تقاضوں کے مطابق بہتر اور بلند تر سطح پر یہ خدمت انجام دینا ہماری نظر میں ہے اور ہم یہ کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

اسلامی حکومت کے مقاصد کو آگے بڑھانے، اس کے فوائد سے جلد از جلد بہرہ ور ہونے، گزشتہ نقصانات کا مداوا کرنے کے بارے میں سوال کے جواب میں کہا:

" احکام اسلامی کے نفاذ کے لیے قوم کے تمام افراد، تمام طبقات، میں مکمل اتحاد و ہم آہنگی ہونا چاہیے، خصوصاً دینی رہنماؤں اور افراد ملت میں پورا تعاون انتہائی ضروری ہے، اسی طرح عادلانہ نظام حکومت اور صحیح اسلامی سلطنت قائم ہو سکتی ہے اور یہی بات احکام و قوانین الہی کے مقابلے میں اختلاف و انتشار کو روک سکتی ہے۔

— اقتصادی خوش حالی اور پھیلاؤ کے لیے، بین الاقوامی تعاون و اشتراک کی کوئی صورت جائز ہے؟

— ملک کی اقتصادی صورت حال کو بہتر و وسیع تر بنانے کے لیے اسلامی نظام میں بین الاقوامی تعاون کی نوعیت ایسی نہ ہو جو دوبارہ استعمار اور آمرانہ تسلط کا پیش خیمہ بن سکے اور قوم کو پھر آزادی کے لیے جدوجہد کرنا پڑے — انشاء اللہ، ایسے اسباب ضرور مہیا کیے جائیں گے جس سے زراعت و صنعت میں ملک خود کفیل ہو جائے۔

• — جناب موسیٰ صدر کی گم شدگی اور موصوف کی انقلاب اسلامی ایران میں جدوجہد کے بارے میں فرمایا:

"جناب موسیٰ صدر، شیعوں کے عالم جلیل شمار ہوتے ہیں، دنیائے شیعیت ان کے وجود اور ان کے عمل کارکردگی پر فخر کرتی ہے ان کے بارے میں خبر نہ ملنے سے تمام مسلمان بہت متاثر ہیں۔ اسلامی انقلاب ایران کے پھیلے ہوئے زاویوں کے پیش نظر جناب موسیٰ صدر نے اپنی عالمی شخصیت کے لحاظ سے بہت قیمتی اقدام کیے۔ اور میں اسلامی ممالک کے سربراہوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جناب موسیٰ صدر کی بازیافت کے لیے پوری جدوجہد کریں گے۔

— ملک کے بعض حصّوں میں شیعوں اور سنی بھائیوں کی کشمکش سے متعلق سوال کے جواب میں جناب آیت اللہ نے فرمایا:

— کسی قومی معاشرے کے درہم برہم ہونے کا سب سے بڑا سبب باہمی اختلاف ہے اور کسی قوم کی فتح کا باعث ان کے اندر اتحاد کا وجود ہوتا ہے، اس بناء پر برادران اہل سنت اور ان کے علماء کرام کو سعی کرنا چاہیے کہ وہ سب ہمیشہ مسلمانوں کی قطار میں رہیں، اور دشمن کو موقع نہ دیں کہ ان کو بہانہ بنا کر قومی جدوجہد کے خلاف قدم اٹھائے۔ گزشتہ

دنوں سُنّی علاقوں میں جو گڑبڑ ہوئی تھی، الحمد للہ، فریقین کی دانشمندی و معاملہ فہمی کی وجہ سے بڑی حد تک ختم ہو گئی ہے ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد اس کی جڑیں بھی اکھاڑ پھینکی جائیں گی۔

---

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

۱۵/۱/۱۳۵۸ ش

جمہوری اسلامی کے بارے میں ریفرنڈم کے وقت
حوزۂ علمیہ مشہد کے علماء و اساتذہ کے خط کا جواب

..... معزز ایرانی قوم نے سابق رژیم منحوس کے بدلنے اور حکومت اسلامی قائم کرنے کے لیے صبر و پامردی کے ساتھ اعلیٰ ترین مظاہرہ کر کے بلاشک و شبہ بہت بڑا اقدام اٹھایا۔ اس خالص اسلامی و قومی انقلاب کی کوئی نظیر و مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس حقیقت کا ثبوت وہ جہاد و پیکار مسلسل ہے جس میں قوم کے ہر طبقے نے فداکاری اور قربانیاں پیش کیں۔ اس انقلاب نے یہ بھی نشاندہی کر دی کہ شیعہ روحانیت — علماء اعلام و طلبہ — کا مقدس دبستان مسلمانانِ دنیا میں زندہ ترین اور سب سے بڑا دبستانِ تعمیر و ترقی ہے۔ سب کی تمنا ہے کہ عدالت اسلامی کی ایک حکومت قائم ہو، جس کا نظام جمہوری اسلامی ہو، جس کی بنیاد ایرانی عوام کے اجتماعی، معاشرتی، اخلاقی، ثقافتی، تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی جائز حقوق کی بحالی ہو، جس کا سرچشمۂ فیض پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ اطہار علیہم السلام کے ارشادات ہوں۔

اس لحاظ سے ایسی اسلامی جمہوریہ کے حق میں مسلمان کا رائے دینا قومی و مذہبی فریضہ ہے۔ میں بھی اس جمہوری اسلامی کے حق میں رائے دے رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تمام افرادِ ملت اس میں حصہ لیں گے۔

---

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

۴/۳/۱۳۵۸ ش

رہبر انقلاب آیت اللہ العظمیٰ خمینی مدظلہٗ کی تقریر کے سلسلے میں آقائے شیرازی کا تار

...... نظام جمہوری اسلام کی لازمی ضرورت، اور منفی رجحانات و خیالات کے خلاف اظہار نفرت، علما کے مرتبہ عالی کی حمایت اور قوم کے تمام طبقوں میں مکمل اتحاد و یک جہتی پر جناب والا کی تقریر، تمام عوامی طبقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی۔ ایران کی مسلمان قوم نے واضح طور پر حقیقی نظام جمہوری اسلامی قائم کرنے کے لیے فداکاری کا مظاہرہ کیا جس کا مقصد قرآنی احکام کا نفاذ ہے...... تعجب انگیز بات ہے کہ چند فرصت طلب جمہوری اسلامی کو غیر اسلامی تصورات سے بدلنا چاہتے ہیں......

منزل محفوظ روحانیت — حلقۂ علمائے اعلام — جو اس جدوجہد میں قطعی منفرد قیادت کی مالک تھی، اور اب بھی وہی رہبر ہے۔ پوری تاریخ اسلام میں صرف عظیم مثبت کارنامے ہی علما نے انجام نہیں دیے بلکہ مسلمانوں نے جو بھی ترقی حاصل کی وہ علما کی حکیمانہ رہنمائی کی مرہونِ منت ہے۔ جناب عالی نے علما کے مرتبہ و احترام کی حمایت کرکے انقلاب دشمنوں پر سخت ضرب لگائی ہے۔ ہم سب آپ کی تائید کرتے ہیں۔

---

۳ رجب ۱۳۹۹ھ

۸/۳/۱۳۵۸ ش

آیت اللہ عظمیٰ سید خمینی کا تار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مستطاب آیت اللہ آقای شیرازی دامت برکاتہٗ — مشہد مقدس میں

تار ملا، باعث تشکر ہوا، اس نازک موقعہ پر جبکہ ناپاک ہاتھ اسلام کے خلاف سازش کے لیے دراز ہیں، وحدت و محبت ہی بدنیت سازشوں کے جواب میں سب سے اہم کام ہے۔ جناب عالی کی صحت و توفیق کا طلب گار ہوں۔

روح اللہ موسوی خمینی

---

۷ رجب ۱۳۹۹ھ

۱۲/۳/۱۳۵۸ش

پندرہ خرداد کی سالانہ یاد کے موقع پر پیام

اللہ کے احسانات میں یہ بات بھی ہے کہ ظالم و ستمگر لوگوں کو مہلت دیتا ہے اس مہلت سے جفاکش محروم قوم کے ساتھ ان کا طریق کار سب پر عیاں ہوتا ہے، پھر جب ان ستم گاروں کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو عذاب آخرت سے پہلے دنیا میں بدلہ ملتا ہے وہ لوگ ہمیشہ کے لیے تاریخ سے نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ ہر دور میں سنت اللہ یہی ہے۔ اور تاریخ اس قسم کی بہت سی مثالیں اپنے دامن میں رکھتی ہے۔

...... پندرہ خرداد جابروں کی سرکشی اور اہل حق کی مظلومیت کا روشن نمونہ ہے۔ اس دن ایران کی غیرت دار قوم نے قابل نفرت ساقط شدہ دور کے منصوبوں اور پروگراموں کے مقابلے میں اپنے علماء سے مکمل وابستگی و ہم آہنگی کا عملا اعلان کیا، دبستان حسین ابن علی علیہما السلام سے کمک لے کر اسلام کے دفاع کے لیے میدان جنگ میں نکل آئے۔ اپنا اور اپنے پاک فرزندوں کا خون شجر اسلام کی آبیاری کے لیے پیش کیا۔

...... علما روز اول سے ظلم و ستم کے مقابلے میں لڑتے رہے ہیں...... رضا خاں اور اس کے بیٹے کے دور میں اس جنگ نے نیا رخ اختیار کیا۔ گزشتہ پچپن سالہ تاریخ اس کا بہترین گواہ و شاہد ہے۔ مجرم باپ کے نجس ہاتھوں مسجد گوہر شاد کا واقعہ

رونما ہوا جس میں علماء اعلام اور یہ حقیر جیل گیا۔ بعض حضرات جلاوطن کیے گئے۔ "مبارزاتِ روحانیت" ۔۔ علما کی جدوجہد ۔۔ کا یہ ایک نمونہ ہے ۔۔۔۔۔۔
پندرہ خرداد کو استعماری طاقتوں کے آلۂ کار نے بہت بڑی خیانت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ علماء اعلام و آیاتِ عظام و حضرت آیت اللہ خمینی دامت برکاتہ کو زندان اور دور دراز شہروں اور ملکوں میں بھیجا، دین کی حفاظت کے جرم میں فرزندانِ ملت کو خاک و خون میں نہلایا۔
۔۔۔۔۔۔ علما نے بہترین تدبیر کا راستہ اپنایا، اسلامی مبارزت کی قیادت سنبھالی اور سولہ سال کے بعد بہت بڑا قدم اٹھا کر شہنشاہی کا بوسیدہ نظام اکھاڑ پھینکا اور اسلامی جمہوری دستور بنا دیا ۔۔۔۔۔۔
پندرہ خرداد، یوم غم ہے، اس دن محمد رضا خان کے جلادوں نے اسلام کے عزیز ترین فرزندوں کو خاک و خون میں نہلایا تھا ۔۔ پندرہ خرداد، یوم مسرت (خوشی کا دن) ہے۔ اس دن بیش قیمت مسلمانوں کی فتح مندی کی بنیاد استوار ہوئی تھی۔ لہٰذا پندرہ خرداد کو تعطیل عام کا اعلان کرتے ہوئے چند اہم امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں:
۔۔۔۔۔۔ اس فتح سے مناسب و مفید نتائج حاصل کیے جائیں اور دشمنوں کے نقصان رساں منصوبوں کو بروئے کار لانے میں علما رکاوٹ ڈالی جائے۔
۔۔۔۔۔۔ ذمہ دار افراد اور عہدیداران ملک پر فرض ہے، کہ چہرۂ انقلاب اسلامی کو دگرگوں ہونے سے بچائیں۔
۔۔۔۔۔۔ انقلابی عدالتیں، جرم کے شرعی ثبوت سے پہلے کسی شخص کو بُرا نہ کہیں تاکہ خدانخواستہ مقدمہ پر جعل سازی کا دھبہ نہ لگ جائے
۔۔۔۔ شورائی انقلاب اسلامی کی ذمہ داری ہے کہ ان کے منصوبے احکام اسلام و قرآن کے مطابق ہوں تاکہ زیادہ سے زیادہ اللہ جل شانہ کی تائید سے شاد کام رہیں۔
۔۔۔ انقلاب اسلامی کی عدالتوں کے معاملات میں مشرق و مغرب کے اجنبیوں

کی مداخلت کو مکمل طور پر ٹھکراتا اور اسے ایک نئی سازش قرار دیتا ہوں۔
...... گزشتہ دنوں کے واقعات، قاتلانہ حملے، مذہبی و سیاسی شخصیتوں کے بارے میں گھناؤنے منصوبے قابل مذمت جانتا ہوں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ استقلال وامن درہم برہم کیا جائے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ علماء عظام جمہوری اسلامی کو نتیجہ خیز بنانے کی راہ میں شہادت سے نہیں ڈرتے.....

---

۲۱ رجب ۱۳۹۹ھ
۲۶/۳/۱۳۵۸ ش

دستور اساسی کے بارے میں روزنامہ "پارس" کے نمائندے سے

انٹرویو

...... آئین ــ قانون اساسی ــ معاشرے پر حکومت کی اصل روح ہوتا ہے، اجتماعی نظام کی زندگی میں سب سے زیادہ زندہ موجود اور مستقبل کی نسل، ملک اور ملت کا نوشتۂ تقدیر یہ دستور، سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی نظامہائے ملک کا سنگ بنیاد ہی نہیں بلکہ عدل و اصول محکم کی پہلی منزل مستحکم بھی ہے خصوصاً جو قانون موجودہ حالات میں بنایا جا رہا ہے اسے آج کے اسلامی معاشرے کے احتیاجات کا حل اور عدل اجتماعی کا مظہر، انسان دوستی، انفرادی و اجتماعی اور جائز آزادیوں کی ضمانت دینے والا اور حقیقی معیار کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ اسلام کے قیمتی اور اصل معیار جو امت اسلامیہ اور سوسائٹی کے تمام افراد کی سعادت کی درمیانی کڑی اور بنیاد ہیں (آئین میں ان کی متابعت کی جائے)...... ان نازک اور اہم حالات میں اور اس اہم ترین لمحے، جسے اسلام کی جہاں گیری، اور طلوع کی صدی کہا جا رہا ہے، یہ چودھویں صدی جو اسلام کے لیے ستارۂ درخشاں بنا ہے جس کی وجہ سے اس صدی کو اسلام کی صدی کہا جا رہا ہے۔ اس میں تمام مراجع تقلید اور علماء اعلام انتہائی باخبری کے ساتھ عظمت و سربلندی اسلام کے لیے مستعد ہیں اور

روحانیت کے تمام مراکز ایک عادلانہ نظام قائم کرنے کی شدید جدوجہد کر رہے ہیں۔

...... انقلاب کے رہنما، اور سیاسی لیڈر، اسلام پر یقین اور دل سوزی رکھتے ہیں، انشاء اللہ ان کی نظر میں ملت اسلامیہ کی خیر و بہبود ہے۔ ان کو قانون اساسی میں کما حقہ تحقیق کر کے رائے عامہ کے سامنے پیش کرنا چاہیے، تاکہ عام مسلمانوں کی طرف سے اتفاق نما کثرت رائے سے تائید و منظوری حاصل ہو۔ سردست اگر کافی وقت دے کر باخبر و باصلاحیت افراد سے مراجع تقلید کی نگرانی میں دستور لکھوایا جائے۔ اس کے بعد دوسرے اہل الرائے حضرات سے ان کے خیالات معلوم کیے جائیں، تو ایسے دستور اساسی کی تکمیل ہو سکے گی جسے سب کی تائید بھی حاصل ہو جائے گی۔ اس طریق کار کا وہی نتیجہ ہوگا جو قانون ساز اسمبلی کے وجود سے حاصل ہوتا ہے.......

کچھ دن پہلے میری رائے تھی کہ تمام گروہوں کے نمائندوں پر مشتمل قانون ساز ادارہ بنایا جائے۔ لیکن وقت، زمان و حالات کے پیش نظر شبہ ہوتا ہے کہ قانون ساز اسمبلی کے ذریعے قانون اساسی کی تدوین اور منظوری میں دیر لگے گی، اس تاخیر سے اصل و اساس جمہوری اسلامی کو نقصان پہنچنے کا خوف ہے۔ ممکن ہے دشمنوں کے شیطانی نقشے استعماری طاقتوں کے منافع محفوظ رکھنے کی خاطر بروئے کار آجائیں۔

تمام مراجع تقلید، اعلی اللہ کلمتہم کے حسن نظر پر اعتماد کرتے ہوئے یقین ہے کہ ماہر قانون و آئین نیک اندیش مسلمان منتخب عوام نمائندوں کی ایک کمیٹی دستور کی آخری قرائت کے بعد عوام کے سامنے استصواب کو پیش کرے وہ عوام جن کو شرعاً اور عرف عام میں باصلاحیت کہا جا سکے ــــ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اسلام ایسے اہم اور نازک موقعوں پر اپنی تاریخ میں زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد کا داعی رہا ہے۔

۱۵ شعبان ۱۳۹۹ھ

۱۹/۴/۱۳۵۸ ش

ـــ دستور کے خصوصی دفعات کے بارے میں

حضرت آیت اللہ شیرازی مدظلہم کا بیان

...... ہر ملک کا دستور اساسی، اس ملک کا دائمی راستہ معین کرتا ہے، اس کا تعلق صرف موجودہ نسل ہی سے نہیں، آئندہ نسلوں سے بھی ہوتا ہے۔ دراصل آئین کا بنیادی تعلق ملک کی آئندہ نسلوں ہی سے ہوتا ہے ان کی سرنوشت آئین سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس بنا پر ہر ملک، خصوصاً اسلامی ممالک کا اساسی دستور اسلامی فکر اور ہمہ جہتی مسائل و فرائض بنیاد پر استوار ہونا چاہیے، مملکت ایران میں جمہوری اسلامی کے قیام اور ایرانی عوام کے ایجی ٹیشن، جدوجہد اور مکمل اتحاد، نیز علماء اعلام کی قیادت میں لڑے جانے والے معرکے کی فتح کے بعد عادلانہ حکومت اسلامی کا استحکام ضروری ہے، لہٰذا تمام قانونی مواد و دفعات اساسی طور پر قرآن و سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحکام ائمہ معصومینؑ سے ماخوذ ہوں تاکہ وہ دستور انفرادی، اجتماعی داخلی خارجی، سیاسی و اقتصادی، تعلیمی و تربیتی سمتوں اور انسانی زندگی کے ہر زاویے کو اچھے طریقے سے متعین کرے۔ یہ دستور، تمام مسلمانوں کی تائید سے نافذ کیا جائے۔ یاد رہے کہ اسلام کے مستحکم قوانین سے متضاد آئین، مراجع اسلام اور ایران کی مجاہد ملت اسلام کی تائید سے بہرہ ور نہ ہوسکے گا۔

---

۲۱ شعبان ۱۳۹۹ھ

۲۵/۴/۱۳۵۸ ش

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای رضی شیرازی پر قاتلانہ حملے کی خبر پر تار[1]

...... میں، اس اقدام کو خلاف انسانیت سمجھتے ہوئے قابل نفرت قرار دیتا ہوں

---

[1] ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء کے اخبارات میں خبر چھپی کہ ۱۵ جولائی کو طہران میں (باقی اگلے صفحہ پر)

اور یہ کہ اسلام دشمن اور علماء کے مخالف حضرات یاد رکھیں اس قسم کے اقدامات ملت مسلمان ایران کو ان کے راستے سے ہٹا نہیں سکتے، اس واسطے کہ جس قوم نے اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے دس بیس ہزار سے زیادہ جانیں دی ہوں وہ اس قسم کے قاتلانہ حملوں سے رو گھبرایا نہیں کرتی۔ پھر اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کیا ہوگی کہ آدمی اسلام کی راہ میں شہادت کے مرتبہ عظمیٰ پر فائز ہو۔ یہ تو بڑے فخر کی بات ہے......

۲۲ر شعبان ۱۳۹۹ھ

۲۶/۴/۱۳۵۸ش

فصل کی کٹائی کے لیے[1] عوامی تعاون کا پیغام

......چونکہ مصیبت کش غریب دیہاتیوں اور محترم کاشتکاروں نے علماء کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) آقای ربّانی پر قاتلانہ حملہ ہوا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے آقای ربّانی شیرازی چودہ انقلابی کمیٹیوں میں سے ایک کے سربراہ اور انقلاب اسلامی کے بڑے لیڈر تھے۔

[1] محمد رضا خاں نے اراضی کی اصلاحات کے بہانے ایران کی تمام قابل کاشت زمینوں کو یہودی کمپنیوں کو دے دیا تھا، ان لوگوں نے آب رسانی کا انتظام، زمین اور ان کی موسمی کاشت کا دستور تباہ و برباد کر دیا۔ اور ایران خوراک کے معاملے میں یکسر امریکہ کا دست نگر ہو گیا۔ انقلاب اسلامی کے فتح یاب ہوتے ہی آیت اللہ خمینی نے کاشتکاروں سے کہا کہ اُفتادہ زمین کو آباد کیجیے کہ قوم کو اپنے دشمن سے غلہ نہ خریدنا پڑے۔ میں نے خود کھیتوں کو تیار دیکھا، اور لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اس مرتبہ غلے اور فصلوں میں جو کچھ زیادہ ہے سید کی کرامت ہے۔ فصلیں تیار ہو گئیں تو جہاد سازندگی کے جوانوں کو کھیتوں پر بھیج دیا گیا جہاں علماء و طلبہ قم و مشہد نے فصلیں کاٹیں۔ انھیں گوداموں تک پہنچایا ان کی حفاظت کی۔ یہ مناظر دیدنی تھے۔۔۔ دوسرے انقلاب میں فصلوں کی کٹائی پر ناچنے گانے پر مجبور کیا گیا تھا، اس انقلاب میں کسان کو اس کی طبعی خوشی اور اسلامی اقدار کی نگہداری کے حوالے کر دیا گیا۔

آواز کا مثبت جواب دیا، اور کھیتی باڑی کی بے حساب زحمتیں اٹھائی ہیں، کاشتکاری کے یکسر تباہ شدہ نظام کو دوبارہ بحال کیا، قوم کو غلامی اور دشمن سے آذوقے کی نیازمندی کے رشتے کو توڑا ہے، لہٰذا عوام کو "جہاد سازندگی" — جہاد تعمیر و ترقی — کے پہلے مرحلے میں قدم اٹھانا چاہیے۔ ملک کی پیداوار کی کٹائی میں شرکت کریں ......

سب کے سب پیداوار کی کٹائی میں شرکت کریں ...... سب کے سب پابند ہیں کہ دینی رجحانات کی مکمل نگہداشت کریں۔

---

۲۷ شعبان ۱۳۹۹ھ

۱۳۵۸/۴/۳۱ ش

ماہ مبارک رمضان کی آمد پر پیغام

...... ماہ مبارک رمضان کی آمد آمد ہے۔ ماہ خدا، ماہ عبادت و حمد و شکر، ماہ تعمیر و ترقی، پاکیزگی نفس کا مہینہ، روحانی اور اجتماعی حقائق کا مہینہ آرہا ہے۔ اس سلسلے میں یاد رہے کہ اسباب فساد کی بیخ کنی، گزشتہ رژیم کے پرانے نشانات ختم کرنا ہے اور ضائع ہونے والے فوائد و منافع کو حاصل کرنے والے اسباب و عوامل کی تلاش و تحقیق ضروری ہے۔ (شکست خوردہ قوتیں) اپنی پوری طاقت اور زور صرف اس بات پر صرف کر رہی ہیں کہ وہ انقلاب اسلامی کو داغدار بنا دیں۔ ہمیں پروردگار عالم کی بارگاہ عالی میں بڑی عاجزی و نیازمندی کے ساتھ حاضری دیتے ہوئے اس مہینے کے فیوض سے بڑھ چڑھ کر فائدہ اٹھانا چاہیے اور خدا کے فیض عام سے فائدہ حاصل کر کے ظالموں کو کچلنے اور مظلوم جفاکش عوام کی حمایت کی مہم اور صحیح جمہوری اسلامی کی حقیقی منصوبوں کو عمل میں لانا چاہیے۔ جس طرح گزشتہ سال ماہ رمضان سے فائدہ اٹھایا تھا، اور اس شدید بحران، گھٹن اور دباؤ میں مساجد کو جدوجہد کا موجب بنایا تھا۔ روزے اور اس کے مضمرات سے مدد لے کر حق پر ایمان کے سایے میں طاغوت (شاہ پہلوی اور طاغوتیوں) سے خالی ہاتھ جنگ کرتے نکل آئے تھے اب کی سال بھی ماہ مبارک

رمضان کی آمد پر چند اہم نکتوں کی طرف نظر رکھیے گا۔

۱۔ مختلف طبقات کے زیادہ سے زیادہ افراد کو مساجد سے فیض یاب ہونے کا موقع دیں۔ مسجدیں اسلام کا اہم ترین دارالحکومت اور جہاد و انقلاب اسلامی کا مورچہ ہیں، تمام پروگرام خاص طور پر شہر کے علمائے اعلام (اللہ ان کی مدد فرمائے) اور مقامی روحانیت کی زیر نگرانی مرتب کیے جائیں۔

۲۔ حضرات علمائے کرام دامت برکاتہم تمام بستیوں میں سوسائٹی کے ہر فرد اور مختلف طبقات و قبائل کے لوگوں کو خندہ پیشانی سے بلائیں، انھیں ان کی ذمہ داریاں بتائیں، مناسب پروگراموں اور ان پر عمل کر کے کوشش کے ذریعہ اختلافات، تفرقہ پرداز بحثوں سے معقول و مناسب طریقے پر لوگوں کو دور کریں اور اتحاد فکر و عمل کو بڑھائیں۔

۳۔ واعظ اور مذہبی خطیب ذاکر دامت افاضاتہم جس طرح ابتدائے تحریک میں انقلاب اسلامی کو کامیاب بنانے میں بڑا حصہ لے چکے ہیں، اب بھی علمائے اعلام کے مقاصد عالیہ کو کما حقہٗ لوگوں تک پہنچائیں اور مخالف انقلاب سازشوں کے مقابلے کے لیے نیز "جہاد سازندگی" (جہاد برائے تعمیر نو) کی مہم کے مسائل و حقائق و مقاصد کی صحیح تشریح کریں۔

۴۔ مجلس خبرگان — (قومی اسمبلی؟) کا انتخاب ہونے والا ہے۔ قوم کو دھیان رکھنا چاہیے، ایسے افراد کا انتخاب کریں جو اسلام کے سرچشمۂ قوانین یعنی قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارشادات ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے پوری طرح واقفیت رکھتے ہوں تاکہ قانونِ اساسی (دستور) جمہوری اسلامی کی چھان بین کر سکیں، نیز تقویٰ اور دوسرے اوصاف روحانی سے آراستہ ہوں، مراجع روحانیت کی مکمل تائید ان کے ساتھ ہو۔ حضرات مراجع و علماء اپنے امیدوار موقع پر بتائیں گے۔

۵۔ کاروباری حلقوں سے توقع رکھتا (اور ان کو نصیحت کرتا) ہوں کہ لین دین میں ایک دوسرے سے نرمی و رعایت برتیں۔ گراں فروشی و ذخیرہ اندوزی سے بچیں،

جہاں تک ممکن ہو ضروریات زندگی مہیا کریں۔ خاص طور پر مفلوک الحال، جفاکش طبقے کے لیے کوششیں وقف کردیں۔

۶۔ تمام مسلمان ذمہ دار ہیں کہ مختلف اسلامی ملکوں میں اسلامی حلقوں کے مشکلات پیش نظر رکھیں، جہاں جہاں برادران اسلامی ظالموں کے شکنجوں میں مصائب جھیل رہے ہیں ان کا تذکرہ کریں، یہ لوگ ظلم وطغیان، اور مصائب و آلام میں اس وجہ سے مبتلا ہیں کہ اسلام کا پرچم سربلند رکھنے اور ظلم سے ٹکر لینے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اسلامی حکومت قائم کرنے کی خاطر ہر قسم کی اذیتیں برداشت کر رہے ہیں۔ ان میں بہت زیادہ افراد جیل کی تاریک کوٹھریوں میں دن گزار رہے ہیں، ایک گروہ ان جانبازوں کا ہے جو بزدل جور حاکموں کے وظیفہ خواروں کے ہاتھوں بندوق و مشین گنوں کی باڑھ کا نشانہ بن چکے ہیں ـــ عراق، افغانستان اور جنوب لبنان سامنے کے ملک ہیں۔ اس عظیم مہینے کے بڑے بڑے اجتماعات میں لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور دشمنان اسلام کی سرکوبی کریں۔

---

۲۰ رمضان ۱۳۹۹ھ

۱۳۵۸/۵/۲۳ ش

بین الاقوامی سطح پر منائے جانے والے یوم القدس کے موقع پر حضرت آیت اللہ مدظلہ العالی کا پیام

ملت مسلمان ومجاہد ایران

...... ہمارا اسلامی انقلاب اس وقت دو میدانوں میں دو معنی ومفہوم لے کر آگے بڑھ رہا ہے ـــ ایک مسلمانان ایران کا یہ پیغام ونصب العین کہ حکومت عادلانہ اسلام قائم ہو اور ملت کی دیرینہ آرزو برآئے اور اس کے لیے ملت کا اتحاد و اتفاق اور یک جان ہونا ضروری ہے ـــ دوسرے، سرحد اور ملک سے باہر ان فکری تنگ دائروں میں داخل ہونا جو استعمار پسند طاقتوں نے بنائے ہیں، یعنی سرحدوں اور

حدبندیوں کو توڑنا ۔ اسلام نے ان حدبندیوں کو مہمل قرار دیا ہے ، دین اسلام تو وحدت و برادری کا درس دیتا ہے وہ سب مسلمانوں کو اللہ کی حکومت کے زیر سایہ پہلو بہ پہلو بٹھاتا ہے ۔ وہ اپنے لیے زمین و جغرافیہ کا قائل نہیں ہے اس بنیاد پر کہتا ہوں کہ ملتِ اسلام ایران اپنی فتح مندی کو اپنے ملک کے جغرافیہ میں محدود نہیں رکھنا چاہتی وہ اس کامیابی پر خوش ہو کر سونا نہیں چاہتی بلکہ یہ مسلمان اپنے بھائیوں کو دیکھ رہے ہیں لاکھوں کروڑ محنت کش ، ضروریات زندگی سے محروم اور صیہونیوں کے خونخوار شکنجے میں پھنسے ہوئے اپنی زمین سے دور پہاڑوں اور بیابانوں میں بے لباس و منزل بے آب و دانہ مارے مارے پھر رہے ہیں ۔

ایران کی مسلمان قوم اپنی فتح پر مغرور نہیں ۔ چونکہ مسلمانان عالم کا پہلا قبلہ بیت المقدس ، اور فلسطین کی سرزمین ، خون آلود نجس ہاتھوں میں ہے لہٰذا مسلمانانِ عالم کا فریضہ ہے کہ لگاتار کوشش کر کے مسلمانانِ عالم کے قبلۂ اول یعنی بیت المقدس کو روئے زمین کی نجس ترین مخلوق کے قبضے سے آزاد کرائیں ۔

۲۳ رمضان ، جمعہ کا دن "یوم بیت المقدس" قرار دیا جا چکا ہے ۔ لہٰذا میں مسلمانان جہان ، خصوصاً ملت عزیز ایران سے توقع رکھتا ہوں اس دن فلسطینی قوم اور بیت المقدس کی حمایت کا مظاہرہ کریں اور بین الاقوامی سطح پر ثابت کر دیں کہ ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے مددگار ہیں ۔ آپ سب اپنے مذہبی رہبروں اور قائد انقلاب اسلامی کی آواز کا مثبت جواب دیں ۔

...... ایک اور اہم بات ۔ کہ آغاز سال میں حجۃ الاسلام والمسلمین سید موسیٰ صدر چھین لیے گئے ۔ صنف علماء شیعہ کی انتہائی گراں قدر شخصیت ہم یاد دلانا چاہتے ہیں :

تمام ایسی حکومتیں اور اشخاص جن کے ہاتھ اس خیانت سے آلودہ ہیں اور فریب کارانہ طور پر حقیقت حال نہیں بتانا چاہتے وہ خبردار رہیں ، ـــــ عوامی غیظ و غضب کے بھڑک اٹھنے سے پہلے یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے ۔

لوگ خاموش نہیں رہیں گے ۔ وہ عظیم شخصیت جس نے فلسطینی بھائیوں کی حمایت اور فلسطین کے مسئلہ میں حق وفا ادا کیا۔ اسے ان کے وطن واپس کیا جائے ورنہ مجرم افراد کو اس کے نتائج اٹھانے کے لیے تیار رہنا چاہیے ۔

یاد رہے کہ اسرائیل کے ڈاکو روز جنوب لبنان پر ظالمانہ حملے کر رہے ہیں ، یہ علاقہ سوں کی آبادی پر مشتمل ہے ۔ اسرائیلی جنگی جہاز انھیں روز اپنا نشانہ بناتے ہیں اور انھیں خاک و خوں میں نہلاتے ہیں ۔

...... دنیا بھر کے سربراہ اور حقوق انسانی کے نعرے لگانے والوں سے مطالبہ ہے کہ وہ انسانی چیخ پکار کا جواب دیں اور بین الاقوامی امپریلزم اور یہودیت کے ہاتھ حاکش مظلوم جنوب لبنان پر بڑھنے سے روکیں ۔

---

۲۴ رمضان ۱۳۹۹ھ

۲۰/۵/۱۳۵۸ ش

"پاوہ" کے المیہ پر رہبر انقلاب
آیت اللہ خمینی مدظلہ کے نام آیت اللہ شیرازی کا تار

..... گزشتہ دنوں پاوہ کے واقعے سے بہت سخت افسوس ہوا ۔ تمام اداروں خصوصاً فوج اور انتظامیہ کو مکمل طور پر انقلابی بننا چاہیے ، جناب والا کی اس خواہش اور قطعی حکم کی ہم سب تائید کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ، واقعی تمام مسلمانوں اور تمام طبقات ملت کا فریضہ ہے کہ ان منحوس اور نقصان دہ منصوبوں کا سختی سے مقابلہ کریں ۔ مسلمان قوم کو مذہبی رہنماؤں کے پیغام کا مثبت جواب دینا چاہیے اور ملک سے باہر دشمنانِ اسلام کے مقابلے کے لیے تیار رہنا چاہیے ۔ انھیں اس بات کی اجازت

---

[1] کردستان کا ایک علاقہ ۔ جہاں سازشیوں نے فوج اور محافظین پر حملہ کر کے بہت بڑا جانی نقصان پہنچایا تھا ۔

نہ دینا چاہیے کہ اپنے زرخرید نوکروں کے ذریعے اندرون ملک اسلام کے خلاف کوئی دست درازی کریں بلکہ سخت تریں حالات میں بھی قوم کو اپنی فداکاری جاری رکھنا چاہیے

---

۲۵ رمضان ۱۳۹۹ھ
۲۸ / ۵ / ۱۳۵۸ھ

حادثہ پاوہ پر آیت اللہ شیرازی کا اعلامیہ

...... ہم اجنبی حکومتوں کے کارندوں اور انقلاب اسلامی کے مخالفوں کے ان اقدامات کی مذمت کرتے جو ملک کے مختلف علاقوں میں کر رہے ہیں اور عام سازشیوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اس قسم کی خفیہ ریشہ دوانیوں، ساز باز اور شرارتوں سے وہ ہمارے خالص انقلاب کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بلکہ اس نئے انقلاب اسلامی کے پاکیزہ مقاصد کے لیے قوم کی توانائی میں اور اضافہ ہو گا پوری عزمیت اور انقلابی روح جو ہمارے انقلاب کی اساس تھی اور ہے اسے متحمل ہے اب وہ عزمیت ہر ریشہ دوانی کا قلع قمع کر دے گی ہر منصوبہ ناکام کر کے اپنی شاہراہ پر اس وقت تک آگے بڑھتی رہے گی جس کی منزل پورے ملک میں جمہوری اسلامی حکومت کا استقلال اور اسلامی مقاصد عالیہ کی تکمیل ہے۔ ہم ہر قسم کی علیحدگی پسندی، تفرقہ اندازی اور اس جیسے خیانت کارانہ منصوبوں کی مذمت کرتے ہیں۔

میں اس مرحلہ میں عزیز پاسداران انقلاب کی جان نثاری اور دشمنان اسلام کی سرکوبی کے سلسلے میں جان دینے والوں کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں اور حضرت بقیۃ اللہ المنتقم حجۃ ابن الحسن عجل اللہ فرجہ کی بارگاہ عالی اور ملت محترم ایران کی خدمت میں تعزیت و تسلی کے جذبات پیش کرتا ہوں۔

۲۹ ماہ صیام ۱۳۹۹ھ

۶/۱/ ۱۳۵۸ ش

رہبر انقلاب کا تار آیت اللہ شیرازی
کے نام "حادثہ پاوہ" کے سلسلے میں

..... جناب کا تار ملا، شکریہ، اللہ تعالیٰ مدد اور ملت عظیم کی مکمل امداد سے خیانت کار اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھ اس ملک میں کوتاہ کر دیے جائیں گے۔ اب وہ لوگ اپنے تئیں بے دست وپا محسوس کرتے ہیں اور اب افواہوں کے ذریعے، خام خیالی کے ہاتھوں کردستان کے معززین کو فوج کے سامنے لا کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔

اُمید ہے کہ قوم کی عظیم طاقت کے حرکت میں آئے بغیر انتظامیہ خود ہی ان شرارت پسندوں کا قلع قمع کر دے گی علاقے اور وہاں کے بے گناہ افراد کو خونخواروں کے پنجے سے چھڑائے گی۔ جناب سے درخواست ہے کہ قبۂ مطہر امام رضا علیہ السلام کے نیچے دعا فرمائیں.......

---

۱۲ ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

۱۲/۷/۱۳۵۸

خرم شہر کی ٹرین میں بم پھٹنے پر آیت اللہ شیرازی کا پیغام

..... ریشہ دوانیاں کرنے والوں نے ایک مرتبہ پھر سوگواری کا موقع فراہم کیا ہے۔ خرم شہر میں ٹرین کے اندر پھٹنے والے بم سے ہمارے بھائیوں کے قتل اور زخمی ہونے والوں کی اچھی خاصی تعداد تھی اس واقعے نے بہت رنج و غم دیا۔ ہم اس مجرمانہ عمل اور مختلف مقامات پر اس جیسے دوسرے غلط اور نئے قسم کے اقدامات کی سختی کے ساتھ مذمت کرتے ہیں (خصوصاً مشہد کے افاضل و علما پر قاتلانہ حملہ) ہم ان سازشیوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے جرائم سے

باز آجائیں - یہ خیال نہ کریں کہ ملت مجاہد ایران اس قسم کے واقعات پیش آنے اور اس قسم کے پس منظر بننے سے انقلاب اسلامی کا ساتھ چھوڑ دے گی اس کے برعکس اس قوم کی ثابت قدمی میں اور اضافہ ہوگا۔

مکہ، ۱۶، ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

۱۶/ ۸ / ۱۳۵۸ ھ شمسی

سفارت خانہ امریکہ پر قبضے اور جناب مہدی بازرگان کی وزارت کے خاتمے پر آیت اللہ خمینی کے نام آیت اللہ شیرازی کا تار

...... عزیز مسلمان طلبہ کا انقلابی اور مضبوط اقدام یعنی مرکز فساد اور انقلاب اسلامی کے خلاف سازشوں[1] کے اڈے پر قبضہ اور معزول شاہ کو ایران کے حوالے کرنے کا مطالبہ قابل تعریف ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ آپ نے نظام مملکت کو انقلابی کونسل کے سپرد کرنے کا حکم دیا، اور امریکی نمایندوں کو قبول نہیں فرمایا میں آپ کے ان اقدامات کو انقلاب اسلامی کی پیش رفت کے لیے موزوں اور اہم اقدام سمجھتا ہوں......

---

[1] امریکی سفارت خانہ پر قبضہ بہت بڑا سیاسی واقعہ ہے۔ تمام دنیا میں بڑی طاقتوں کے سفارت خانے بڑے خطرناک کام کرتے ہیں۔ اس کا انکشاف ایران کے جوانوں نے کیا انھوں نے بروقت مرکز جاسوسی پر قبضہ کرکے، بے شمار ایرانی روپیہ، کرایے کے ٹٹوؤں کی فہرستیں اور انتہائی خطرناک منصوبے اور بڑی نازک و خطرناک اطلاعات، دستاویزات اور خدا جانے کس قدر انقلاب دشمن چیزیں برآمد کیں۔ سفارت خانے کا عملہ محمد رضا خاں، صدر امریکہ اور متعلقہ افسروں کی ہدایات پر عمل کرکے بادشاہ کو پھر لانا چاہتا اور انقلاب کو ناکام بنا کر دنیا میں سرخرو ہونے کا متمنی تھا — جسے ناکام بنا دیا گیا۔

میں انقلابی مسائل، اسلامی سیاسی ایران کی صورت حال کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر مسلمانان عالم کے مجمعوں اور محفلوں میں بیان کرتا رہتا ہوں۔ مسلمان ممالک کے مذہبی و سیاسی رہنما کی ملاقاتوں میں انقلاب اسلامی کے مقاصد بلند کے بارے میں معلومات پہنچاتا ہوں۔ خداوند متعال سے دعا ہے کہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کے توجہات سے انقلاب کو پیش رفت اور آپ کو مسلمانوں کی مکمل کامیابی تک فتح مندی نصیب ہوتی رہے۔

---

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

۲۱/ ۸ / ۱۳۵۸ھ ش

رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خمینی کا جوابی تار آیت اللہ شیرازی کے نام

...... مکہ معظمہ سے آپ کا تار ملا، ایران کے نبرد آزما مسلمان اور انقلابی طلبہ! در ان کے اس اقدام پر آپ کی تائید۔ امریکہ کے مرکز جاسوسی پر قبضے اور اس کے ضمن میں ہونے والے دلیرانہ واقعات پر آپ کا اتفاق رائے باعث تشکر ہے۔ قوم کے اقدامات پر آپ کی تائید اسلام کی سربلندی کی خاطر دشمن سے مقابلہ کرنے والوں کی ثابت قدمی اور تقویت کا سبب ہوئی اور دشمنوں کے لیے ناکامی کا پیام۔ نیز یہ بات آئینہ دار ہے کہ ہم سب فتح کامل تک جدوجہد کی راہ میں متحد رہیں گے۔

---

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

۲۲/ آبان / ۱۳۵۸ ش

مکہ معظمہ سے واپس آنے پر "پارس" کے نمائندے سے بات چیت

حضرت آیت اللہ عظمیٰ سید عبداللہ شیرازی مکہ مکرمہ سے واپس آئے تو اخبار پارس کے نمائندے نے ملاقات کی۔ جناب محترم نے مختلف سوالات کے جواب میں اپنا نقطۂ نظر واضح فرمایا، امریکہ[1] کی طرف سے اقتصادی ناکہ بندی کا جواب

---

[1] حکومت ایران کا مطالبہ تھا کہ محمد رضا ہمارے حوالے کرو اور اس کے اثاثے ہمیں واپس دو۔ امریکہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

دیتے ہوئے فرمایا :

حکومت کے ذمہ دار افسروں کو تیل کی سپلائی بند کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ اور اس جیسے دوسرے استعمار پسند ملکوں سے تمام اقتصادی روابط توڑ لینا چاہیے ، اس کے مقابل میں جس قدر جلد ہو سکے کاشتکاری اور صنعت کی توسیع کے اسباب وسائل مہیا کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں اقتصادی ناکہ بندی اور فوجی کارروائی کی دھمکی دی جاتی ہے ۔ انھیں یہ نہیں معلوم کہ شہادت کے پیاسے مسلمانوں کو سال میں ایک ماہ روزہ رکھنے کے بجائے پورے سال روزہ رکھنا مشکل نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ باتیں اس قوم کے لیے تو خوفناک ہو سکتی ہیں جن کی فکری اساس مادی وسائل پر ہو ان پینتیس ملین ایرانیوں پر اس کا اثر نہیں ہو سکتا ۔ ایرانی قوم وہ ہے جس نے اپنے انقلاب عظیم میں ساٹھ ستر ہزار افراد سے زیادہ قربان کیے اور اب بھی ہم سب ہر لمحہ جاں بکف شہادت کے استقبال میں کھڑے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امریکہ نے شاہ معزول کو پناہ دی اور ایران میں طلبہ نے سفارت خانۂ امریکہ پر قبضہ کر لیا ، اس بارے میں حضرت آیت اللہ کی رائے دریافت کی — آقای شیرازی نے فرمایا :

ہم مکہ مکرمہ میں تھے جب امریکی سفارت خانے ، دوسرے لفظوں میں امریکی دار الحکومت یا جاسوس خانہ پر نوجوانوں اور مسلمان طلبہ کے قبضہ کی خبر سنی ؛ تمام ایرانی اور مسلمانان عالم نے یہ خبر سن کر خوشی منائی اور اسے اچھا اقدام قرار دیا ، میں نے جدہ سے میں ایک بہت بڑی پریس کانفرنس میں جو تہران

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۔ نے دونوں باتیں ماننے سے انکار کر دیا ۔ اور جواب میں ایک تو حلیف ملکوں سے اقتصادی ناکہ بندی کرائی اور دوسرے فوجی کارروائی کی ۔ (دونوں کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں دیکھیے)

روانہ ہونے سے پہلے کی تھی اعلان کرتے ہوئے کہا تھا: اگر یہ اقدام پہلے دن ہی ہو جاتا تو گزشتہ چند مہینوں میں پکڑی جانے والی سازشیں جو ہمارے انقلاب اسلامی کے خلاف ہوئیں، کم ہو جاتیں۔

...... میں آپ سے اور تمام آزاد قوموں سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی سفارت خانہ واقعاً سفارتی کام کرنا چاہے ــــ سفارت کا جو حقیقی مدعا ہے ــــ یعنی اپنے قومی اقتصادی و سیاسی امور کی نگرانی، تو پیغام رساں اور پیغام گیر آلات (وائرلیس سسٹم)، رمزیہ کرہ، جاسوسی کے عجیب غریب خفیہ سامان کیوں رکھتا ہے؟ کیا امریکی اپنے ملک میں دوسرے ملکوں کو اس قسم کی مشینوں، اس طرح کے آلات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ملک کے مرکز میں سفارت خانے کے نام سے "ایسی مشینیں" استعمال کریں۔

پارس کے نمائندے نے اسلامی ممالک میں انقلاب اسلامی ایران کا ردِّ عمل معلوم کرنا چاہا، تو آغا نے فرمایا:

اللہ جل جلالہٗ کا شکر ہے، انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد استعماری طاقتوں کے ظلم تلے دبے ہوئے دنیا بھر کے مسلمان، اسلامی بنیادوں پر آزادی حاصل کرنے کے جذبات سے سرشار ہو رہے ہیں چنانچہ روزانہ اسلامی تحریکات اور جفاکش (مستضعف) قوموں کی بیداری اور جدوجہد کے مشاہدات ہو رہے ہیں، دنیا کے ہر نقطۂ آبادی میں جہاں مسلمان اقوام و ملل رہتے ہیں، ہم سب کو نصیحت کرتے ہیں کہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور مشرق و مغرب کے استعمار پسند حکمرانوں سے آزادی کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور مکمل طور پر ان سے وابستگی ختم کر دیں۔ اطمینان رکھیں انشاء اللہ آخر کار فتح مندی مستضعفین[1] کا مقدر ہے!

---

[1] قرآن مجید کی آیت ہے ونرید ان نمن علی المستضعفین (ورق الٹیے)

شورائے انقلاب کی ترتیب جدید کے بارے میں ایک سوال پر یوں اظہار خیال فرمایا:

ہمیں اُمید ہے کہ شورائے انقلاب اور اس کے لیے منتخب ہونے والے ممبر مناسب انداز سے شریعت و عدل و انصاف اور جمہوری اسلامی کے مقاصد نصب العین کے عین مطابق محنت و جد وجہد سے کام کرکے ملک کو درپیش خطرات سے آزاد کرائیں گے۔

ولایت فقیہ کے بارے میں ارشاد کیا:

ولایت فقیہ کا مسئلہ جس طرح زیر نظر ہے اس میں شرعی و فقہی اصول کی پوری طرح رعایت رکھتے ہوئے بڑی نزاکت سے قدم اٹھانا ہے، اسلام کی بقا اور اسے قوت دینے کے لیے حقیقی معنی میں اس جہت میں اہم ترین پیش قدمی ہوئی ہے اسی راہ سے، بندوں پر خدا کی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور استعماری قوتوں کے خلاف مشرق و مغرب میں رکاوٹ کھڑی کی جا سکتی ہے۔ خصوصاً اس خطے میں جہاں کے باشندے زندگی کے تمام زاویوں میں فقیہ و مرجع کے پابند ہوں جن کا اسلامی انقلاب اور روحانی انقلاب ہو، اگر زندہ اسلام کی حکومت درکار ہے تو "ولایت فقیہ" کا قائل ہونا ضروری ہے، اس کے بعد زندگی کے تمام جہات میں، اسلامی وخدائی حکومت مرحلہ وار نافذ ہو گی۔ ہم فرد یا افراد پر اعتقادی یا فکری جبر کے قائل نہیں ہیں۔

— گزشتہ برسوں کے اور اس سال کے سفر حج اور حالات میں فرق تھا؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) انقلاب ایران میں محنت کشوں کو "مستضعف اور مستضعفین" اور کمتروں کو سرمایہ داروں کے معنی میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ انقلاب ایران میں بہت سی اصطلاحات قرآن مجید سے لی گئی ہیں۔ اور ان کو دنیا میں پھیلانے اور قابل عمل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

—اس سال حج کے چند خصوصیات و امتیازات بہت واضح تھے۔ ایرانی حاجیوں کا مجمع کثیر ایک نفسیاتی اور روحانی جذبے سے سرشار تھا، وہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے احساس سے بھرپور مناسک حج بجا لائے — اس سال تمام ممالک کے مسلمان بڑی غیر معمولی محبت و احترام کے ساتھ ایرانیوں سے ملتے رہے۔ ان کی عزت و تکریم کرتے تھے اور انقلاب اسلامی ایران اور اس کے اثرات و نتائج کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اطلاعات و تفصیلات جاننے کے خواہشمند تھے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سال کا حج انقلابی عوامل کا حامل تھا، یہ ایسا موقع تھا جس میں مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ دونوں جگہ سعودی حکام اور دوسرے اسلامی ممالک کے وفد، علماء اور طلبہ مجھ سے ملنے آئے۔ یہ ملاقاتیں بہت مفید رہیں ...... ان ملاقاتوں میں اس انقلاب عظیم کے امتیازات، اتحاد، ملت ایران کی یک جہتی اور مسلمانان عالم کی وحدت پر اظہار خیال ہوا ...... ان لوگوں کو یاد دلایا کہ ...... ہمارا اسلامی انقلاب ہر طرح کی خاموشی اور جمود کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے، ظلم سے صلح، بیداد سے رابطہ، انقلاب نہیں ہے۔ اب سختی کے ساتھ ہمارا صلح ناپذیر مقابلہ دنیا کو ہضم کرنے والے امریکہ اور غاصب صیہونزم سے شروع ہو چکا ہے اور فتح کامل تک جاری رہے گا ......

---

۵ محرم سنہ ۱۴۰۰ھ

۴/۹/۱۳۵۸ش

آئین ایران پر رلیفرنڈم، آیت اللہ شیرازی مدظلہ کا پیغام

دلیر ملت ایران! — اسلام کے بڑے دشمن امریکہ اور اس سے

وابستہ طاقتوں سے مکمل مقابلے کی تیاری کے ساتھ ساتھ ایک اور مہم آپ کے ذمے ہے، وہ مہم ہے جمہوری اسلامی ایران کے آئین پر ریفرنڈم جیسے بڑے وسیع پیمانے پر ہونا چاہیے۔ یہ قانون اساسی گزشتہ چند ماہ میں منتخب نمائندوں، آپ کے پسندیدہ آدمیوں اور حضرات علماء اعلام و اہل دانش و بینش اسمبلی و قانون کے افراد نے مرتب کیا ہے۔ اس پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے پوری احتیاط سے اس کی چھان بین کی گئی۔ اس کے بعد کمیٹی نے منظور کر کے سب کے سامنے پیش کیا ہے۔ جہاں تک اس کا مطالعہ کیا ہے میں نے اسے اسلامی اصولوں سے قریب تر پایا ہے، چند مقامات ایسے ہیں جہاں مناسب بلکہ ضروری ہے کہ نظر ثانی کی جائے۔ امید ہے کہ ضمیمہ کے طور پر اسے مکمل کر دیا جائے گا۔

اس وقت تو جتنی جلدی ہو سکے جمہوری اسلامی ایران کو ایک صحیح اساس، ایک بنیادی دستور، ایک مضبوط عادلانہ نظام پر استوار کیا جائے۔ بارہ محرم کو ہونے والے ریفرنڈم میں حصہ لینے کو میں ایک قومی و دینی فریضہ جانتا ہوں۔ ایران کی جنگ آزمودہ و معزز قوم کے ہر فرد سے گذارش کرتا ہوں کہ ریفرنڈم[1] میں بھرپور حصہ لیں......

---

[1] رہبر اسلامی انقلاب ایران کی فتح مندی کا یہ مرحلہ بھی بحمد اللہ دنیا بھر میں سراہا گیا کہ ملک کا دستور چند مہینوں میں آخری شکل میں مرتب ہوا، اور اسے علماً نافذ نہیں کیا گیا، بلکہ اس کی عام اشاعت ہوئی پھر ریفرنڈم کرایا گیا۔ ریفرنڈم میں بلا جبر و اکراہ لوگوں نے رائے دی اور ۹۵ فیصد ووٹ اس کے حق میں آئے۔

۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

۱۳۵۸/۹/۳۰

دفتر آیت اللہ شیرازی کا اعلامیہ۔ "بیمارستان امام رضاؑ پر حملے کی یاد" کا اعلان

...... ایک سال پہلے انہی دنوں، ہماری ملت ظالم نظام اور بڑی طاقتوں کے پروردہ حکمران کے خلاف، خون کا ایثار کرکے کامیابی کی راہ ہموار کر رہی تھی۔ جس دن یہ شہر مقدس ـــ شہر شہادت ـــ بپھرے ہوئے مسلمانوں کا سب سے بڑا گڑھ بنا تھا، غلط کار دشمن کے ہاتھ بکے ہوئے نوکر شاہی کے خلاف مسلمان ڈٹے ہوئے تھے اور استبداد کے ہاتھ سرو... کا سودا کرنے والے چکمہ پوش "بیمارستان امام رضاؑ" کو وحشیانہ تاخت و تاراج کا نشانہ بنائے ہوئے تھے، ہسپتال کے ننھے ننھے بے گناہ بچوں کے سینے ان ظالموں کے کینہ و حسد کی گولیوں سے چھلنی ہوئے، پہلوی حکومت کے ناپاک نوکروں اور فوجیوں نے تین دن رات تک حضرت آیت اللہ العظمیٰ شیرازی کے مکان کا سخت محاصرہ کیا۔

"۳۱ آذر (۱۳۵۸ھ ش) مذکورہ مظالم کی سالانہ یاد کا دن ہے۔ اس دن مشہد مقدس کے تمام باشندوں سے امید ہے کہ حرم مطہر سے اسپتال تک جانے والے جلوس میں شرکت کرکے ان تمام آسودگان خوابِ خاک اور مجاہدین فتح آفریں انقلاب اسلامی ایران کے سپاہیوں کے خدمات کو خراج عقیدت پیش کریں۔ دوبارہ پھر اسی شان سے اپنے اجتماع اور اپنے عہد و پیمان کی تجدید کرکے رہبر انقلاب رہبران دینی و روحانیت نبرد آزما سے اپنی وابستگی اور جہان خوار امپریلزم کے مقابلے میں برسرپیکار ہونے کا اعلان کریں.......

۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۰ھ

۲۸/۹/۱۳۵۸ ش

ڈاکٹر محمد مفتح[1] کی شہادت پر آیت اللہ شیرازی مدظلہ العالی کا تار

شہادت حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر مفتح مرحوم کے غم انگیز حادثہ نے سب کے دل زخمی کر دیے، یہ حملہ اجنبی ملک کے ایجنٹوں، مخالفین اسلام اور دشمنانِ انقلاب کے ناپاک ہاتھوں رونما ہوا ....

ہم جناب عالی اور محترم پسماندگان ڈاکٹر صاحب مرحوم کو تعزیت پیش کرتے ہوئے مسلمان معاشرے کے لیے اس وحشیانہ اقدام اور معاندانہ سازش قرار دیتے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اس شدید المیہ کا منصوبہ بنانے اور حکم دینے اور تعمیل کرنے والوں کو جلد از جلد ناکام کرے اور یہ لوگ محکمۂ عدل اسلامی میں اپنی سزا کو پہنچیں ......

---

[1] جناب ڈاکٹر محمد مفتح جو ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۷۹ء کو گولیاں لگنے سے شہید ہوئے۔ اکاون سال کے مجاہد عالم تھے۔ ہمدان (سنہ ۱۳۰۷ ش) میں پیدا ہوئے وطن میں پڑھنے کے بعد قم میں تعلیم حاصل کی پھر طہران یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات میں جگہ مل گئی، وہیں ڈاکٹریٹ کی۔ ڈاکٹر صاحب انقلاب اسلامی کے بہت پرانے کارکن تھے۔ جلاوطن ہوئے بار بار جیل گئے۔ ہر مرتبہ فعالیت میں اضافہ ہوا، انقلاب کی فتح کے بعد وہ انقلابی کمیٹی طہران کے صدر مقرر کیے گئے۔ میں ان سے یونیورسٹی میں ملا اور میں نے دیکھا کہ ان کا قدیم وجدید مطالعہ بڑا وسیع تھا، وہ بہت بلند کردار اور طلبہ میں محبوب تھے۔ دشمنان انقلاب نے ۲۸ محرم سنہ ۱۴۰۰ھ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۷۹ء یونیورسٹی میں فائرنگ سے شہید کر دیا۔

یکم صفر سنہ ۱۴۰۰ھ

غیور مسلمانانِ عراق کے نام پیام

خوددار عراقیو! ہدیۂ سلام اور تمہارے لیے دعاءِ توفیق کے بعد —

علماءِ اعلام کا وہ کردار آپ پر مخفی نہیں ہے، جب انھوں نے انحراف، کفر اور زندقہ کے خلاف آپ کی مدد کی تاکہ سرزمینِ عراق منحرفین و کفار سے پاک کردیں۔ — مرحوم آیت اللہ سید مجاہد (محسن الحکیم) آپ کے سامنے اٹھے۔ مرحوم آیت اللہ مجدد میرزا حسن شیرازی برطانیہ کے مقابلے میں نبرد آزما ہوئے۔ مرحوم آیت اللہ میرزا محمد تقی شیرازی رہبر ثورۃ العشرین[1] نے انگریزوں کو نکالا، وہ انگریز جو پورے عراق پر چھائے ہوئے تھے۔ سید تقی شیرازی نے ان سے جنگ کی اور عراق کو آزاد کرایا۔ کافر بعث پارٹی کی حکومت کا مقابلہ کرنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟

آپ کیوں خاموش ہیں، کسی جذبے کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟ بعث پارٹی کی حکومت نے آپ کو، آپ کے فرائض کو، آپ کے دین کو، آپ کے علما کو، آپکے اقتصادیات کو ختم کردیا ہے۔

میں نے حج (سنہ ۱۳۹۹ھ) کے موقع پر مسلم قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا، میری وہ تقریر مکۂ مکرمہ میں نشر ہوئی تھی — عراق پورے اسلامی عہد میں "مدینۂ فاضلہ"[2] — ترقی یافتہ ملک رہا ہے، بغداد کے مدرسے بصرے اور کوفے کے علماء و فضلاء سے چھلک رہے تھے۔ ان کی شہرت آفاق میں پھیلی ہوئی تھی، آداب

---

[1] برطانیہ کے خلاف سنہ ۱۹۲۰ء میں عراقیوں نے انقلاب برپا کیا جس کے رہبر آیت اللہ محمد تقی شیرازی تھے۔ اس کے بعد انگریزوں نے عراق پر مکمل قبضے کی نیت ترک کردی۔

[2] اصطلاحِ فلسفۂ یونان میں "مدینۂ فاضلہ" مکمل تہذیب یافتہ، متمدن شہر اور ملک کو کہتے ہیں۔

رکھنے والے شہر تھے۔ علماء حلّہ کے مقبرے آج بھی زیارت گاہ اہل اسلام ہیں۔
کربلا و نجف تو علماء و فقہاء و افاضل کی پرورش گاہ تھے۔ علوم دینیہ فقہ و اصول، تفسیر و رجال و عقائد کے طلبہ کی منزل تھے، یہاں کے تحصیل علوم دینیہ کرنے والے علماء و طلبہ کی تعداد اکثر اوقات بارہ ہزار سے زیادہ رہی ہے۔ بعثی حکومت نے آتے ہی تمام شہروں کو علماء و محققین سے خالی کرا لیا، اکثر حضرات کو جلا وطن اور شہر بدر کیا، بہت سے علما کو سخت ترین ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اب نجف میں مختلف اسلامی ملکوں کے طلبہ کی تعداد برائے نام باقی ہے۔[1]

اس کے علاوہ دینی آداب و رسوم کا عالم یہ ہے کہ ریڈیو پر اذان ممنوع ہے، مجالس عزا، مرثیے اور نوحے گانوں میں بدل دیے گئے ہیں۔ مجلسوں کے بجائے "لینن کی پچاس سالہ یاد میں جلسے" ہوتے ہیں۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور ان کے بھائی ابوالفضل العباس کے صحن و میدان میں ماتمیوں اور سوگواروں کا پڑاؤ ممنوع قرار دیا، اور اب چہلم کے دنوں میں جلوس عزا پر پابندی لگا دی، دو تین سال سے یہ مشکلات و مصائب بڑھتے جا رہے ہیں۔

غیور ملت عراق! بعض لوگوں کا خیال ہے ــــ ہو سکتا ہے، یہ خیال صحیح ہو ــــ آخری دس برس میں بعثی حکومت عراق کے مظالم، حکومت طاغوت کے پانچ سالہ (قبل) ظلم سے کہیں زیادہ تلخ اور سخت ہیں، کتنی تباہیاں مچائی ہیں، کس قدر انحرافات اور بدعتیں قائم کی ہیں، کتنے مومن جوان اور کتنے علماء ہیں جن کو قتل کیا ہے ــــ ایران کے علمی مراکز ــــ حوزہ ہائے علمیہ ــــ کسی نہ کسی حد تک محفوظ رہے، مثلاً

---

[1] ربیع الاوّل سے جمادی الاوّل تک باقی افراد بھی نکال دیے گئے اور آیت اللہ سید باقر صدر کی شہادت کے بعد تو نجف و کربلا میں علماء و طلبہ ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔

قم اور مشہد وغیرہ ـــ خدا کا شکر ہے کہ نجف کے حوزۂ علمیہ کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ ہو چکی ہے ـــ افسوس کہ نجف کے مدرسے ویران پڑے ہیں، دینی ادارے بند ہیں، تمام مدرسوں میں ملا کر تیئیس طلبہ ہیں۔ بعض مدارس بالکل خالی ہیں۔ یہ سب اجنبی کافروں کے حکم کی تعمیل، اور ان کے خلاف علما کے جہاد کے جواب اور علما سے کینہ و بغض میں ہو رہا ہے۔

بہادر عراقیو! ایرانی قوم سے ترقی کا درس لو، جو سلطنت طاغوت پچاس برس تک دین سے برسرِ پیکار رہی، جو سلطنت عالمی طاقتوں کی مدد سے پوری طرح مسلط تھی، اس کے باوجود نہتی قوم نے اس کے خلاف فیصلہ کیا اور اسے ختم کرکے دم لیا۔ آپ کو اس مسلط شدہ حکومت کے خلاف انقلاب، اور جنگ کا اعلان کرنا پڑے گا، اللہ نے فتح کا وعدہ کیا ہے۔

"ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" اگر تم اللہ کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔"

آپ کو معلوم ہے، میں نے ساٹھ برس تک نجف میں قیام کیا۔ اور موجودہ حالات کی بنا پر وہاں سے ہجرت کی، حکومت میرے رکنے پر اصرار کرتی رہی، اصلاح حال کے وعدے بھی کیے مگر وہ عہد شکن نکلی ـــ اللہ عز شانہٗ سے دعا ہے کہ فتح آپ کی حلیف ہو، حضرت حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ آپ کی مدد فرمائیں۔ بشرطیکہ آپ بھی جد وجہد کریں، قربانیاں دیں۔ مجھے امید ہے کہ عراق میں اسلام کی فتح کے بعد زیارت ائمہ اطہار علیہم السلام کی توفیق پاؤں گا اور آپ سے ملاقات کو آؤں گا۔ زبردستی حکومت اور دہشت گردی کا دور ختم ہو گیا، اٹھیے اور آواز بلند کیجیے۔ بین الاقوامی اداروں اور دنیا کی حکومتوں تک اپنی آواز پہنچایئے۔ ان لوگوں کے مظالم کو فاش کیجیے۔

واللہ یؤیدکم بنصرہ ـــ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

صوت الدعوۃ المجاہد

(۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ)

۸ صفر ۱۴۰۰ھ

۱۳۵۸/۱۰/۷

یکشنبہ خونین ۱۰ دی کی سالانہ یاد کے موقع پر آیت اللہ شیرازی کا پیام

...... گزشتہ ملعیوں اور شیر بیغیوں کی یاد اور جان پر کھیل جانے والے شہیدانِ راہ وفا اسلام کے احترام میں نو، دس دی ماہ کو میری نشست ہو گی، اُس عہدِ سیاہ، اُس دورِ رسواکن، اس زمانۂ تاریک میں جسے قابلِ نفرت رژیم پہلوی کہنا چاہیے۔ اس رژیم میں دلیروں نے خوں کے دریا میں غوطے لگائے اور زندگی اسلام کے فخر آفرین دنوں میں اپنی جاں پر کھیلے اور عاشقوں کی طرح موت کو گلے لگایا۔ ہم ان کو گرامی قدر قرار دیتے ہیں۔

...... بھائیو اور بہنو!

ایک سال پہلے انھیں قسمت آفرین و مقدر ساز دنوں میں دنیا بھر کے لوگ حتیٰ کہ سیاست داں و تجربہ کار حضرات بھی ہماری جدوجہد اور ہمارے انقلاب کو سطحی تحریک، آسیب پذیر حرکت اور بے نتیجہ کاوش سمجھتے رہے اور اس جیسی رژیم کے قدم اکھاڑنے کو محال جانتے تھے۔ جس کے اقتدار کو عالمی طاقتوں (سپر پاورز) کی حمایت حاصل تھی، شاید اُن لوگوں کی ظاہر بین نگاہوں سے پیدا ہونے والی فکر درست ہو۔ کیونکہ نظام پہلوی کے گنڈے اور استبداد کے گماشتے اپنی پوری قوت سے ایرانی مسلم قوم کو کچلنے اور تباہ کرنے پر کمر کس چکے تھے......

مشہد کا یکشنبہ خونیں، وہ دن جس کا آغاز مار پیٹ سے اور جس کا انجام میرے مکان پر وحشیانہ حملے اور نہتے مسلمانوں کے قتل پر ہوا، مشہد جیسے واقعات جو انہی دنوں دوسرے شہروں اور بستیوں میں وقوع پذیر ہوتے ان کے تسلسل کی بنا پر دی کا پورا مہینہ تاریخ میں ماہِ خون و شہادت کے نام سے لکھا ہے۔ یہ مہینہ اس طاغوت کی شکست و پریشانی کا مہینہ تھا۔

.... اب اس نازک انقلابی مرحلے میں ہوشیار رہیے۔ یہ راہ خدا و راہ جہاد ہے۔ یہاں شکست قبول نہیں کی جاتی، جب اُمت ایمان واتحاد کے اسلحہ سے مسلح ہو کر کفر و ظلم کرنے نکل آئے تو خدا بھی مدد کرتا ہے۔

« ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم »

اگر تم اللہ کی مدد کرو گے، وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم استوار فرمائے گا۔

---

۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

۱۳-۱۱-۱۳۵۸ ش

صدر کے انتخابات کے موقع پر دفتر آیت اللہ شیرازی کا اعلامیہ

چونکہ جمہوری ریاست عوام کے انتخاب کے ذریعے قائم ہوتی ہے اور یقین و نامزدگی ممبران کافی نہیں ہوتی۔ سب جانتے ہیں کہ ملت اسلامیہ ایران نے معرکہ لڑا ہے اس میں وہ اپنے دینی رہنما اور مراجع تقلید کے حکم پر گوش بر آواز رہی اور آج بھی وہ منتظر اشارہ ہے۔ اس وقت مراجع کا اظہار خیال الیکشن کو سلیکشن میں بدلنے کے مترادف ہے لہٰذا حضرت آیت اللہ شیرازی الیکشن میں کھڑے ہونے والے امیدواروں کے بارے میں اظہار رائے سے پرہیز فرماتے ہیں اور کوئی خیال ظاہر نہیں فرماتے۔

البتہ تمام بہن بھائیوں کو الیکشن اور ممبران کے انتخاب کی نزاکت و اہمیت احساس ہونا چاہیے، رہبر انقلاب حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید خمینی اور دوسرے مذہبی رہنماؤں اور مراجع تقلید کے احکام و افکار کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ پہلے صدر جمہوری اسلامی ایران کے انتخاب کے مرحلے میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ شیرازی اور دوسرے اعلام حصہ لیں گے۔ اور اس شخص کو ووٹ دیں گے جو اسلام کی حقیقت پر یقین رکھتا ہو اور شرائط و صلاحیت و قابلیت[1] کا

---

[1] میں جولائی ۱۹۹۹ء کو ایران میں انتخاب عوام کو یہ مسئلہ کرتی تھی کہ علما اپنے امیدوار

(باقی اگلے صفحہ ۱۶۴ پر)

مالک ہو۔

اللہ تعالیٰ سے اسلام، ملک اور ملت کی اصلاح اور بھلائی کی دعا ہے وہی ایسے اسباب مہیا فرما دے اور اُمت پناہ حضرت ولی عصر اروا حنا فداہ میں ہے

---

۱۸ ار ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ

جمہوری اسلامی ایران کے پہلے صدر بنی صدر کو تار

سلام و تحیات — جب کہ ملت مسلمان و مجاہد ایران نے آپ کو جمہوری اسلامی ایران کا پہلا صدر منتخب کر لیا ہے تو میں مبارک و تہنیت کے ضمن میں اس نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

حکومت و ریاست اسلام کی نظر میں اللہ کی امانت اور بہت بڑی ذمہ داری ہے اس منصب اور ذمہ داری پر فائز آدمی کو اسلامی احکام کی حفاظت و اہتمام اور قوم کے تمام افراد کے تلف شدہ حقوق، خصوصاً محنت کش افراد کے حقوق ضروریات میں کوشش کرنا پڑتی ہے، ان لوگوں کے آرام کو اپنا آرام سمجھنا صدر مملکت کی ذمہ داری ہے۔ سربراہ کو مشرق و مغرب سے وابستگی کے بغیر ملک کی آزادی و استحکام کا محافظ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد اللہ خوش ہوگا، اور حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کے خاص عنایات شامل حال ہوں گے۔ اور اسی صورت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۔ بھی کھڑے کرتے ہیں یا نہیں؟ پھر جو امیدوار کھڑے ہوں گے ان میں سے کسی کی حمایت کا اعلان ہوتا ہے کہ نہیں، نامزدگی فارم آئے، ووٹ ڈالے گئے۔ نتیجہ نکلا اور تمام تاریخ و سیاست کے ماہرین نے نیا تجربہ دیکھا کہ ایک انقلابی حکومت نے انقلابی حالات اور انقلاب کے ایک سال بعد اس قدر غیر جانبدار الیکشن کرایا اور رہبر انقلاب یا ان کے کسی ساتھی نے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کی اور بحمدہ تعالیٰ حالات ابھی تک آیت اللہ خمینی مدظلہ کے قابو میں ہیں۔

ہیں صدر مملکت عوام کی قطعی حمایت سے فیض یاب ہو سکے گا۔

آپ اسلامی نقطۂ نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ خاص شرف یہ بھی رکھتے ہیں کہ نسل طیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان ولایت سے ہیں۔ امید ہے کہ آپ حضرت امام زمانہ سے امداد اور رہبر حکیم انقلاب کے مشورے اور مراجع تقلید کے نظریات سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ ملت مسلمان وانقلابی ایران کے تعاون اور قوانین اسلام اور خدمت اسلامیان وطن کی توفیق و کامیابی پائیں گے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

---

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

۲۶ بہمن ماہ ۱۳۵۸

مجلس شورائے اسلامی کے انتخابات کے موقع پر حضرت آیت اللہ کا پیام

ملت معزز و مسلمان ایران! — خدائے عزوجل کی حمد وثنا ہے کہ اس نے بہت تھوڑی سی مدت میں اپنی قوت کاملہ سے اور توجہ خاص حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ نے — آہستہ آہستہ نزاکت آفریں لمحات اور قسمت ساز زندگی میں جمہوری اسلامی کو مکمل توفیقات کے ساتھ روبراہ کر دیا، اور اب پوری قوم ایک نظام جمہوری اسلامی کے روبرو ہے۔ جو واقعی طور پر آئندہ حکومت کی بنیاد ہوگا۔ چونکہ اب مجلس شورای اسلامی بنانے اور قائم کرنے کا لمحہ ہے اس لیے بایک بینی البصیرت و اسلام کی مکمل معرفت کے ساتھ فیصلہ کرنا ہوگا۔ یقین ہے کہ مستقبل سے وابستہ امیدیں، اللہ کی حکومت کے قیام، نظام عدل کی بحالی اور مسلمانوں کی خوش حالی کی صورت میں جلوہ نما ہوگی۔

انقلاب اسلامی کی فتح کو ایک سال ہو رہا ہے، آپ ایرانی قوم کے معزز و مجاہد حضرات ایک سال سے طرح طرح کی سازشوں، فریب کاریوں اور دشمنی پر مبنی خطرناک منصوبے دیکھ رہے ہیں، اور مخالفوں کی تدبیروں سے اچھی طرح

واقف ہیں ـــ غافل نہ ہوئیے گا، ہر لمحے ہر سمت سے لوگ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں، حتیٰ کہ اسلامی لبادے اوڑھ کر اسلام کے خلاف تحریک چلانا چاہ رہے ہیں۔ زخم خوردہ سامراج شکست کا مزہ چکھنے کے بعد اپنی زہریلی فکر کے سہارے دنیا کے ذہنوں میں اس انقلاب کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ اس کی آخری مذبوحانہ حرکتیں ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں، وہ کسی مجرمانہ اقدام اور باہم انتشار پیدا کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ، اسلام و ایران دشمن سامراجیوں کے یہ عزائم اسی طرح انھیں رسوا کریں گے جس طرح پہلے رسوا کر چکے ہیں، اور انھیں مکمل ناکامی ہوگی۔

اسلام کے عزیز اور طاقت ور فرزندو! اس مرتبہ پھر اپنے مؤثر تعاون اور بھرپور شرکت انتخابات سے مشرق و مغرب کے ایمپیریلسٹوں اور مجرم صیہونزم کو بتادو کہ اس سرزمین، اس کی پیداوار کے سرچشموں پر قبضہ، یہاں کے مہذب متمدن عوام کا فکری استحصال کر کے اسلام کے گہوارے میں مہمل قسم کا کلچر مسلط کریں گے۔ یا انقلاب اسلامی ایران کے تار و پود بکھیر سکیں گے، یا پھر اس ماضی کے سیاہ دور میں واپس کر دیں گے۔ اُن کی خام خیالی ہے، ان کے یہ سب منصوبے برباد ہو چکے ہیں۔

ملت مسلمان و مجاہد ایران! اسلامی فریضے کے طور پر مجلس شورائے اسلامی کے انتخاب میں حصہ لے کر یہ بتا دیجیے کہ آپ ہر قسم کے ماحول میں حتمی طور پر دین مبین اسلام کے اصولوں سے وابستہ ہیں اور حقیقی اسلام کی بنیادوں پر عظیم ایران کی تعمیر کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں اور اس وقت تک بڑھتے رہیں گے جب تک واقعی اسلامی حکومت اس سرزمین پر قائم نہ ہو جائے ـــ مجلس شورای اسلامی کے لیے ایسے کو ممبر چنیے جن کے بارے میں آپ مکمل طور پر باخبر ہوں، جن کا کردار پختہ ہو، جو اسلام کی حقانیت اور قانون اساسی جمہوری اسلامی پر یقین رکھتا ہو جو مستقبل میں اپنے تئیں آپ سے جُدا نہ سمجھے۔ مجلس نمایندگان مجلس شورائے اسلامی میں آئے

والے ممبروں کو ایسا ماحول ملنا چاہیے کہ اوّلین فرصت میں جمہوری اسلامی ایران کے قانون اساسی کی تصویب و تکمیل کر سکے ـــ جن مقامات کی اصلاح کے بارے میں یاد دہانی ہو چکی ہے، ان کی اصلاح کردی جائے ـــ آخر میں خداوند عالم سے عظمت اسلام، ہوشمندی مسلمانان، خاص طور پر ملّتِ عزیز ایران کے لیے دُعا ہے۔ اس قوم نے اللہ کی طرف سے ایک بڑی ذمے داری کا بوجھ اٹھایا ہے، اسے حسنِ وفا کی توفیق ملے کہ بارگاہ خدا میں اور آنے والی نسلوں کے سامنے سرخ روئی ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

---

۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۰ھ

اعلان جمہوری اسلامی کے موقع پر آیت اللہ زادہ سید محمد باقر مجتہد کا اعلامیہ

چونکہ بحمد اللہ، خدا کی عظیم نعمت یعنی باطل پر حق کی فتح اور قید و غلامی سے نجات پانے کی سعادت ملّتِ ایران کو نصیب ہوئی ہے اور جامعۂ روحانیت و دبستانِ مذہب شیعہ، دنیا اور دنیا والوں کی توجہ کا مرکز اور ہماری سرفرازی کا سبب بن چکی ہے، لہٰذا اس موقعے پر چند نکتوں کی یاد دہانی کرا رہا ہوں۔

(۱) یہ بات واضح و مسلم ہے کہ موجودہ کامیابی ایمان و اتحاد اور تمام حلقوں کی مکمل ہم آہنگی سے حاصل ہوئی ہے۔ لہٰذا جو چیز انتہائی ضروری ہے وہ یہی ہے کہ اتحاد و ہم آہنگی کو برقرار رکھا جائے، بلکہ دن بدن اس اتحاد کو اور مضبوط و کامل تر کیا جائے

(۲) ...... چونکہ ایران کی موجودہ تحریک ایک انقلاب اسلامی تھی اور اس کا بڑا حصہ عزیز جوانوں کے خونِ پاک کا مرہونِ احسان ہے۔ اس کا نصب العین ظلم اور ڈکٹیٹرشپ کا خاتمہ اور احکام اسلام کی پابندی تھا۔ بنابریں بلاشبہ جمہوری ایران کا سسٹم اسماً اور رسماً اسلامی ہونا چاہیے۔ موجودہ دنیا کے قوانین جو اکثریت بلکہ قریب قریب تمام مسلمان ممالک میں رائج ہیں نظر میں رکھے جائیں۔

ایرانی انقلاب کی برتری اور اس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ یہ انقلاب اسلامی ہے، ساری دنیا اسی نقطۂ نظر سے اسے اہمیت کا حامل سمجھتی ہے۔ اسی برتری کی وجہ سے ہم تمام قوتوں پر غالب آئے ہیں۔ ورنہ فقط انقلاب اور شہنشاہیت کا جمہوریت میں بدلنا ایسا عمل ہے جو دنیا میں بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ مصر اور عراق میں ایسا ہی ہوا اگرچہ یہ جمہوریتیں کئی ہزار سال کی شاہی اور استبدادی حکومتوں کو بدلنے سے وجود پذیر ہوئی ہیں لیکن چہروں کی تبدیلی کے علاوہ اور کیا ہوا؟ یہ حکومتیں سابقہ نظام سے کوئی امتیاز پیدا کرنے کے بجائے بعض حیثیتوں سے اور زیادہ بدتر ثابت ہوئی ہیں۔

ایران کی نئی حکومت اور جمہوری نظام کو سراسر اسلامی ہی ہونا چاہیے، اس راہ میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، نفاد پرست اور بہانہ جو لوگ رنگا رنگ لبادے اوڑھ کر نعرے لگاتے آئیں گے، فریب دینے کی کوشش کریں گے۔ خبردار! ان لوگوں کو راستہ نہ دیجیے گا، ان کے دھوکے میں نہ آئیے گا، شک کو راہ نہ دیجیے گا، انتہائی ثابت قدمی، پامردی اور سوجھ بوجھ سے آگے بڑھتے رہیں۔

۱۲ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

سید ابوالحسن صدر جمہوری اسلامی ایران کی مبارک باد نوروز کا جواب

...... جناب والا کا ٹیلیگراف عید نوروز کی تبریک اور حل مشکلات میں تعاون طلبی پر مشتمل ملا بشکریہ! اُمید ہے کہ سالِ نو جناب اور تمام ملّتِ ایران کے لیے مبارک ہو گا، انقلاب اسلامی ایران صحیح مفہوم اور حقیقی معنوں میں مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں پر مثبت اثر چھوڑے گا، تاکہ ایران عالمی انقلابِ اسلامی کا مرکز اور دل بن جائے۔

— جناب والا، واقعی بہت بھاری اور سخت ذمہ داری سے دوچار ہیں اور وہ بھی نازک ترین ملکی حالات اور بین الاقوامی بحران کے پیشِ نظر۔ آپ

حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی توجہ خاص کے سلسلے میں، عمیق النظر عالم کی رہنمائی اور مشورے پر عمل فرماتے ہوئے انشاء اللہ، داخلی امن امان اور نفاذ احکام اسلامی کے لیے مناسب و ہموار ماحول تیار کریں گے۔ نیز انسانی معاشرے کی ترقی اور ضامن سعادت، شرعی اصولوں اور اسلام کے باریک لطیف معیاروں پر جدید ترین منصوبے بروئے کار لائیں گے اور ملک کے تمام اوضاع و احوال میں مؤثر و دقیق اقدامات فرمائیں گے۔

مجاہد ملت اسلامیہ ایران کی حمایت و تعاون سے — اس قوم کے تعاون سے جس نے ہمیشہ اپنی ذمہ داری سوچ سمجھ کر اچھی طرح انجام دی جس نے ابھی ابھی مجلس شورائے اسلامی کے انتخاب میں بھی بالغ نظری و پختہ فکری کا تازہ ثبوت دیا ہے — مشرق و مغرب کے غلط اور باطل منصوبوں کو کچل دیں خصوصاً، حالیہ امریکی منصوبہ کہ معزول بادشاہ کو اسلامی عدالت میں پیش ہونے سے روکنے کے لیے فرار کرا دیا، آپ ان جیسے منصوبوں پر پانی پھیر دیں۔ ایران کی جنگ آزما قوم اپنے لٹے ہوئے حقوق اور اس صدی کی غلط کاریوں کی بنیاد (شاہ معزول و مفرور) کو قابو میں لے لیں۔

مشکلات کے حل کرنے اور ملکی و ملی حالات کو درست کرنے میں انشاء اللہ ہماری مدد ملتی رہے گی.....

---

۲۴ جمادی الثانیہ سنہ ۱۴۰۰ھ

صدام، صدر عراق کے نام حضرت آیت اللہ سید باقر صدر اور سیدہ بنت الہدی کی شہادت پر تار

بغداد — مدعی صدارت جمہوریہ عراقیہ صدام حسین!

— سب سے پہلے تمہیں جہنم میں جانے اور ہمیشہ رہنے والے دردناک

عذاب میں تمہارے رہنے کی تہنیت دیتا ہوں ـــــ اس کا سبب وہ بڑے بڑے جرائم ہیں جن کے لیے بعثی[1] حکومت قائم ہوئی ہے۔ دینی مراسم کا خاتمہ۔ ہزاروں بے گناہوں کا قتل، علماء و محققین کی جلاوطنی، علمی مراکز کا تخلیہ، خصوصًا حوزۂ علمیہ نجف اشرف کی ویرانی، یہ سب اس عراق میں ہوا جو ہر صدی میں علم کا گہوارہ، اور مہذّب و متمدن ملک تھا۔ جو ہمیشہ علماء و فضلاء سے چمکتا رہا۔

میں نے ان مجرمانہ منصوبوں کے بُرے نتائج سے عراق کی حکمران پارٹی کو ڈرایا تھا میں نے تمھیں اس غلط روی سے روکا تھا مگر تم لوگوں نے بات نہ مانی بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر سخت اور پریشان کن قدم اٹھائے۔ ہزاروں بے گناہ مردوں عورتوں کو ان کے وطن سے نکالا، اور کسی شرعی و قانونی جواز کے بغیر ان کے مال ضبط کیے۔

بدترین جرائم میں سب سے زیادہ دردانگیز واقعہ آیت اللہ سید محمد باقر الصدر کا قتل ہے، وہ عظیم اسلامی شخصیت جو عالم اسلام کی قابل فخر و ستائش ذات تھی، اسی طرح ان کی مومن و فاضل بہن ـــــ (سیدہ بنت الصدر) کا قتل۔

تاریخ نے تمھیں یزید بن معاویہ و ابن زیاد سے زیادہ شقی لکھ لیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے حضرت زینب بنت علی علیہ السلام کو شہید نہیں کیا، حالانکہ ان دونوں کے مقابلے میں حضرت زینب صلوات اللہ علیہا کا موقف اس مومن فاضل خاتون کے اس موقف سے زیادہ سخت تھا جو اس نے تمہارے اور تمہاری پارٹی کے سامنے اختیار کیا۔ . . . . اس سے پہلے اسلام میں یہ دستور نہ تھا۔ جب ہی تو تاریخ نے اس جرم کو آتشیں حرفوں سے لکھا ہے ـــ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ اس دردانگیز اقدام

---

[1] الحزب البعث، عراق کی برسراقتدار پارٹی ہے جس کا منشور مذہب اور دینی اقدار کا خاتمہ، عربیت اور نسلی برتری کا پرچار ہے، تمام چیزوں کو حکومت کے قبضے میں لینا ہے۔ اس پارٹی کی روح عیسائی لیڈر ہیں جسن البکر اور صدام اس پارٹی کے بڑے لیڈر اور موجودہ رژیم کے سربراہ ہیں۔

کو تمام دنیا کے مسلمانوں کی توجہ کا سبب بنائے گا، انھیں بیدار کرے گا، انھیں اس خیانت اور جرائم کے مقابلے میں جرأت مندانہ اقدام پر تیار کرے گا، جیسے امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے قتل، ظلم کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑے ہو جانے والوں کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ اور تاریخ کی آخری حد تک بنی امیہ پر لعنت کا سبب ہے — ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام

---

۱۲ رجب سنہ ۱۴۰۰ھ

نمایندگان محترم، مجلس شورای ملی جمہوری اسلامی کے نام پیام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ہم نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی انھوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے پہلوتہی کی، اور اس سے ڈرے۔" (آیت ۷۲، سورۃ الاحزاب)

—— علی وعظیم اللہ سچا ہے ——

مجلس شورای اسلامی ایران کے دور اول کے نمائندگانِ محترم!

السلام علیکم! اس منفرد صورت حال اور نازک ترین لمحات میں جب دنیائے انسانیت، اسلام اور انقلاب اسلامی ایران پر نظر جمائے بیٹھی ہے۔ اس کی آخری کامیابی کو اپنی نجات اور ظلم و استعمار کی موت مانا جا رہا ہے — خداوند عالم کی مدد، آئمہ معصومین علیہم السلام کی برکت اور حضرت ولی عصر اروا حنا فداہ کی خاص توجہات سے مجلس شورائے اسلامی کے افتتاح نے دشمنانِ اسلام کے آخری منصوبے کو بھی تہہ و بالا کر دیا، ملت مسلمان ایران کے انقلاب سے ان کی آس، یاس سے بدل گئی خداوند تعالیٰ کا اس عظیم نعمت پر شکر ادا کرتا ہوں اور آپ سب حضرات کی توفیق و ہم آہنگی کے ساتھ اسلام کے مقاصد عالیہ تک پہنچنے کی دعا کرتا ہوں۔

مجلس شورائے ملی کے روز افتتاح کو تاریخ ولادت باسعادت حضرت

مولی الموالی امیر المومنین علی السلام کے مطابق دیکھ کر فالِ نیک محسوس کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ اس روزِ سعید کی روح و عظمت دنیا بھر کے مسلمانوں کی فتح مندی و ترقی اور انقلاب اسلامی کے نتیجہ خیز ہونے کا سبب ہوگی۔

برادرانِ عزیز! نمائندگانِ محترم مجلس شورائے اسلامی کو چند نکات کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ ایران کی ملتِ رشید جس نے ایمان کامل کے ساتھ اتنے نازک مرحلے طے کیے اور بہترین طریقوں سے اپنے تجربوں کے ذریعے سر بلند و کامیاب ہوئے، اس وقت بھی نازک مرحلہ سامنے ہے اور یہ وقت بھی فائدہ اٹھا کر آگے بڑھنے کا ہے، کوشش کیجئے کہ یہ سفر بہترین طریقے سے تمام ہو۔

۱۔ اسلام مسلمانوں کی ہر ہر فرد کو تمام مسلمانوں کے اچھے برے کا ذمہ دار اور جواب دہ قرار دیتا ہے۔ اور سعادت و بدبختی میں ایک دوسرے کو شریک گردانتا ہے، آپ حضرات نمائندہ ہونے کی وجہ سے عوامی ذمہ دار افراد ہونے کے علاوہ، عوام کے ترجمان بھی ہیں، آپ چھتیس ملین انسانوں کی قسمت کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا چکے ہیں، آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا اور عوام کے سامنے قوم کے سر پر آنے والی ہر اچھی بری بات کے آپ ہی جواب دہ ہیں۔ اس قوم نے اسلام کی بنیاد پر آپ کا انتخاب کیا ہے، اسلام کی سرحدوں کے دفاع اور اسلامی ضابطے میں ہمہ جہتی اور اپنے جائز حقوق کے لیے آپ کو سینٹ میں بھیجا ہے۔

۲۔ عام مسلمان افراد کے خواہشات اور دنیائے اسلام کی بہتری اور انقلاب اسلامی کا دوام و استحکام و خونِ شہیداں کی حفاظت جیسے مقاصد قرآن اور سنت معصومین علیہم السلام کی پیروی ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان سب باتوں کا دارو مدار اسلام کے مقدس احکام کے نفاذ اور ظلم و سرکشی کے مقابلے پہ ہے۔ لہٰذا مشرق اور مغرب یا دوسرے فکری دبستانوں کو چھوڑ کر اپنے تمام قوانین، اپنے تمام منصوبوں کا نقطۂ پرکار، اسلام و قرآن و سنّت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ائمہ معصومین علیہم السلام کو بنائیے اور قانون اساسی کو اس کا سرچشمہ سمجھیے۔ یاد رکھیے

آخری منزل کامیابی تک رسائی اسی وقت ممکن ہوگی جب ہم سب قرآن کے فرمان اور دبستانِ مقدس اہل بیت علیہم السلام کے تعلیمات کو عملی جامہ پہنا دیں، دبستانِ اسلام میں بنیادی طور پر فقط ایک ہی قانون و آئین ہے، وہ ہے قرآن و سنت اور محکم و مسلم روایات ائمہ طاہرینؑ فقط اسی بنیادی آئین کو معتبر سمجھنا چاہیے۔

۳۔ وہ محدود ذمے داری جو آپ نے قبول کی ہے دراصل بڑے وسیع فرائض پر مشتمل ہے۔ ان سب میں جو چیز سب پر فائق ہے وہ ایک ضمیمے کے ذریعے اساسی آئین کی تکمیل ہے جیسا کہ ہم نے شروع ہی میں اعلان کیا ہے کیونکہ اساسی آئین کو تمام منظور ہونے والے قوانین کی بنیاد کا درجہ حاصل ہے، ضروری ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کی لازمی اصلاح کر دی جائے تاکہ دستور اساسی اسلام کی پوری تصویر اور دبستانِ ائمہ اہل بیتؑ کا آئینہ نظر آئے۔ دستور اساسی جس قدر اسلام سے نزدیک ہوگا اسی قدر کامل تر قانون اساسی اسلام کہا جا سکے گا ــ لہٰذا اُمید ہے کہ انشاء اللہ جس قدر جلد ہو سکے اس سمت میں سنجیدگی اور گہری نظر کے ساتھ آگے بڑھیں۔ اور کام کریں اور گزشتہ اور آئندہ کے تمام قوانین اور منصوبے انتہائی احتیاط کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق مکمل کیے کریں۔

۴۔ امن عام، اقتصادی خوش حالی، مملکت کے خود کفالت بنانے اقتصادی رجحانات اور دوسرے معاملات میں اجنبی قوتوں سے ہر قسم کے روابط توڑ لیے جائیں، استعماری طاقتوں کے تباہ کن کلچر کی بنیادیں اور جڑیں اکھیڑ کر اسلام اور دبستانِ مقدس اہل بیت علیہم السلام کے تعلیمات کی بنیاد پر صحیح تہذیب اور کلچر کو بروئے کار لائیں ـــــ یقینی طور پر یہ بات واضح ہے کہ انقلاب یعنی حقیقی دگرگونی اس وقت ہی وجود پذیر ہو سکتی ہے جب مغرب و مشرق کے منحوس اثرات مسلمانوں کے ذہنوں سے نکال پھینکے جائیں۔ اللہ کی طرف سے یہ ذمے داری اور یہ اہم فریضہ آپ نمائندگانِ ملت کے کاندھوں پر ہے۔ آپ حضرات، مکمل طور پر قوانین اور منصوبوں کو اسلامی بنائیں اور عوام کے فکری رُخ کو اسلام اور قرآن مجید کے

تعلیمات عالیہ کی طرف موڑ دیں۔

۵۔ تمام قبائل تمام گروہوں اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت، اسلامی اصول وضوابط کے مطابق یوں کی جائے کہ وہ اپنے جائز مطالبات حاصل کرسکیں۔

۶۔ بین الاقوامی سیاست کا مسئلہ بہت نازک ہے، اس سلسلے میں اسلامی ملکوں اور غیر اسلامی حکومتوں سے روابط کی بنیاد مکمل آزادی، وطن کی زمین کے چپّے چپّے کی حفاظت، اور ہر قسم کی وابستگی سے قطع تعلق پر ہونا چاہیے استعمار پسند طاقتوں کے تجاوزات اور ظلم وستم سے مقابلہ ہمارا اصول ہونا چاہیے۔

۷۔ دنیا بھر میں جہاں بھی مسلمان اپنی آزادی کی تحریک چلا رہے ہیں، آپ کو ان کی حمایت اور بے خوف ہو کر امداد کرنا چاہیے۔ مثلاً افغانستان، جنوب لبنان، فلسطین نیز دوسرے اسلامی ممالک خاص کر عراق جہاں کے مسلمان خونخوار کرایے کے ٹٹو، بعث پارٹی کے افراد کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کی حالتِ زار انتہائی غم انگیز ہے ــــ سرحدی فاصلے جو سامراجیوں نے مسلمانوں میں پیدا کر دیئے ہیں انھیں ختم کیا جائے تاکہ دنیائے اسلام پر خدا کی حکومت قائم ہو۔

آخر میں پھر یاد دلاتا چلوں، اے مسلمانوں کے نمایندو! اے عوام کے منتخب شدہ لوگو! اسلام نے تمہارے کاندھوں پر بہت بھاری ذمے داری ڈالی ہے، ستر ہزار شہیدوں کا خون ہر لمحہ تم سے اپنی حفاظت کا مطالبہ کر رہا ہے۔

شجرِ مبارک اسلام جس کی شروع شروع میں ائمہ اطہار علیہم السلام کے مقدّس خون سے آبیاری ہوئی تھی اور ان دنوں پھر قوم کے عزیز ترین افراد نے اپنے خون سے سیراب کیا ہے۔ بڑی توجہ سے اس درخت کو ہرا بھرا رکھیے۔

اپنے تمام افکار وخیالات اسلام کی خدمت، اسلام کی اشاعت اور زیادہ سے زیادہ کوشش حکومت اسلام کے لیے صرف کیجیے، اسلام کی سربلندی اور

مسلمانوں کی شوکت کے لیے جد و جہد کیجئے ۔ اطمینان رکھیے ، اللہ تعالیٰ ترقی و کامیابی کا ضامن ہے — ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم ۔ اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد بھی کرے گا اور تمہارے قدم بھی مضبوط کرے گا ۔

حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی خاص توجہات کے سائے میں خدائے بزرگ و برتر سے آپ لوگوں کی توفیق میں اضافے کی دعا کرتا ہوں ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

---

۲۵ رجب ۱۴۰۰ھ

عراق کے تشویشناک حالات کے بارے میں

جامعۃ الدول العربیہ کے سیکرٹری ایٹ کو تار

جامعۃ الدُّوَلِ العربیہ کے سیکرٹری ایٹ ، تونس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، — بر سہا برس سے ملت اسلامیہ عراق ، روئے زمیں کی بدترین مخلوق کے ہاتھوں ظلم و ستم سے پامال ہورہی ہے ۔ لاکھوں خوش کردار فرزندان وطن کال کوٹھریوں میں قید ہیں ۔ ہزاروں شہادت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں ۔ وہ شخص اپنے اوپر فرض کرچکا ہے کہ حق گو شخص کا نتیجہ برا کرے گا ۔ جس آزادی کا نعرہ لگایا جارہا ہے اس کے معنی ان کی لغت میں موجود نہیں ہے — ایران میں علمائے اعلام کی رہبری میں انقلاب اسلامی برپا ہونے کے بعد بعثی حکومت کے حکام دیوانے ہو گئے ، انھوں نے ہزاروں شرفا کو قید خانوں میں بند کردیا ۔ صرف اس خوف سے کہ عہد جدید کے فرعونوں اور عصر حاضر کے شیطانوں کے خلاف باقی اسلامی حکومتوں میں بھی تحریک انقلاب عام نہ ہوجائے ۔ اس کے بعد ان کے استعماری خبیث چہرے سے نقاب اس وقت کھلی جب انھوں نے عظیم ترین جرم کا ارتکاب کیا اور فلسفی محقق

علامہ یگانہ سید محمد باقر صدر اور ان کی فاضلہ و عالمہ بہن کو شہید کر دیا۔ اس اقدام سے عالم اسلام کی رائے عامہ بیدار ہوئی اور تاریخ کے صفحے پر اس شخص کا نام ایسے مجرموں کی فہرست میں لکھا گیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی ان خونخواروں میں جس کے مقابلے میں تمام خوں ریزیاں ہیچ ہیں، اس کے بعد بھی وہ شخص اسلامی شعائر اور اس کے ابدی پیغام کے خلاف مسلسل کام کر رہا ہے — بعث پارٹی اسی پر خاموش نہیں ہوئی بلکہ اس نے وفادار فرزندان عراق کے ہزاروں گھرانے جلا وطن کر دیے۔ ان کی دولت چھین لی ان کی جائداد سے انھیں محروم کر دیا۔ ایک ایک گھر میں باپ کو بیٹے، زوجہ کو شوہر سے الگ کر دیا۔ عراق کے مبتلائے ستم عوام کی چیخ پکار اور ظالمانہ جلا وطنی کے بعد یہ خاموشی اور بے تعلقی آخر کب تک رہے گی، قرآن کا اعلان[1] ہے — اگر تم سے دین کے لیے مدد مانگی جائے تو تم پر نصرت فرض ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے — "جو صبح سویرے[2] اٹھے اور مسلمانوں کے معاملات میں سوچ بچار نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہیں —" کیا وجہ ہے کہ عرب حکومتوں کے سربراہ ان خائن افراد کو ہاتھ سے کیوں نہیں روکتے، کہ وہ ایسے جرائم سے باز رہیں جن سے تمام حکومتوں کے دستور اور رواج بلکہ انسانی اقدار بھی بیزار ہیں[3]۔ ان لوگوں نے اپنی ضمیر، اپنا دین اور اپنا اعزاز اجنبیوں کے ہاتھ بہت معمولی قیمت پر بیچ دیا۔

میں جنرل سیکرٹری سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یاس کے سائے سے نکلیں اور مظلوم عراقیوں کو ان مجرموں کے پنجے سے چھڑانے میں اپنا کردار ادا کریں یہ بعثی، بے گناہوں کا خون چوس رہے ہیں۔

روئے زمین کی تمام مسلم قومیں آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی تائید کرتی ہیں —

---

[1] سورۃ الانفال کی ۷۲ ویں آیت ہے "وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر"

[2] من اصبح ولم یهتم بامور المسلمین فلیس بمسلم

[3] خواتین کو جدید قسم کی سزاؤں کے بعد قتل کرنا۔

اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

---

۹ شعبان ۱۳۹۹ھ

حکومت عراق کے مظالم پر عالم اسلام کے نام پیغام

مسلمانان عالم! حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ باتوں پر ایمان لانے والو! اے کتاب کریم و قرآن عظیم ماننے والو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
"وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر" اگر لوگ تم سے دین کے لیے مدد مانگیں تو ان کی مدد ضرور کرنا — اور نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — جو صبح کو اٹھے اور اسے مسلمانوں کے معاملات کی کوئی پرواہ نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے۔
اسلام اور مسلمانانِ عراق پر جو مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں وہ اتنی سخت ہیں جن پر صبر ممکن نہیں۔ ہر مسلمان پر وہ جہاں بھی ہو اس طرف توجہ کرنا چاہیے بلکہ اس پر نجس بعث پارٹی کے ظلم برطرف کرنے کی شرعی ذمہ داری ہے — اسلام پر ظلم کا حال یہ ہے کہ جب سے بعثی عراق پر غالب آئے ہیں اس وقت سے ان کی پوری کوشش و کاوش یہی ہے کہ دینی مراسم ختم کر دے ہم وہ ایسا کر چکے آج کوئی دستورِ دین اپنی حالت پر باقی نہیں، بغداد ریڈیو اسٹیشن سے اذان بند کر دی۔ یوم عاشورہ ذکر واقعۂ کربلا ختم کر دیا، بلکہ خلاف دستور موسیقی کا پروگرام جاری کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس لینین کی پچاسویں برسی کا اہتمام کیا گیا، جس پر یہودیوں نے بھی اعتراض کیا اور کہا عربو، کلمۂ توحید میں ہم تم ہم خیال ہیں مگر تم ہم سے برسر پیکار رہو اور لینین جو اہل توحید کا مخالف تھا اس کے گن گاتے ہو۔ اس کے علاوہ بہت سی باتیں دین کے خلاف ایجاد کی ہیں۔
سب جانتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں عراق مہذب و متمدن ملک تھا، علماء و افاضل کا مسکن تھا، دینی اور علمی مدارس کا سلسلہ بغداد، واسطہ، حلہ، بصرہ، کوفہ، کربلا معلےٰ اور نجف اشرف (وسامرہ) تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پارٹی نے سب

کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ ہزاروں طلبہ و افاضل کو شہروں سے نکالا، ان مدرسوں سے نکالا جو مدرسے ایک ہزار سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے سے ان کا مسکن تھے۔
عام اہل اسلام کے ساتھ ان کا ظالمانہ برتاؤ کسے معلوم نہیں، جوان اور بوڑھے مسلمانوں سے ان کے قید خانے بھرے پڑے ہیں، اور جیلوں میں ان پر زندگی تنگ کر رکھی ہے، بے شمار افراد کو پھانسی کی بے شمار علماء و متقی حضرات کو قتل کیا۔ جیسے جناب شیخ عارف بغدادی۔ سید قاسم الشبر۔ آیتہ اللہ فلسفی سید محمد باقر صدر جن کا وجود اسلام و اہل اسلام کے لیے قابل فخر تھا اور شہید موصوف کی پردہ نشین و فاضل بہن کا انتہائی دردناک قتل۔
ہم نے صدام تکریتی[1] کے نام تار میں لکھا تھا کہ تاریخ نے تمہیں یزید و ابن زیاد سے بڑا سخت دل لکھا ہے۔ اُن دونوں نے حضرت زینب بنت علی سلام اللہ علیہا کو قتل نہیں کیا حالانکہ شہزادی نے ان دونوں کے مقابلے میں اس سے زیادہ جرأت کا مظاہرہ کیا، جتنا مظاہرہ اس معظمہ نے تمہاری پارٹی کے مقابلے میں کیا۔ ان کا شہزادی کو قتل نہ کرنے کا سبب احتیاط نہیں تھی بلکہ اسلام میں قتل خواتین کی رسم نہیں تھی، اور آجکل تو بعث پارٹی نے تمام سابقہ غیر قانونی و غیر شرعی اقدامات کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں زن و مرد، عالم، مزدور، تاجر، دستکار صرف دینداری کے جرم میں وطن سے نکال دیے۔ حالانکہ ان کے آباؤ اجداد سالہا سال سے عراق میں رہتے تھے۔ بعثیوں نے ان کی دولت بلا جواز قانون چھین لی، ان کی باقاعدہ قانونی املاک ضبط کر لی، ان کے بیوی بچوں میں جدائی ڈال دی۔ باپ کو اولاد سے، اولاد کو باپ سے جدا کر دیا۔ ان ذلیل حرکتوں کی تہہ میں ایک نکتہ ہے جس سے سب یا اکثر حضرات غفلت برت رہے ہیں ــــ نکتہ ہے، اجنبی تسلط کو مسلمانوں پر راہ دینا، (انھیں معلوم ہے کہ) عراق سید مجدد شیرازی کا مرکز تھا، وہ شخصیت جس نے استعمار کی بالادستی

---

[1] تکریت کے علاقے کا باشندہ ہے۔ یہ علاقہ چور اور عشائر قبائل کی سرزمین گاہ ہے

ختم کرنے کے لیے تمباکو کا مسئلہ اٹھایا، یا اسی عراق سے آیت اللہ زعیم انقلاب ۱۹۲۰ء
شیخ محمد تقی شیرازی اٹھے تھے اور مسلح جدوجہد کے بعد عراق کو انگریزوں کے چنگل سے
نکالا تھا۔ حالانکہ انھوں نے فوجی کارروائی کر کے ترکوں کو شکست دے کر عراق
پر قبضہ کیا تھا۔ اب وہ اجنبی حکومتیں اس کے درپے ہیں کہ علما کو قتل کر دیا جائے۔
دیندار آدمی مار دیے جائیں تاکہ مستقبل قریب میں پھر کوئی ان جیسا نہ پیدا ہو جائے
جو قوم کے کندھوں سے ان سامراجیوں کا جوا آتار پھینکے۔

میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو بلند آواز سے پکار رہا ہوں، جو مسلمان بھی اسلام
کی بات کو دھیان سے سنتا ہے، جو مسلمان بھی اسلام پر سامراج کی بالادستی پسند نہیں
کرتا، اسے عراق سے اس نجس پارٹی کو ہٹانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اس پارٹی کے
لوگ اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں مگر اسلام ان سے بے تعلق ہے۔ ان لوگوں کے طور طریقے
اور ان کا دین سے انکار تو بتاتا ہے کہ یہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ یہ تو کافروں سے بھی
آگے نکل گئے ہیں۔

آپ سب متحد و متفق ہو کر حق کی مدد کریں —— اگر اللہ کی مدد کریں گے تو اللہ
بھی آپ کی مدد کرے گا۔

---

۱۲ شعبان سنہ ۱۴۰۰ھ

مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ رہبر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے نام خط

جناب مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین جناب علامہ مفتی جعفر حسین صاحب
دامت تائیداتہ العالیہ

بعد سلام و تحیات: جناب عالی کا خط جناب مستطاب آقای شیخ ملازم حسین

کے ذریعے اور متعدد تار و خط اس سلسلے میں ملے کہ حکومت پاکستان فقہ حنفی کو قانونی طور پر تسلیم کر رہی ہے اور کئی ملین شیعوں کو مذہب کے طور پر نظر انداز کر چکی ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ شیعوں کے مسلسل مطالبے اور آزادی و حصول پاکستان میں شیعوں کے کردار نیز میری طرف سے متعدد وفود کی پاکستان روانگی اور ان کی ذمہ داران مملکت سے ملاقات و یاددہانی میں سے کسی بات کا کوئی اثر مرتب[1] نہ ہوا۔

یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ جناب عالی مسلمانوں میں اتحاد کی نگہداشت کے ساتھ شیعیان پاکستان کے حقوق و نفاذ فقہ جعفری کے سلسلے میں پوری کوشش کریں۔ خداوند بزرگ و برتر تائید فرمائے گا، اور ہم بھی انشاء اللہ آپ کی اور عام شیعیان پاکستان کی مکمل حمایت کرتے رہیں گے۔ یقیناً ہمارا نقطۂ نظر حکومت و ملت پاکستان کو بتا دیں اور صورت حال سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

---

۱۵ شعبان معظم سنہ ۱۴۰۰ھ

اسلام آباد شیعہ کنونشن کے موقع پر شیعوں کے نام پیغام!

بسم اللہ و حمد و درود

السلام علیکم جمیعاً و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ملت مسلمان پاکستان!

برادران شیعہ جو نفاذ فقہ جعفری کنونشن میں تشریف فرما ہیں! یہ نازک ماحول

---

[1] ۶ جولائی سنہ ۱۹۸۰ء کو صدر ضیاء الحق نے مفتی جعفر حسین صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یقین دلایا کہ ۱۵ نومبر تک ملک میں نافذ ہونے والے آرڈیننس میں فقہ جعفری کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

جو اسلام اور اسلامی ملکوں پر بلکہ عالم انسانیت پر چھایا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دشمنان اسلام و بشریت پوری کوشش و انتظام میں مصروف ہیں جس طرح ہو سکے اسلام کی جڑیں کاٹ دیں، انسانیت کو بھیڑ بکریوں کا گلہ بنا کر اپنے قبضے میں کر لیں۔ اس ناپاک مقصد کے لیے انھوں نے اپنے تمام وسائل یکجا کر رکھے ہیں۔ لہذا تمام دنیا کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہوں انگڑائی لیں اور جو روح اسلام اُن میں موجود ہے اسے زندہ رکھیں اور اسلام نیز اپنے وجود، اپنی حیثیت اور سارے جہاں کی انسانی شرافت پر حملوں کا دفاع کریں۔

ملت اسلامیہ پاکستان! مغرب ہو یا مشرق، اسلام دشمن مدت دراز سے سرگرم فکر و عمل ہیں کہ اسلام کو رجعت پسند اور پسماندہ دین باور کرا دیں۔ اس کوشش کے نتیجے میں غیروں کے علاوہ خود مسلمانوں کو ان کے عقیدے اور ان کے دین سے دور کر سکیں گے ــــ الحمدللہ، چودہ سو برس گزرنے کے بعد بھی ملت اسلامیہ ایران کی امریکہ اور امریکی پٹھوؤں پر فتح نے اس مکتب فکر کی حقانیت و تقدس کی نشان دہی کی اور تمام انسانوں کو سمجھایا کہ اسلام ہی سعادت انسانی کا بہترین ذریعہ ہے ظالموں اور ستمگروں اور خونخوار انسانوں کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ اسلام ہے اگر مسلمانان عالم صحیح طرح اسلام کے پابند ہو جائیں تو وہ بے خوف ہو سکتے ہیں کہ اب ان پر کوئی طاقت برتری نہیں حاصل کر سکے گی اور ان کی بارگاہ تقدس پر کوئی دست درازی نہیں ہو سکے گی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کی فتح اسی وقت ممکن ہے جب وہ متحد ہوں، قانون اسلام پر عمل کریں، ان کے حقوق ہر جگہ محفوظ ہوں، کوئی پارٹی کوئی فرقہ اور کوئی مذہب دوسروں کے حقوق ضائع نہ کرے۔ شیعہ اور اہل سنت بھائی اپنے اپنے جائز حقوق سے بہرہ ور ہوں۔ شیعہ اور سنی بھائیوں میں کسی پر ظلم نہ ہو۔

مسلمانان پاکستان! اس پر آشوب زمانے میں تمام مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں پر لازم ہے کہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں میں وحدت و اتحاد کے لیے کوئی بھی مثبت

قدم اٹھانے میں پس و پیش نہ کریں۔ سننے میں آیا ہے کہ حکومت پاکستان، ملک کا قانونی مذہب حنفی فقہ کو بنانا چاہتی ہے اور ملک کے شیعوں کو یکسر نظرانداز کر رہی ہے تعجب و افسوس کی بات ہے ــ حکومت کا یہ اقدام متعدد زاویوں سے غلط ہوگا:

۱۔ استعماری طاقت اور کافر حکومت سے آزادی اور قیام پاکستان کی مہم ایک شیعہ فرد قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت اور ان کے مددگاروں کے ذریعے سر ہوئی۔ اس پارٹی کی علمی و مذہبی شخصیتیں شیعہ ہی تھیں۔

۲۔ ملک کی ایک چوتھائی یا ایک تہائی آبادی شیعوں کی ہے، کوئی قانون اور کوئی اسلامی نظام، کوئی دستور اور بین الاقوامی منشور کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ اتنی بڑی تعداد کو (جو اقلیت مذہبی بھی نہیں رکھتی) کسی کے مذہب یا کسی کی فقہ کا تابع بنا دے۔

۳۔ شیعیان پاکستان کئی برس سے نفاذ فقہ جعفری کا مطالبہ کر رہے ہیں حکومت پاکستان پر فرض تھا کہ وہ بہت پہلے ان کے جائز مطالبے کا مثبت جواب دیتی بلکہ اس کے علاوہ بھی اگر وہ کچھ مطالبہ کرتے تو اسے پورا کرتی چہ جائیکہ مذہب و فقہ کی بات جس سے بہر نوع چشم پوشی ممکن نہیں ہے۔

۴۔ مطالبۂ نفاذ فقہ جعفری کے سلسلے میں تمام شیعیان پاکستان کو علماء اعلام، خصوصاً حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب دامت افاضاتہ کی رہنمائی میں جد و جہد جاری رکھنا چاہیے اور مطالبۂ نفاذ فقہ جعفری کے بارے میں مسلمانوں کے اتحاد کو برقرار رکھنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے۔ اطمینان رکھیے کہ خداوند عالم، اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اور دنیا بھر کے شیعہ نیز علماء اعلام و مراجع تقلید ان کی حمایت کرتے ہیں۔

حکومت پاکستان کا فریضہ ہے کہ جلد از جلد شیعوں کے مطالبے کو تسلیم کرے۔ خدانخواستہ ایسا وقت نہ آجائے کہ کوئی سیاسی مسئلہ اتنی وسعت پیدا کرے جو قابل اصلاح نہ ہو ــــ تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں کو خصوصاً حکومت پاکستان کو پہلوی رژیم کی تقدیر سے عبرت حاصل کرنا چاہیے، اور اللہ کے حکم نیز قوم کے

جائز حقوق کے لیے قوم کا ارادہ حکومت کی قوت پر غالب ہوا کرتا ہے۔

آخر میں آپ مسلمان بھائیوں کے اس عظیم اجتماع اور تشیع کی حفاظت کے لیے آپ کی اس کوشش پر خوشی کا اظہار اور آپ مسلمان بھائیوں نیز اسلام کی عظمت و برتری کی کوشش کرنے والوں کی فتح کے لیے ولی عصر ارواحنا فداہ کے صدقے میں خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں۔

تکمیل کتاب ۳؍ شوال ۱۴۰۰ سنہ ہجری

○

کتابت: حفیظ قریشی۔ دھیدووال ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
۱۸ جیب ...

ہم خرما
و
ہم ثواب

○

اگر آپ دینی، اسلامی، اقتصادی اور ادبی کتب کے مطالعہ کے خواہش مند ہیں تو آیئے امامیہ پبلیکیشنز کی "ممبر شپ سکیم" سے استفادہ فرمائیں۔ جس میں آپ کو سالانہ صرف ایک سو روپیہ ادا کرنا ہوگا جبکہ آپ کو امامیہ پبلیکیشنز کی یکم جنوری ۱ء تا ۳۱ دسمبر ۱ء سال بھر کی تمام شائع شدہ کتب فراہم کی جائیں گی۔

آپ سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے مطالعاتی تشنگی دور فرماتے ہیں تو کیا دین کی خاطر آپ تقریباً دس روپے ماہوار بھی قربان نہیں کر سکتے۔

یہ کتب نہ صرف آپ بلکہ آپ کے اہل و عیال کے لیے بھی ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوں گی۔

○

اپنی منزل کا تعیّن

کیا انسان چند روزہ زندگی میں صرف کھانے، پینے، پہننے کے لیے ہی خلق ہوا ہے یا اس کی تخلیق کا کوئی اور مقصد بھی ہے؟

حصولِ خشنودیٔ الٰہی کے پیشِ نظر امامیہ آرگنائزیشن نے ملّتِ اسلامیہ کی خدمت کی خاطر امامیہ پبلیکیشنز کا قیام فرمایا۔ تاکہ احکاماتِ خدا، سیرتِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرامینِ ائمہ علیہم السلام کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

الحمدللہ اس ادارہ نے آپ حضرات کے تعاون سے ۱۳ عدد مختلف پیشکشیں کی ہیں۔

انشاء اللہ آسانی قرآن فہمی کے لیے بھی اراکین کے زیرِ نظر ایک پروگرام ہے۔

بہت سے دین سے محبت کرنے والے حضرات کی بھی یقیناً یہ آرزو ہوگی کہ ہم اشاعت کے ذریعہ دینِ حقہ کی کچھ خدمت کرسکیں لیکن مصروفیاتِ دنیا سے وقت نہ نکال سکتے ہوں۔ اُن حضرات کے لیے ہماری خدمات حاضر ہیں۔

آئیے! اور ہماری اس معاملہ میں دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے معاونت فرمائیں اور اپنی زندگی کو بامقصد بنائیں۔

ادارہ امامیہ پبلیکیشنز
امامیہ قرأت کالج
موچی دروازہ۔ لاہور

اہلِ قلم سے اپیل

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

امامیہ پبلیکیشنز عرصہ دو سال سے مختلف عنوانات کے تحت نہایت دیدہ زیب کتب کامیابی سے شائع کر رہا ہے۔

اس سلسلہ میں اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مذہبی، دینی، اقتصادی اور معاشی مضامین ارسال فرمائیں۔ تاکہ انہیں عوام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

اہلِ قلم حضرات کی مکمل حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

امامیہ پبلیکیشنز کے قیام کا مقصد فقط اہلِ قلم حضرات کے جذبۂ تحریر کو تقویت پہنچانا اور اُن کی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا ہی نہیں بلکہ عوام کی مذہبی اور اقتصادی میدان میں خدمت کرنا مقصود ہے۔

ادارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

امامیہ آرگنائزیشن پاکستان

یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ انسان کے لیے معاشرتی اور اجتماعی زندگی ضروری ہی نہیں بلکہ عین فطری اور لابدی ہے۔ لہٰذا کسی معاشرے کو فساد و شر سے محفوظ رکھنے اور اُس میں اتحاد و یک جہتی پیدا کرنے کے لیے نظم و ضبط کا ہونا از حد ضروری ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایک منظم اور فعال تنظیم ہی کسی قوم و ملت کے تحفظ اور اُس کی خوشحالی، معاشرتی زندگی اور اُس کے روشن مستقبل کی ضمانت دیتی ہے۔

ملّتِ اسلامیہ کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے چند سال پیشتر امامیہ آرگنائزیشن کی بنیاد رکھی گئی۔ اپنے قیام کی اس مختصر مدت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بھکر کی سرزمین پر ہونے والی عظیم قومی کنونشن اور اسلام آباد کی تحریک کی کامیابی میں مضمر ہیں۔

انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ تنظیم ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد و اخوت کی علامت بن کر اُبھرے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ایک فکری انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس فکری انقلاب کے لیے ہمارا ایک ادارہ امامیہ پبلیکیشنز شب و روز مصروفِ عمل ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنی منزل کو جلد ہی پالیں گے۔

امامیہ آرگنائزیشن

کے

اغراض ومقاصد

○

★ شخصی قیادت کی بجائے تنظیمی قیادت کی جدوجہد کرنا ۔
★ ملتِ اسلامیہ کی فکری بیداری، اقتصادی خوشحالی اور سماجی معیار کو بلند کرنے کی سعی کرنا ۔
★ مذہبی اور جدید علوم کو ہم آہنگ کرنا ۔
★ ملتِ اسلامیہ میں عظیم تر بھائی چارے کا عملی نمونہ پیش کرنا ۔
★ طلباء کی تعلیمی، معاشی مشکلات دور کرنا ۔

○

آرگنائزیشن کا لائحہ عمل

آرگنائزیشن پہلے مرحلے میں بیک وقت چار پہلوؤں پر کام کرے گی۔

★ عظیم تر بھائی چارہ
★ تنظیم و ترتیب
★ تعلیم و تربیت
★ مالی وسائل کا حصول

○

دعوتِ فکر و عمل

○

مِلّتِ اسلامیہ کے سنجیدہ، ذی فہم، تعلیم یافتہ، باشعور، نیک نیت اور پُر خلوص افراد سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ دامے درمے۔ قدمے اور سخنے آرگنائزیشن کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں؛

اگر آپ آرگنائزیشن کے طریقِ کار اور پالیسی سے اتفاق کرتے ہوں تو آرگنائزیشن سے وابستہ ہو کر ہمارے دوش بدوش مِلّتِ اسلامیہ کی تنظیم و تعمیر کے لیے میدانِ عمل میں آئیں؛

ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں

○

مرکزی دفتر

امامیہ آرگنائزیشن (پاکستان)، ۱۴۶۔ مُلتان روڈ۔

لاہور

انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کی اصل وجہ جذبہ ایمانی کے ساتھ مسائلِ دین کی آگاہی ہے ؟

کامیاب ترین زندگی کے لیے مسائلِ دین سے آگاہی اتنی ضروری ہے جیسے زندگی کے لیے غذا ضروری ہے ؟

مروی ہے کہ انسان حیران ہوگا جب قیامت کے دن اس کے نامۂ اعمال میں سے وہ نیکیاں غائب ہوں گی جو اس نے دُنیا میں کی تھیں ؟

یہ کیونکر رد ہوئیں ؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اعمال بغیر معرفت کے بجالائے گئے تھے ؟

آئندہ مطبوعات

۱۔ قانون اساسی ایران
مترجم سیّد سجاد حسینی

۲۔ حکومت اسلامی
از آیت اللہ خمینی مترجم سیّد [illegible]

۳۔ تفسیر سورۂ حمد (المیزان)
مترجم سیّد موسیٰ رضوی

۴۔ فتح مبین
مترجم قیس چودھری

۵۔ بہارِ انقلاب
از آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی

موجودہ مطبوعات

○

آیت اللہ خمینی قم سے قم تک	۳۵ــــ۰۰
توضیح المسائل (آیت اللہ خمینی)	۳۰ــــ۰۰
معراجِ مومن (نماز)	۵ــــ۰۰
ارشاد القلوب	۱۰ــــ۰۰
دینِ حق عقل کی روشنی میں	۵ــــ۰۰
تصویر آیت اللہ خمینی (رنگین)	۳ــــ۰۰
تصویر آیت اللہ خمینی (فریم شدہ)	۱۲ــــ۰۰
چابی چین	۱ــــ۰۰
پمفلٹ ضرورت امام	۱ــــ۰۰
ایران اسلامی جمہوریہ کے سایہ میں	۱ــــ۰۰
لقمان حکیم	۱ــــ۰۰
کردار کی روشنی	۱ــــ۰۰

○



محسنِ اسلام شہید آیت اللہ سید محمد باقر الصدر اعلیٰ اللہ مقامہ

امامیہ پبلیکیشنز

امامیہ قرأت کالج، اندرون موچی دروازہ، لاہور
تبلیغات محمد وآل محمد کو فروغ دینے والا ادارہ

آیت اللہ العظمیٰ القائد السید محمد باقر الصدر ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۵۳ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک ایسے ممتاز دینی خانوادے سے تھا جو تقریباً ایک صدی سے علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے اور جس کے مختلف افراد نے عراق، ایران اور لبنان میں اسلام اور مسلمانوں کی مخلصانہ اور گرانبہا خدمات انجام دی ہیں۔ سید محمد صدر جنہوں نے برطانوی استعمار کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور عراق کے مشہور انقلاب میں حصہ لیا اسی خاندان کے ایک گرامی قدر فرزند تھے۔ ایران کے سید صدر الدین صدر اور لبنان کے سید موسیٰ صدر بھی اپنی دینی اور سیاسی خدمات کی بنا پر لازوال شہرت کے مالک ہیں۔ آیت اللہ کے ایک اور بزرگ سید عبدالحسین شرف الدین بھی فرانس کے خلاف جبل عامل (لبنان) کی جنگ آزادی میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے کے لیے مشہور ہیں۔

جب آیت اللہ محمد باقر الصدر کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تب آپ کی عمر صرف چار سال تھی۔ اس کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے بڑے بھائی السید اسماعیل الصدر نے سنبھالی۔ آپ بچپن سے ہی غیر معمولی ذہانت اور عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دس سال کی عمر میں ہی آپ علمی مسائل اور اسلامی تواریخ پر یوں اظہار خیال فرماتے تھے جیسے کہ آپ نے بیسیوں سال تک اس بحر ذخار میں شناوری کی ہو۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے منطق پر ایک کتاب لکھی اور اسی زمانے میں اسی موضوع پر درس و تدریس کا آغاز بھی کر دیا۔

۱۳۶۵ھ میں آپ نے نجف الاشرف میں مستقل طور پر قیام فرمایا اور اسلامی فقہ کے اصول اور دوسرے اسلامی علوم پڑھنے اور پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ جو اسباق آپ خود پڑھتے تھے انھیں کسی استاد کی مدد کے بغیر خود مکمل طور پر سمجھنے پر قادر تھے۔ بالآخر آپ مجتہد کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوئے اور پھر خود اجتہاد پر درس دینے اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے علم اصول اور علم فقہ پر منفرد انداز میں قلم اٹھایا اور ان علوم پر بہترین کتابیں لکھیں۔ علاوہ ازیں علم الاقتصاد، علم فلسفہ، مشکلات اجتماعی اور نظام حکومت پر بھی آپ نے شاہکار کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی تحریر کردہ کتابوں کی کل تعداد ۲۶ ہے جن میں سے کئی ایک کا فارسی، انگریزی، اردو اور ترکی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

آیت اللہ السید محمد باقر الصدر کو مراکش سے انڈونیشیا تک سارے عالم اسلام میں بے پناہ عزت اور شہرت حاصل تھی اور آپ اسلامی طرز حکومت کے بہت بڑے موید تھے۔ یہی چیز تھی جس نے حکومت عراق کو ہراساں کر دیا چنانچہ ۱۹۷۹ء کے وسط میں آپ کو نجف الاشرف میں نظر بند کر دیا گیا اور ۵ اپریل ۱۹۸۰ء کو بغداد جیل میں لے جا کر ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کی رات کو شہید کر دیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را